ملفوظاتِ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے ایک نودریافت مجموعہ کی اشاعت

ملفوظاتِ چہل روزہ

حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء)

خلیفہ حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید (۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء)

جامع

حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری

(ف ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء)

تحقیق و تعلیق و ترجمہ

محمد اقبالؒ مُجدّدی

Marfat.com

Marfat.com

ملفوظاتِ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے ایک نو دریافت مجموعہ کی اشاعت

ملفوظاتِ چہل روزہ

حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء)

خلیفۂ حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید (۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء)

جامع

حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری

(ف ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء)

تحقیق و تعلیق و ترجمہ

محمد اقبال مجددی

ناشر

تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، گوجرانوالہ

۲۰۱۶ء

Marfat.com

1

جملہ حقوق بحقِ ادارہ محفوظ

کتاب .... ملفوظاتِ چہل روزۂ شاہ غلام علی دہلوی

جامع .... حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری

تحقیق و تعلیق و ترجمۂ اُردو ...... محمد اقبال مجددی

طبع اول ۱۹۷۸ء

طبع جدید ۲۰۱۶ء

ھدیہ ....

297,604

P57 ع

١٢٣٤٥

ناشر

تنظیم الاسلام پبلی کیشنز

مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ 121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

Tanzeem-ul-Islam Publications

121-B Model Town Gujranwala, Pakistan

Ph:+92 55 3841160, Fax:055 3731933 Mob: 0333 7371472

Web: www.tanzeemulislam.org

E-mail: tanzeemulislam@yahoo.com

Marfat.com

انتساب

حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی

(۱۲۰۱۔۱۲۴۹ھ/۱۷۳۶۔۱۸۳۳ء)

کے نام

جنہوں نے حضرت شاہ غلام علی دہلوی

کے مکتوبات وملفوظات جمع کر کے

علمی وروحانی دنیا پر احسان کیا

مخلص

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

عرضِ ناشر (طبع دوم)

[illegible]

Marfat.com

نقش دوم

ملفوظات چہل روزہ کا پہلا ایڈیشن ملفوظات شریفہ کے نام سے ۱۹۷۸ءکو مکتبہ نبویہ، لاہور نے شائع کیا تھا، عرصہ دراز سے اس کی دوسری طباعت کا تقاضا ہو رہا تھا، لیکن اس پر نظر ثانی کی اشد ضرورت تھی، مکتبہ کے مالک علامہ اقبال احمد فاروقی مرحوم نے اس کے فارسی متن کی تصحیح وتقابل تو دور کی بات ہے، انہیں اس کے پروف پڑھنے کی فرصت بھی میسر نہیں تھی، انہوں نے اس کا ایک خطی نسخہ پیر سید شبیر حسین شاہ مرحوم سے لے کر ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا کتابدار مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد کو دیا کہ اس کی ایک نقل تیار کروادیں، موصوف نے اس کی اپنے ادارہ میں ٹائپ کاپی تیار کروائی اور علامہ صاحب کے حوالہ کر دی انہوں نے وہی اٹھا کر کاتب کو دے دی، علامہ مرحوم کو اس کی تصحیح کا موقع نہیں مل سکا تھا۔

اب راقم مسکین نے اس کے خطی نسخوں مکتوبہ مولوی امام دین سال ۱۲۷۶ھ اور نسخہ مکتوبہ محمد ابراہیم بسال ۱۳۱۰ھ اور اپنے ذاتی ذخیرہ (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) سے جب تقابل کیا تو علامہ صاحب کے شائع کردہ متن میں بہت سے خلا اور اسقام کا احساس ہوا، بہر حال اختلافات نسخ کو نظر انداز کرتے ہوئے مذکورہ نسخوں کی بنیاد پر اب اس کا متن تیار کیا گیا ہے۔

علامہ موصوف نے اس کا اردو ترجمہ بھی کیا تھا ظاہر ہے کہ جب متن ہی غیر مصحح

Marfat.com

تھا تو ترجمہ کیسے صحیح ہو سکتا تھا (١)، لہٰذا اب اس کا اردو ترجمہ بھی اسی تصحیح شدہ متن کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔

علامہ صاحب نے اس پر ایک مفصل مقدمہ مجھے عاجز سے لکھوایا تھا، جب ان کا متن اور ترجمہ کتابت ہو گیا تو مجھے مقدمہ لکھنے کے لئے کتابت شدہ کاپیاں دی گئیں، جنہیں دیکھ کر میں بڑا حیران ہوا کہ حضرت علامہ نے یہ علمی کام کیسے انجام دیا؟ میں نے عرض کی کہ حضرت اس کے متن میں بہت سی خامیاں ہیں اسی طرح ترجمہ بھی نظر ثانی کا محتاج ہے، میں اس کی تصحیح اور ترجمہ کی اصلاح کر کے اس کا انڈیکس بھی بنا دیتا ہوں تو مسکرا کر فرمایا کہ تم نے اس کا مقدمہ پہلے ہی اتنا علمی و تحقیقی لکھ دیا ہے کہ کتاب کی فروخت مشکل ہو جائے گی، مجھے یہ سن کر کوئی صدمہ نہ ہوا کیوں کہ میں بخوبی جانتا تھا کہ حضرت علامہ صاحب کی نظر کتاب کے علمی پہلو پر کبھی نہیں گئی بلکہ اس کی فروخت اور آمدنی پر مرحوم کی توجہ تھی، یہ ملک خداداد پاکستان کے ایک اس ناشر کا حال تھا جن کے پاس علامہ کی سند بھی تھی، اس سے ان ناشرین کتب دینیہ کا تصور کیجئے جو محض جلب زر کے لئے کتابیں چھپواتے اور بیچتے ہیں۔

راقم مسکین حضرت ابوالبیان مولانا محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی کا شکر گذار ہے کہ موصوف نے اسے اپنے ادارہ کی مطبوعات میں شامل کر کے علمی دنیا کو اس کمیاب کتاب تک رسائی دی، جناب محمد جاوید مجددی نے بڑی توجہ سے کمپوزنگ کا فریضہ انجام دیا اور اس کے مہتمم اشاعت جناب محمد شبیر مجددی نے اس کی خوبصورت طباعت میں دلچسپی لی، رب کریم ان احباب کو جزائے خیر دے، آمین

(١) علامہ فاروقی صاحب کا یہ ترجمہ کتاب انوار محی الدین کے دوسرے ایڈیشن میں بغیر حوالہ کے نقل کر لیا گیا ہے

Marfat.com

فہرست

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
مقدمہ نوشتہ محمد اقبال مجددی	۱۰	رشحات عنبریہ	۶۷
صاحب ملفوظات کا سیاسی وسماجی ماحول	۱۱	حضرت شاہ محمد مظہر مجددی مدنی	۶۸
معاشرتی زندگی	۲۱	تالیفات	۷۰
مذہبی بے راہ روی	۳۰	حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی	۷۲
علماء وصوفیہ کی حالت	۳۴	احوال وکرامات شاہ درگاہی رام پوری	۷۷
صوفیہ کی اصلاحی کوششیں	۳۹	مثنوی اسرار	۷۷
حضرت شاہ غلام علی دہلوی	۴۶	دیوان غزلیات	۷۷
ابتدائی حالات	۴۶	مراتب الوصول	۷۸
حضرت میرزا مظہر سے بیعت	۴۹	درالمعارف	۷۸
معمولات	۴۹	ملفوظات شاہ غلام علی	۷۹
حضرت شاہ غلام علی اور ملکی سیاست	۵۰	مکاتیب شریفہ	۷۹
وصال	۵۲	جواہر علویہ	۷۹
حضرت شاہ غلام علی کے اکابر خلفاء	۵۳	مکتوبات حضرت شاہ رؤف احمد	۸۰
حضرت شاہ ابوسعید مجددی	۵۶	مجموعہ ادعیہ ماثورہ	۸۰
حضرت شاہ احمد سعید دہلوی	۶۰	دیوان رافت	۸۱
حیات شاہ احمد سعید کے مآخذ	۶۵	تفسیر رؤفی	۸۲

Marfat.com

مضامین	صفحہ
حضرت مولانا خالد کردی رومی	۸۴
مولانا سید اسماعیل مدنی	۸۹
شاہ غلام علی کے دیگر خلفاء	۸۹
تصانیف حضرت شاہ غلام علی دہلوی	۹۲
مقاماتِ مظہری	۹۳
ایضاح الطریقت	۹۵
احوالِ بزرگان	۹۷
رسالہ طریق بیعت واذکار	۱۰۰
رسالہ درطریقہ شریفہ شاہ نقشبند	۱۰۱
رسالہ سطری چنداز احوال شاہِ نقشبند	۱۰۲
رسالہ اذکار	۱۰۲
رسالہ مراقبات	۱۰۲
رسالہ دررد اعتراضات شیخ عبدالحق برحضرت مجدد	۱۰۳
رسالہ دیگر دررد مخالفین حضرت مجدد الف ثانی	۱۰۵
رسالہ مشغولیہ	۱۰۶
کمالاتِ مظہری	۱۰۷
سلوک راقیہ نقشبندیہ	۱۰۸
مکاتیب شریفہ	۱۰۸
درالمعارف	۱۱۱

مضامین	صفحہ
ملفوظاتِ چہل روزہ	۱۱۳
حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری	۱۱۳
حضرت شاہ غلام علی کی خدمت میں	۱۱۶
مرشد ومرید	۱۱۶
ارشادنامہ	۱۲۶
حضرت شاہ عبدالعزیز سے تلمذ	۱۲۸
قیام دہلی	۱۳۰
سلسلہ ارشاد	۱۳۲
وفات	۱۳۲
اولادِ امجاد	۱۳۳
خلفاء	۱۳۵
کتب خانہ	۱۳۷
تصانیف	۱۳۸
ملفوظات چہل روزہ	۱۴۴
درالمعارف	۱۴۴
سال تدوین	۱۴۵
چند اہم نکات	۱۴۶
مولوی محمد صالح کنجاہی نقشبندی	۱۴۸
آباؤاجداد	۱۵۰
محمد صالح کنجاہی	۱۵۴

Marfat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
میاں محمد قاسم ابوالوفاء	۱۵۴	ملفوظاتِ چہل روزہ (فارسی متن)	۲۲۱
سید محمد بقاء	۱۵۶	مآخذ مقدمہ وحواشی	۲۶۴
سید شاہ میر پشاوری	۱۵۷	عکسیات	۲۷۱
وفات	۱۵۸	فہرست عکسیات	۲۷۲
تصانیف	۱۵۹	ضمیمہ (ملفوظات ہفت روزہ شاہ غلام	
سلسلۃ الاولیاء	۱۵۹	علی دہلوی) مرتبہ ڈاکٹر عارف نوشاہی	۲۷۹
مجمع التواریخ	۱۶۰	اردو۔فارسی	۲۷۹
نغمۂ توحید	۱۶۱		
مجموعہ وظائف	۱۶۱		
مکتوبات	۱۶۱		
دو بیاضیں	۱۶۱		
ذوقِ شعر وسخن	۱۶۲		
خطاطی	۱۶۲		
حافظ غلام محمد الدین کنجاہی	۱۶۳		
مصنف کا فن تاریخ گوئی	۱۶۵		
وفات حافظ کنجاہی	۱۶۶		
مجمع التواریخ	۱۶۸		
ملفوظاتِ چہل روزہ (اردو ترجمہ)	۱۷۳		

Marfat.com

مقدمہ

Marfat.com

صاحبِ ملفوظات کا سیاسی وسماجی ماحول

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب آنکھ کھولی تو سلطنتِ مغلیہ کا آفتاب ڈھل رہا تھا، زندگی کے ہر شعبہ میں زوال وانحطاط کے اثرات نہایت سرعت کے ساتھ کام کر رہے تھے، سلطنت کا سارا نظام کھوکھلا ہو چکا تھا۔

دہلی کے وہ باشندے جنہوں نے شاہجہان اور اورنگ زیب کے عہد میں امن و امان کی زندگی بسر کی تھی پیہم ہنگامہ آرائیوں سے تنگ آگئے تھے، ان کو اپنی عزت و ناموس کا بچانا محال نظر آتا تھا، زمین وآسمان کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر ان پر مایوسی، وحشت، کم ہمتی اور خود فراموشی کے مہیب اثرات طاری تھے اور ایک عظیم قوم سیاسی طور پر بیکار اور مفلوج ہو رہی تھی۔

ان حالات میں چند بوریا نشینوں نے بادشاہ کو اس کے گہوارہ عیش وعشرت میں بیدار کرنے کی کوشش کی چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بادشاہ، وزیر اور امراء کے نام دس کلمات کا ایک اعلان جاری کیا جس میں مطالبہ کیا:

> آنکہ بادشاہِ اسلام وامراء کبار بہ عیش حرام مشغول نشوند، از گذشتہ توبہ نصوح بجا آرند و آئندہ اجتناب نمائند (۱)

اور حضرت شاہ فخرِ جہاں نے ہدایت کی:

> پس اول مقدم ایں است کہ آں صاحب بذات خود مستعد محنت کشی و ملک گیری شوند (۲)

---

(۱) شاہ ولی اللہ: شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات مرتبہ خلیق احمد نظامی، ندوۃ المصنفین دہلی، ۱۹۶۹ء

(۲) عماد الملک: غازی الدین نواب: مناقب فخریہ ص ۳۶-۲۵ مجتبائی دہلی ۱۳۱۵ھ

Marfat.com

اگر شاہ ولی اللہ کی تصانیف کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مسلم سوسائٹی کے زوال کا سبب مذہبی شعار سے بے اعتنائی اور علوم دینیہ سے بے تعلقی تھی (۱) نیز اقتصادی انحطاط کو انہوں نے زوال کا سبب قرار دیا ہے، اس کے باعث ہی تمام سیاسی انتشار اور بدنظمیاں پیدا ہوئی تھیں فرماتے ہیں کہ جس سوسائٹی میں اقتصادی توازن نہ ہو اس میں طرح طرح کے روگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ نہ وہاں عدل وانصاف قائم ہوسکتا ہے اور نہ ہی مذہب اپنا اچھا اثر ڈال سکتا ہے۔

نیز اگر حضرت شاہ ولی اللہ کے مکتوب کا مطالعہ کیا جائے تو زوال کے یہ اسباب متعین ہوتے ہیں۔

۱۔ خلصہ (شاہی) کے علاقہ کا محدود ہونا۔

۲۔ خزانہ کی قلت (۳) جاگیرداروں کی کثرت (۴) اجارہ داری کے مسموم اثرات (۵) افواج کے مواجب کا بروقت نہ ملنا وغیرہ۔ (۲)

بادشاہ سازشوں میں اس طرح جکڑے ہوئے تھے کہ حرکت بھی نہ کر سکتے تھے چنانچہ شاہ ولی اللہ نے سیاسی حالات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد دو ایسی شخصیتوں کا انتخاب کیا جن کے ذریعہ سے مفسد عناصر کی سرکوبی ممکن تھی یعنی نجیب الدولہ اور احمد شاہ درانی۔

شاہ صاحب نے ان دونوں کے انتخاب میں بے پناہ سیاسی بصیرت کا ثبوت دیا تھا اور ان دو طاقتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام مسلم دشمن طاقتیں کچل کر رکھ دی گئیں۔ اس موقع پر اگر مغلیہ حکومت میں تھوڑی سی بھی جان ہوتی تو وہ جنگ پانی پت کے نتائج سے فائدہ اٹھا کر اپنے اقتدار کو ہندوستان پر دوبارہ قائم کرسکتی

(۱) شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۲۳

(۲) ایضاً.....ص،۳۶

Marfat.com

تھی لیکن مغلیہ سلطنت اس وقت ایک بے روح جسم کی مانند تھی ، جنگ پانی پت کا اصل فائدہ فاتحین جنگ پلاسی نے اٹھایا۔

بعض حلقوں کا یہ تصور غلط ہے کہ شاہ ولی اللہ اور احمد شاہ درانی انگریزوں کے خطرے سے بے خبر تھے، حقیقت یہ ہے کہ انہیں ڈر تھا کہ کہیں مغل بادشاہ کے تساہل سے انگریزوں کو اپنا اقتدار قائم کرنے کا موقع نہ مل جائے چنانچہ جس وقت احمد شاہ درانی نے حملہ کیا شاہ عالم ثانی، بہار میں تھا جنگ پانی پت کے بعد احمد شاہ درانی نے شاہ عالم کو دہلی بُلانے کی بے حد کوشش کی اور اپنا آدمی بھیجا جب وہ نہ آیا تو احمد شاہ درانی نے شاہ عالم کی والدہ نواب زینت محل سے خط لکھوایا کہ تم اپنے بہی خواہوں کی سنے بغیر دہلی چلے آؤ، یہاں تک کے احمد شاہ درانی نے انگریزوں کو بھی لکھا کہ وہ شاہِ عالم کو دہلی پہنچنے کے لیے ہر قسم کی سہولت مہیا کریں، وینسی ٹارٹ، احمد شاہ کو لکھتا ہے: (۱)

"If it should be shahenshah(Aldal's) pleasae (Shah Alam) will be escerted by some (British) Troops to Delhi."

شاہ عالم کو وہاں سے بلانے کی کوشش اس لیے تھی کہ وہ انگریزوں کے اثر سے نکل آئے اور دہلی آ کر احمد شاہ کی موجودگی میں اپنی طاقت مستحکم کر لے لیکن شاہ عالم اس وقت دہلی نہ آیا اور حالات انگریزوں کے موافق ہو گئے، صوبائی خودمختاری کے رجحانات تیزی سے سرایت کرنے لگے اور شاہ ولی اللہ نے جن مسلم دشمن قوتوں کو کچلنے کے لیے احمد شاہ درانی کو مدعو کیا تھا وہ پھر سے قوت پکڑنے لگیں۔

مرہٹے، جاٹ اور سکھ...... ان تینوں کی ہنگامہ آرائی نے زندگی کو ایک مصیبت بنا دیا پھر افغانوں کے حملوں نے تو رہی سہی جان ہی نکال لی۔

---

(۱) یہ معاصر دستاویز اسلامک کلچر، حیدر آباد، دکن، ج ۱۱ ص ۵۰۳ تا ۵۰۴ شائع ہو چکی ہے۔

Marfat.com

صوبائی خودمختاری کے عام ہو جانے سے انگریزوں نے فائدہ اٹھا کر الحاق کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے آہستہ آہستہ ایک ایک صوبہ کو اپنے پنجۂ اقتدار میں جکڑ لیا۔

اس دوران طبقہ علماء و مشائخ جس سے اصلاحِ سیاست، مذہب اور معاشرہ کی لوگوں کو توقع ہوتی ہے، اپنے منصب کی ذمہ داریوں کو فراموش کر چکا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے کے صوفیۂ خام اور علماء سو صد ہا قسم کی گمراہوں کا شکار تھے اور ان کی گمراہی کا اثر ہر کہ و مہ پر پڑتا تھا۔

دنیا پرستی سے زیادہ بڑی کوئی لعنت علماء کے لیے نہیں ہو سکتی، اس دور کے اکثر علماء اسی میں گرفتار تھے اور مختلف امراء اور روسا سے منسلک ہر کو سیاست میں حصہ لے رہے تھے، ایسی سیاست جس کا مقصد عوام کی فلاح و بہبود نہ تھا بلکہ اپنے لیے جاہ و منزلت کا حصول تھا، اکبر کے زمانے میں ایسے ہی علماء کی دنیا پرستی کے خلاف حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آواز اٹھائی تھی۔

اس دور میں حضرت شاہ ولی اللہ، شاہ کلیم اللہ جہان آبادی، میرزا مظہر جانان جانان، خواجہ میر درد، شاہ غلام علی دہلوی اور مولنا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اس رجحان کے خلاف صدا بلند کی اور علماء کو ان کے اعلیٰ فرائض یاد دلائے۔

یہ علماء دراصل یونانی علوم کے اثرات میں پھنسے تھے، ان کا سارا وقت دور از کار بحثوں میں صرف ہوتا تھا، قرآن و حدیث سے ان کا رابطہ تقریباً ٹوٹ چکا تھا، شاہ ولی اللہ نے اس ماحول میں للکارا اور اعلان کیا کہ

"یاد رکھو! علم یا تو قرآن کی کسی آیتِ محکم کا نام ہے یا سنتِ ثابتہ قائم کا۔" (۱)

حضرت شاہ غلام علی نے بھی یونانی فلسفہ کے مسموم اثرات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "ایک مرتبہ ہم نے بوعلی سینا کی ایک کتاب کے صرف ایک ہی ورق

(۱) خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت۔ ۳۵۹

Marfat.com

کا مطالعہ کیا تھا، ہمارے قلب پر ظلمت چھا گئی تو کلمۂ شہادت کا ورد کرنے سے اس کا ازالہ ہوا، فرماتے ہیں:

"روزی مطالعۂ کتاب بو علی سینا مقدار ایک صفحه نموده بودم که ظلمتی بر قلب آمد کلمه شهادت خواندم و ازاله آن نمودم" (۱)

اس دور میں عملی زندگی سے افرار کا عام رجحان تھا فرار کی دو نمایاں صورتیں تھیں، مذہب کا سہارا لے کر انفرادی نجات کی کوشش کی جائے، مادی دنیا کی ناکامی کے احساس کو مٹانے کیلئے عالمِ آخرت کے لیے جدوجہد کی جائے، اور دوسرا راستہ تھا کہ انسان دین ودنیا سے بے نیاز ہو کر رامش رنگ وبو میں ڈوب جائے۔

لیکن سب سے خطرناک بات یہ تھی کہ فرار کے یہ دونوں راستے ایک دوسرے میں ضم ہو گئے، اس عہد میں تصوف کے جس نظریہ کو مقبولیت تھی وہ وحدت الوجود کے فلسفہ کی بگڑی ہوئی شکل تھی، بعض صوفیہء کرام نے اس نظریہ کو خواص تک محدود رکھا تھا (۲) لیکن اس دور میں اس کی تعبیر یہ کی گئی۔

"ہر چیز خدا ہے یہ فلسفہ مذہب کی ظاہری رسوم، دیر وحرم کی تفریق وغیرہ کو تسلیم نہیں کرتا، جب یہ تسلیم کرلیا جائے کہ انسان بھی خدا ہے تو پھر یہ مضحکہ خیز بات ہے کہ خدا خدا کی عبادت کرے ایسی صورت میں کوئی گناہ گناہ نہیں رہتا کیونکہ گناہ کا مرتکب خود خدا ہے جب خدا ہی مرتکب ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ خدا خود اپنی ذاتی کو سزا دے۔"

---

(۱) رافت، روف احمد: در المعارف، استنبول ۱۹۷۴ء ص ۱۴۸

(۲) وحدت الوجود کی تصریح وتعبیر کے لیے ملاحظہ ہو علامہ بحر العلوم کا رسالۂ وحدت الوجود مترجم ومرتب مولانا زید ابوالحسن فاروقی، دہلی۔ ۱۹۷۱ء

Marfat.com

سماج پر اس فلسفہ کے اثرات یہ ہوئے کہ عوام میں مذہبی رواداری کے نام پر دین سے بے اعتنائی پیدا ہو گئی، مندر اور مسجد کا فرق ختم ہونے لگا اس کے ساتھ ہی عام سماجی زندگی میں بے اعتدالیاں پیدا ہو گئیں۔

اس فلسفے کی غلط تعبیرات نے حرم اور میکدے کی سرحدیں ختم کر دیں، لوگ خدا اور اپنے نفس دونوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے صوفیہ انفرادی نجات حاصل کرنے میں کوشاں ہو گئے، عوام محض ان کی خدمت میں نجات کا راستہ دیکھنے لگے(۱)۔ چنانچہ پیش نظر مجموعۂ ملفوظات میں نظریۂ وحدت الوجود پر بحث کا مقصد بھی اس کی صحیح تعبیر پیش کر کے غلط فہمیاں دُور کرنا ہے۔

وحدت الوجود کی تعبیریں کرنے والوں نے اس کا حلیہ تو پہلے ہی بگاڑ کر رکھ دیا تھا اب تصوّف کے سر چشمے ویدانت اور اُپنشد کو باور کروانے کی کوششیں کی جانے لگیں۔ عملیات اور تعویذ گنڈوں میں حد سے زیادہ اعتقاد بڑھ گیا، پیر کی غیر شرعی حرکات حجت سمجھی جاتی تھیں، اس قسم کے صوفیہ خام نے مذہبی تعلیم کو مسخ کرنے کے ساتھ ساتھ ملت کے قوائے عمل کو شل کر دیا تھا۔

اگرچہ اس دور کے ہر سلسلہ کے راسخ العقیدہ مشائخ نے اس قسم کے صوفیہ کے خلاف آواز بلند کی لیکن تصوّف کو خالص اسلامی صورت میں نکھار کر پیش کرنے والوں میں میرزا مظہر جانِ جاناں، حضرت شاہ غلام علی دہلوی اور جامع ملفوظات حاضر حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری کے اسمائے گرامی سر فہرست ہیں۔

اس زوال و انحطاط کے اثرات سارے ہندوستان میں نمایاں تھے، تمام صوبوں میں ان اثرات کا جائزہ اس مختصر مقدمہ میں پیش کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ کتاب حاضر کے جامع کے مولد و منشاء پنجاب کے حالات و ماحول پر کچھ روشنی ڈالنا ہے۔

---

(۱) خلیق انجم: مرزا محمد رفیع سودا، علی گڑھ ۱۹۶۶ء ص ۴۱......۴۷ (بہ تغیر قلیل)

Marfat.com

پنجاب میں ہمیشہ امن وامان کا فقدان رہا، جونہی مرکز میں معمولی ساضعف پیدا ہوتا تھا، پنجاب بغاوتوں میں گھر جاتا تھا یہاں کے باشندوں کو کبھی مسلسل امن نصیب نہیں ہوا۔

جب مرکزی حکومت اپنی حیثیت کھو چکی تو یہاں کی مسلم دشمن طاقتوں خصوصاً سکھوں نے ایک سیاسی نظام کے تحت امرتسر کو عسکری مرکز بنالیا پھر اورنگ زیب کے کمزور جانشینوں نے ان کی طاقت پر نظر نہ رکھی اور ان کی چیرہ دستیاں اور مظالم اس حد تک پہنچ گئے کہ۔

"زبان ہائے حاملہ را شکم دریدہ وجنین راکشیدہ می کشتند" (۱)

باندا سنگھ کے مظالم سے تو تمام شمالی ہندوستان تھرا اٹھا ۱۷۱۰ء میں جب سرہند پر سکھوں کا حملہ ہوا تو بہت سے مسلمانوں نے ہندوؤں کے گھروں میں بھیس بدل کر پناہ لی (۲)۔

ان کے مظالم زندوں تک محدود نہ رہے بلکہ حضرت شاہ قمیص قادری کا مزار خود ان کی اولاد سے جبراً کھدوایا گیا (۳)۔

مرکزی حالات کی ابتری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سکھوں نے ۱۷۶۴ء میں لاہور پر قبضہ کرلیا اور جہلم سے جمنا تک اپنا تسلط قائم کرلیا ۱۷۶۵ء اور ۱۸۰۰ء کے درمیان ان کا اقتدار اور بڑھ گیا اٹک سے کرنال تک اور جموں سے ملتان تک ان کے قبضہ میں آگیا، اس طرح اٹھارویں صدی میں سکھوں نے جو حالات پیدا کردیئے تھے

---

(۱) طباطبائی، غلام حسین: سیر المتاخرین ص ۴۰۲

(۲) ارون: لیٹر مغلز جلد اوّل ۹۶

(۳) وارد، محمد شفیع: مراتِ واردات، قلمی بحوالہ خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت ۳۱۹

Marfat.com

ان سے لوگوں کے مصائب میں بڑا اضافہ ہو گیا تھا یہ حقیقت بھی ماہرین تاریخ نے تسلیم کی ہے کہ وہ ایک کل ہند سیاسی نظام قائم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔(۱)

حضرت شاہ عبدالعزیز نے انتہائی پریشانی کے عالم میں اپنے چچا کو کہا تھا:

ایام بر داتت فالقلب منجزع . . . من قوم سکھ و ان الخوف معقول

سردی کا موسم آ گیا اور دل پریشان ہے سکھ قوم سے اور دل کا یہ اندیشہ مبنی بر حقیقت ہے(۲) ۱۷۹۹ء تک پنجاب پر چھوٹے بڑے سرداروں کی حکمرانی رہی جن کا آپس میں کبھی اتحاد نہ ہو سکا، خود لاہور میں رنجیت سنگھ کے حملہ سے پہلے متعدد سرداروں کی حکمرانی تھی جو الگ الگ خراج وصول کرتے تھے رعایا ان کے ظلم و ستم سے تنگ آ چکی تھی ۱۷۹۹ء میں رنجیت سنگھ نے بڑھ کو لاہور پر قبضہ کر لیا جس سے یہ فائدہ ہوا کہ لاہور بیک وقت متعدد سرداروں کی سرداری اور ظلم سے نجات پا گیا، یہاں قوت جمع کر کے رنجیت سنگھ نے سارے پنجاب کو زیر نگیں کرنا شروع کر دیا، بہت قلیل عرصہ میں اس کی حکمرانی پنجاب کے بڑے بڑے شہروں پر ہو گئی جس سے سکھ حکومت اپنے پورے عروج پر آ گئی۔

اگرچہ رنجیت سنگھ کے عہدِ حکومت میں پنجاب میں امن و امان قائم ہو گیا، چونکہ سکھوں کو مسلم حکومت کی طرف سے کافی پریشانیاں اٹھانی پڑی تھیں اس لیے اب اس دور اقتدار میں انہوں نے دل کھول کر اس کا بدلہ لیا اور مسلمانوں کے آثار کی تباہی کے علاوہ مسلمانوں کی مذہبی آزادی پر کئی قسم کی پابندیاں عائد کر دیں، اذان کی متعدد مرتبہ بندش، مساجد کا اصطبلوں میں تبدیل ہونا، اور پھر مسلمانوں کی آنکھوں میں

(۱) خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت ص ۳۱۹

(۲) ایضاً ص ۳۱۹

Marfat.com

ڈھول جھونکنے کے لیے موراں سے ایک مسجد بنوانا، چند مسلم امراء کو دربار میں معزز عہدے دینا کسی مسلم درگاہ کو سرکاری طور پر امداد مل جانا اس قسم کے واقعات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ مسلمان سکھ دور میں خوش حال تھے، خام خیال ہے۔

کتاب حاضر کے جامع کا مولد و منشاء پنجاب کا ایک معروف قصبہ قصور ہے، جس کی سیاسی و سماجی حالت اس دور زوال میں خاصی ابتر تھی خصوصاً اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد یہاں گورنروں اور نائبین کا مسلسل تبادلہ اور پھر حملہ آوروں کے عاملوں سے قصور کے عوام کی زندگی گذارنا دشوار ہو گیا تھا۔

حاکم قصور حسین خان بن سلطان احمد خویشگی نے ناظم لاہور عبدالصمد خان کو بہت پریشان کیا، حضرت شاہ عنایت قادری نے اس کے عہد میں قصور سے لاہور ہجرت کی تھی، اس کے قتل کے بعد جھلے خان حاکم رہا ۱۷۴۵ء میں نواب زکریا خان کی وفات کے بعد جسا سنگھ نے سکھ مثلوں کی مدد سے قصور پر حملہ کیا، جس سے قصور کے چار ہزار افغان مارے گئے اور اس نے قصور کو نذر آتش کر دیا۔

اب قصور پر بھنگیوں کا قبضہ ہو گیا، سکھ گردی کی خبریں سُن کر زمان شاہ نے ہندوستان کا قصد کیا جس سے بھنگیوں کی فوجیں روپوش ہو گئیں، اس سے فائدہ اٹھا کر ۱۲۱۱/ ۱۷۹۶ء میں نظام الدین خان نے قصور پر قبضہ کر لیا لیکن زمان شاہ کے جاتے ہی پھر وہی ہوا جو احمد شاہ درانی کے بعد ہوا تھا ۱۷۹۹ء میں رنجیت سنگھ نے لاہور پر قبضہ کر کے قصور پر کئی حملے کیے آخر افغانوں کی خانہ جنگی کی وجہ سے وہ ۱۸۰۶ء میں قصور پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوا۔

قصور پر پہلی مرتبہ ۱۱ فروری ۱۸۴۶ء کو انگریزوں کا قبضہ ہوا (۱) اور اس کے بعد ۱۸۴۹ء میں الحاق پنجاب کا واقعہ پیش آیا۔

---

(۱) محمد لطیف: ہسٹری آف دی پنجاب ص ۵۴۰

Marfat.com

اسی انگریزی دور میں ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ ہوا جس سے ہندوستان کے مسلمانوں کی رہی سہی بساط بھی لٹ گئی، سیاسی و مذہبی محفلیں سرد پڑ گئیں، مسجدیں مسمار اور خانقاہیں تباہ و برباد ہوئیں مدرسوں میں کھیتی باڑی ہونے لگی، مسجد اکبری (دہلی) کا نشان تک باقی نہ رہا، مدرسہ رحیمیہ دہلی جہاں سے ولی اللہی حکمت کا چشمہ ابلا تھا اور جہاں سے شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالقادر وغیرہ قرآن و حدیث کے درس دیتے تھے وہاں مدرسہ رائے بہادر لالہ کشن داس کا تختہ لگ گیا(۱)۔عوام کا تو حال ہی قابل ذکر نہیں بڑے بڑے بزرگ اور عالم دہلی جیسا مرکزی شہر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے، حضرت شاہ فخر الدین کی خانقاہ سونی پڑ گئی، شاہ احمد سعید نے حرمین الشریفین کا رخ کیا اور حضرت شاہ غلام علی کی خانقاہ کا چراغ گل ہو گیا، ہر طرف حسرت اور مایوسی چھا گئی جو اس ہنگامہ سے بچا وہ کافورِ کفن (۲) کی تمنا کرنے لگا گویا پوری قوم پر نکبت اور افسردگی کا عالم طاری ہو گیا (۳)۔

---

(۱) بشیر الدین احمد: واقعات دار الحکومت دہلی ۲ / ۱۶۷

(۲) غالب: اردوئے معلیٰ ص ۲۱۳

(۳) خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت ۳۳۲

Marfat.com

معاشرتی زندگی

اٹھارھویں صدی عیسوی میں پاکستان و ہند کے معاشرتی اور تمدنی حالات کا جائزہ لینے کے لیے دہلی کے معاشرتی حالات پر ایک نظر ڈالنا اس لیے لازم ہے کہ حضرت مظہر اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی ساری زندگی اسی مرکزی شہر میں گزری تھی۔

پاکستان و ہند کے اسلامی عہد حکومت میں دہلی نہ صرف ہندوستان بلکہ سارے عالم اسلام کے لیے ایک علمی و دینی مرکز بن گیا تھا، دراصل اس کی بنیاد ایسے زمانے میں رکھی گئی جب وسط ایشیاء میں مسلمانوں کے تمام مراکز تباہ و برباد ہو رہے تھے اور منگولوں کے حملوں نے سارے سیاسی اور سماجی نظام کو درہم برہم کر دیا تھا، بغداد و بخارا وغیرہ سے کثیر تعداد میں ہجرت کی، اس قافلے کا جو فرد جہاں ٹھہر گیا وہاں ایک علمی مرکز بن گیا۔

سلاطین دہلی میں سے سلطان علاء الدین خلجی کا عہد حکومت اسلامی ہند کی سیاسی، علمی اور تمدنی تاریخ کا سب سے زیادہ تابناک باب ہے، برنی کا بیان ہے کہ اس زمانہ میں دہلی میں ایسے علماء اور ماہرین فن موجود تھے کہ بخارا، سمرقند، بغداد، مصر، خوارزم، دمشق، تبریز، رے اور روم وغیرہ میں بھی ان کا ثانی نہیں تھا، حد یہ ہے کہ بخارا، سمرقند، خوارزم اور عراق کے علماء کی تصانیف اس وقت معتبر سمجھی جاتی تھیں جب ہندوستان کے علماء اس پر مہر توثیق ثبت کرتے تھے گویا دہلی ''رشک بغداد اور عزت

Marfat.com

مصر بنی ہوئی تھیں''(۱)۔

لیکن اٹھارھویں صدی میں تو اس کی بساط ہی الٹ گئی، اس وقت سلطنت مغلیہ پر نزاع کا عالم طاری تھا، یہ شہر بقول شاہ ولی اللہ ''لعب صبیان'' ہوگیا مختلف اطراف و صوبوں سے جو طوفان اٹھتے اور بغاوتیں ہوتیں ان تمام ہنگامہ آرائیوں کے زلزلے دہلی میں محسوس کیے جاتے تھے۔

امن وامان کے دور میں علماء وصوفیہ اس شہر کی طرف کشاں کشاں چلے آتے تھے اور ایک مرتبہ یہاں آکر پھر جانے کے لیے سوچنا تو درکنار بڑی سے بڑی سختی بھی انہیں یہاں سے نہ نکال سکی نہ لیکن اٹھارھویں صدی میں اس طبقہ کے افراد خود دہلی سے دل برداشتہ ہوکر اس کی ہنگامی زندگی سے بچنے کے لیے ہر وقت بے تاب رہنے لگے۔

حضرت مظہر نے اپنے کئی مکاتیب میں دہلی کے ہنگاموں کو موثر طور پر بیان کرنے کے بعد خود مع متعلقین دور افتادہ علاقہ میں سکونت کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔

ان مقامات کو سمجھنے کے لیے چند اہم نکات ذیل میں دیئے جارہے ہیں:

حادثہ نادرشاہی کے معاصر مولف نے نادرشاہ کے حملے (۱۷۳۹ء) کے وقت دہلی کے باشندوں کے بارے میں عینی شاہد کی حیثیت سے لکھا ہے:

الحال، جمیع ساکنان شہر خدا را فراموش کردہ اند و از خاص وعام لباس زنانہ اختیار کردہ، بہ جای نماز وروزہ بہ حرام کاری و شراب خواری و اغلام بازی مطلق العنان

(۱) جناب پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اپنی تالیفات میں دہلی کی علمی حیثیت نہایت تفصیل سے بیان کی ہے، اس سلسلہ میں موصوف کی یہ کتابیں ہمارے پیش نظر ہیں:

حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، تاریخ مشائخ چشت، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، اوراق مصور (عہد وسطیٰ کی دہلی)

۱۲۳۴۵

Marfat.com

شده اند، غرض درین ایام در بلده دار الخلافت شاه جهان آباد این اطوار شنیعه وافعال ناشائسته و اعمال فاعل و مفعول به حدی رواج یافته بود اگر خدانخواسته ازین نعمت عظمیٰ کسی محروم مانده باشد بر او ریشخندها می کردند (۱)

لیکن جب نادر شاہ کا حملہ ہوا تو امن و امان کی زندگی بسر کرنے والے انہیں باشندوں نے بدحواسی میں دوسروں کی حالت زار دیکھ کر خود کو خنجر مار کر ہلاک کر لیا اور بہت لوگوں نے زہر کھا کر جان دے دی۔ (۲)

دہلی پر نادر شاہ کے حملے سے پہلے ہی لوگوں کو اس کے بازاروں سے وحشت چمکتی ہوئی نظر آتی تھی، ایک معتقد کے بیان پر حضرت شاہ ولی اللہ نے دہلی کے مشہور بازار ''سوق سلطانی'' کے متعلق پیش گوئی کی تھی:

یہ بازار زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ یہاں خون کے دریا رواں ہوں گے۔ (۳)

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حملۂ نادری سے پہلے سلاطین و امراء اور بے راہ رو عوام کا راہ راست پر آنا تو درکنار بلکہ درگاہ قلی خان کے روزنامچہ سے جو نادر شاہ کے حملے کے وقت اور اس کے چند سال بعد کے واقعات پر مشتمل ہے سے عیاں ہوتا ہے کہ اس کے بعد بھی حالات ویسے ہی رہے اور ہر طبقے میں خود فراموشی اور عاقبت نا اندیشی پورے طور پر مسلط نظر آتی ہے۔

---

(۱) حادثہ نادر شاہی، متن مشمولہ حدیث نادر شاہی، مرتبہ رضا شعبانی، تہران، ص ۴۴

(۲) وارد تہرانی: تاریخ نادر شاہی مرتبہ رضا شعبانی ص ۲۱۴

(۳) نظامی: شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، بحوالہ القول الجلی، ص ۲۴

Marfat.com

دہلی دھوپ اور چھاؤں کا شہر تھی، یہاں خانقاہیں بھی تھیں، شراب خانے بھی، مدرسے بھی تھے اور قمار بازی کے اڈے بھی۔

لوگ بڑی عقیدت کے ساتھ خانقاہوں اور مزارات پر حاضر ہوتے تھے پھر اسی جوش کے ساتھ طوائفوں کی محفلوں میں شرک کرتے تھے، ان کی رندی اور مذہبیت ساتھ ساتھ چلتی تھی، یہ مذہبیت فسق وفجور سے زیادہ متعفن تھی جو ضمیر کی آواز کو کچلنے کا ایک ظالمانہ انداز تھا۔(۱)

چونکہ معاشرے کے تمام افراد ان حوادث سے یکساں طور پر متاثر ہورہے تھے اس لیے عوام کے سامنے ایک ہی راستہ تھا اور وہ تھا ''فرار'' زندگی اور اس کے تلخ حقائق سے فرار۔

فرار کی کئی صورتوں میں ایک صورت یہ بھی تھی کہ مادی دنیا کی ناکامی کے احساس کو ہلکا کرنے کے لیے دین اور دنیا سے بے نیاز ہو کر عیش وعشرت میں ڈوب جائے۔

اس مقدمے میں سلاطین وامراء کے ''عیش حرام'' کی جو مثالیں بیان کی گئی ہیں ان کے تمام اعمال وافعال کا عوامی زندگی پر براہ راست اثر پڑتا تھا۔

نواب درگاہ قلی خان تین سال (۱۱۵۱ھ تا ۱۱۵۳ء/ ۱۷۳۸ـ۱۷۴۰) دہلی میں مقیم رہے انہوں نے اپنے مرقع میں اس دور کی جو قلمی تصویر کشی کی ہے وہ اس عہد کی معاشرتی زندگی کو سمجھنے کے لیے بہت مفید ہے۔

بعض امیرزادوں نے عوامی زندگی کو کئی طرح آلودہ کرنے کی کوشش کی اعظم خان ابن فدوی خان کا حال لکھا ہے:

اس کی طبیعت امارد پسند ہے، مزاج میں سادہ رویوں کی محبت ہے......

(۱) نظامی: تاریخ مشائخ چشت، ص ۱۴۱،۲۴۲ (ملخصاً)۔

Marfat.com

اس کی تمام تر آمدنی اس طبقہ پر خرچ ہوتی ہے، جہاں کہیں رنگیں امرد کی خبر پاتا ہے......اس پر کمند ڈال دیتا ہے......غرض جہاں کہیں کوئی سبزہ رنگ نظر آئے وہ اعظم خان سے منسوب ہوتا ہے(۱)۔

مرزا منو کے حالات میں وضاحت کی ہے کہ بعض امیرزادے اس سے امرد پرستی کا فن سیکھتے ہیں اور اس کا شاگرد ہونے پر فخر کرتے ہیں، اس کا گھر حسین پری زادوں کا گھر ہے......اس کی محفل گل رخوں کی کسوٹی ہے(۲)

کسل سنگھ نام کے ایک امیرزادے نے عیش و عشرت کا جو بازار گرم کیا تھا وہ اس دور کی عوامی زندگی کو سمجھنے کے لئے بہت اہم ہے:

اس نے کسل پورہ بڑے اہتمام سے آباد کیا، اس میں ہر طرح کی طوائفیں اور بازاری عورتیں اکٹھی کیں......محتسب اس کے قریب انہیں پھٹک سکتا......یہاں ہر راستے میں عورتیں رنگارنگ لباس پہنے خود کو مردوں کے سامنے پیش کرتی ہیں اور ہر کوچے میں دلالوں کی وساطت کے بغیر لوگوں کو بلاتی ہیں، وہاں کی ہوا شہوت آمیز اور فضا باہ انگیز ہے، خاص طور پر شام کو عجب طرح کا مجمع ہوتا ہے...... ہر گھر میں رقص اور ہر جگہ نغمہ و ساز ہے(۳)

ان ایام میں حضرت مظہر دہلی کے حالات سے اور یہاں کی ہوا سے تنگ آجاتے ہیں، آپ اپنے متعلقین کو لکھتے ہیں:

دہلی سے دل وحشت زدہ ہوگیا ہے اور پانی پت کی ہوا موافق نہیں،

---

(۱) درگاہ قلی خان: مرقع دہلی مرتبہ حکیم مظفر حسین، مطبوعہ دکن (س۔ن)، ص ۲۷

(۲) ایضاً، ۲۷۔۲۸

(۳) ایضاً ۲۸۔۲۹

Marfat.com

حیران ہوں کہ کیا کروں (۱)

حضرت مظہر اپنے آخری ایام حیات میں انتہائی ''ناتوانی'' کے باوجود دہلی کے حالات سے متاثر ہوکر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کو لکھتے ہیں:

دل باہمہ ناتوانی ازین شہر و مردم شہر خوش ندارد (۲)

دہلی کے عوام کے مزاج کی تبدیلی جس کا سابقہ اوراق میں تفصیلی ذکر ہوا، حضرت مظہر اس سے خاصے متاثر نظر آتے ہیں، یہ مکتوب ملاحظہ ہو:

تبدیلئ اخلاق مردم شہر و ملاحظہ اضطرار معاش آن مردم وہجوم امراض متعددہ طرفہ لشکری از مکروہات گران رو باین ناتوان آوردہ (۳)

ایک خط میں دہلی کے ناکارہ اور خودغرض امراء کی سیاسی حرکات کا ذکر کرتے ہوئے دہلی سے بےزاری اور راہ فرار کا ذکر فرماتے ہیں لیکن:

دل از دہلی تنگ است و راہ رفتن طرفی بنظر نمی آید، مشکل است (۴)

ایک اور مکتوب میں دہلی سے اپنی ترک اقامت کا جو سبب بیان کیا ہے وہ اس شہر کی اس زندگی کی تصدیق کرتا ہے جس کی تفصیلات مرقع دہلی میں دی گئی ہیں یعنی:

سبب ترک اقامت دہلی آنست کہ طالبان خدا در شہر کمترند و در قصبات بیشتر، اسباب تنعم وتجمل کہ سرمایہ غفلت است در شہر بسیار تر می باشد و در دہات وقرئ کمتر (۵)

---

(۱) قریشی، مکاتیب ۲۷۔۱۰۴ (۲) ایضاً، ۷۹/۱۱۵

(۳) ایضاً، ۸/۱۱۷ (۴) ایضاً، ۱۲۷/۱۸۶ (۵) ایضاً، ۱۴۷/۲۱۳

Marfat.com

(یعنی دہلی کی اقامت ترک کرنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان دنوں شہروں میں طالبان خدا کی تعداد بہت کم ہوگئی ہے لیکن دیہات میں زیادہ ہے، شہروں میں ''تنعم وتجمل'' کے اسباب زیادہ ہیں جو صرف غفلت کا سرمایہ ہیں لیکن دیہات میں یہ ذرائع کم ہیں۔)

مقامات مظہری میں ہے:

ان ایام میں رزق حلال نایاب ہے اور جہالت کا دور دورہ ہے، اکثر کی اولاد علم وادب سے بے بہرہ ہے، عقد نکاح میں بدعات کے رواج سے بہت خلل پیدا ہوگیا ہے۔(۱)

عام طور پر جاہل مسلمان مرد اور عورتیں ہندوؤں کے مراسم بھی ادا کرتے تھے خصوصاً عورتیں ان کے تہواروں میں شریک ہوتی تھیں، حضرت مظہر نے مسلمان عورتوں کے دیوالی منانے کی بری رسم کا نفرت سے ذکر کیا ہے:

چنانچہ در ایام دیوالی کفار جہلہ اہل اسلام علی الخصوص زنان ایشان رسوم اہل کفر را بجا می آرند و عید خود می سازند و ہدایا شبیہ بہ ہدایای اہل کفر بہ خانہ ہای دختران خواہران در رنگ اہل شرک می فرستند (۲)

جن دنوں چیچک کی وبا پھیلتی تھی تو مسلمانوں کے گھروں میں طرح طرح کے ٹونے ٹوٹکے عمل میں آتے تھے، اس موقع پر بالعموم سیتلا دیوی کی پوجا ہوتی تھی (۳)، حضرت مظہر فرماتے ہیں:

---

(۱) شاہ غلام علی: مقامات مظہری، ص ۴۹ (فارسی متن)

(۲) نعیم اللہ بہرائچی: معمولات مظہریہ، کانپور، ۱۲۷۵ھ، ص ۳۸

(۳) محمد عمر: ہندو تہذیب اور مسلمان، برہان دہلی، دسمبر ۱۹۶۹ء، ص ۴۱۱

Marfat.com

در وقت عروض مرض جدری که در زبان ہندی سیتلا معروف است مشہود و محسوس ست کم زنی باشد که از دقائق این شرک خالی بود و بر سمی از رسوم آن اقدام نه نماید۔(۱)

ان ایام میں نہ صرف دہلی بلکہ سارے ہندوستان میں جادوگر، شعبدہ باز اور عجیب وغریب حرکتیں کرنے والے افراد بھی بکثرت موجود تھے، میر شمس، تقی بھکتیہ اور نمود وانمود جیسے جادوگر موجود تھے، انہوں نے اپنی شعبدہ بازی کے ذریعے اتنی شہرت حاصل کرلی تھی کہ بادشاہ تک ان کے معتقد ہو گئے تھے(۲)عورتوں میں ان کا اثر بہت بڑھ گیا تھا۔

حضرت مظہر نے خاص طور پر عورتوں میں افسوں گری کے عقائد کے قلع قمع کرنے کی بے حد کوشش کی، ان کو بیعت کرنے کی دیگر شرائط کے علاوہ یہ شرط بھی تھی کہ وہ جادوگری پر عقیدہ نہ رکھیں(۳)۔

گویا ان حضرات نے معاشرے کے ہر طبقے کی اصلاح کی پوری سعی کی اور اس قنوطیت کے دور میں بھی ان کی اصلاح وتبلیغ کے مثبت اثرات ہوئے۔

عیاشی کے قصے بیان کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ بلکہ اس ماحول کی عکاسی کرنا لازم ہے جن حالات میں حضرت مظہر نے عوام کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا تھا۔

اس دور میں چند راسخ العقیدہ علماء وصوفیہ کو چھوڑ کر باقی تمام طبقات اسی قسم کی

---

(۱) نعیم اللہ: معمولات، ص ۳۸

(۲) محمد عمر: ہندوتہذیب اور مسلمان، برہان دہلی، نومبر ۶۹ ص ۳۴۳۔۳۴۷

(۳) نعیم اللہ: معمولات، ص ۴۳

Marfat.com

رنگ رلیوں میں مصروف تھے(۱)۔

اٹھارھویں صدی میں مسلمانوں کی اخلاقی حالت بعینہ وہی تھی جو قوموں کے انحطاط اور حکومتوں کے زوال کے موقع پر ہوتی ہے، فسق و معصیت ان کی معاشرت کا جز بن گئی تھی، انشاء اللہ خان کی دریائے لطافت سے اندازہ ہوتا ہے کہ ارباب نشاط کا ہر طرف دور دورہ تھا...... دہلی اور لکھنو کی معاشرت اور مجلسی وخانگی زندگی کا جو نقشہ ''دریائے لطافت'' میں نظر آتا ہے اس سے تہذیب کی آنکھیں نیچی اور حیا کی پیشانی عرق آلود ہے(۲)۔

اسی لیے حضرت شاہ ولی اللہ نے مسلم سوسائٹی کے زوال کا سبب ان کی مذہبی شعار سے بے اعتنائی اور علوم دینیہ سے بے تعلقی قرار دیا ہے، آپ امت مسلمہ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> تمہارے اخلاق سو چکے ہیں، تم پر بے جا حرص و آز کا ہوکھا سوار ہے، عورتیں مردوں کے سر چڑھ گئی ہیں، حرام کو تم نے اپنے لیے خوش گوار بنالیا ہے، حلال تمہارے لیے بے مزدہ ہے، چاہیے کہ تم اپنی شہوانی خواہشوں کو نکاح کے ذریعہ پوری کرو، خواہ تمہیں ایک سے زیادہ نکاح کیوں نہ کرنا پڑیں...... اسی قدر خرچ کرو جس کی تم میں سکت ہے...... تم نے نمازیں برباد کیں، تم نے زکوۃ کو بھی چھوڑ دیا ہے، تم میں بعض نے روزے چھوڑ رکھے ہیں خصوصاً فوجی ملازم(۳)۔

---

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: محمد عمر: میر کا سیاسی وسماجی ماحول (رقص وسرور کی محفلیں) برہان، جون ۱۹۶۵ء ص ۳۶۸۔۳۷۰

(۲) ابوالحسن علی ندوی: سیرت سید احمد شہید ۱/۱۳۹

(۳) شاہ ولی اللہ: تفہیمات الٰہیہ (مولانا مناظر احسن گیلانی نے اس خطاب کا مکمل اردو ترجمہ دیا ہے جس کا یہ خلاصہ بلفظہ نقل کیا گیا ہے)۔ الفرقان، شاہ ولی اللہ نمبر، ص ۱۵۲۔۱۵۱

Marfat.com

لیکن مایوسی کے اس دور میں راسخ العقیدہ علماء وصوفیہ(۱) نے نہایت ثابت قدمی سے ماحول کا جائزہ لیا اور پھر اپنے اصلاحی پروگرام کو باقاعدہ مرتب کیا۔

مذہبی بے راہ روی

اکبر بادشاہ کی مذہبی بے راہ روی جسے غیر متعصب مورخین نے رواداری سے تعبیر کیا ہے، دوررس اثرات کی حامل تھی، اس کے ندیموں، علمائے سوا ور صوفیہ خام نے اس سلسلے میں جو کردار ادا کیا تھا اس کے اثرات اٹھارھویں صدی تک محسوس ہو رہے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کی اولاد و خلفاء نے اس کے مسموم اثرات کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور جہانگیر سے اورنگ زیب کے عہد تک وہ ''تخم الحاد'' جس کا بیج اکبر نے بویا تھا، بار آور نہ ہوسکا، اگرچہ اس نے داراشکوہ کی فطرت میں متشکل ہونے کی سعی کی لیکن اورنگ زیب جیسے دور اندیش اور دین پناہ بادشاہ نے اس کی کوشش کو ناکام بنادیا(۱)۔

لیکن اورنگ زیب کے مرتے ہی جہاں سیاسی واقتصادی مسائل ومصائب انسانی اعصاب پر سوار ہوئے وہاں اسلامی یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے والی دشمن طاقتوں نے پھر سے وہ لا یعنی مبحث شروع کر دیے جنہیں روکنے کی مصلحین امت نے انتہائی کوشش کی تھی، ان حالات کا شاہ ولی اللہ نے نہایت حکیمانہ تجزیہ کیا ہے، وہ

---

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ ہذا کا عنوان ''صوفیہ کی حالت''، اس دور کے معاشرتی وثقافتی حالات کے لیے دیکھیے:

Malik, Zahirudin: Reign of Muhammad Shah, Aligarh, 1977, pp.342 - 405.

(۱) ہم نے حسنات الحرمین کے مقدمہ میں ان امور کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے

Marfat.com

سلطنت کے زوال کے اسباب کا جائزہ لیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس سوسائٹی میں اقتصادی توازن نہ ہو وہاں طرح طرح کے روگ پیدا ہو جاتے ہیں اور مذہب بھی اپنا اچھا اثر نہیں ڈال سکتا (۱)، نیز انہوں نے مسلم معاشرے کے زوال کا سبب مذہبی شعائر سے بے اعتنائی اور علوم دینیہ سے لاتعلقی قرار دیا ہے۔ (۲)

خود حضرت شاہ ولی اللہ نے اس دور کی مذہبی بے راہ روی کی بہت سی مثالیں لکھی ہیں۔ ان میں سے بعض ملخصاً درج کی جاتی ہیں جو آپ کی کتاب تفہیمات سے لی گئی ہیں:

تم نمازوں سے غافل ہو...... کوئی اپنے کاروبار میں اتنا مشغول ہوتا ہے کہ نماز کے لیے وقت ہی نہیں پاتا، اور کوئی اپنی تفریحوں اور خوش گپیوں میں اتنا منہمک ہوتا ہے کہ نماز فراموش ہو جاتی ہے۔

تم زکوٰۃ سے غافل ہو...... تم میں کوئی مال دار ایسا نہیں جس کے ساتھ بہت سے کھانے والے لگے ہوئے نہ ہوں وہ ان کو کھلاتا اور پہناتا ہے، مگر زکوٰۃ و عبادت کی نیت نہیں کرتا، تم رمضان کے روزے بھی ضائع کرتے ہو اور اس کے لیے طرح طرح کے بہانے بناتے ہو...... چاہیے کہ تم اپنی شہوانی خواہشوں کو نکاح کے ذریعہ پورا کرو، خواہ تمہیں ایک سے زیادہ نکاح کیوں نہ پڑیں۔

اے بنی آدم! تم نے ایسی فاسد رسمیں اختیار کر لی ہیں جن سے دین متنفر ہو گیا ہے۔ (۳)

---

(۱) نظامی: شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، مقدمہ، ص ۳۳

(۲) ایضاً، ص ۳۳

(۳) یہ تمام تر اقتباسات تاریخ مشائخ چشت، ص ۳۶۱۔ ۳۶۳۔ سے ملخصاً ماخوذ ہیں

Marfat.com

حضرت مظہر اپنے دور کے مذہبی ماحول کا تجزیہ اس طرح کرتے ہیں:

ان ایام میں لوگوں کے لیے احکام خداوندی پر عمل اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرنا مشکل ہو گیا ہے، معاملات تباہ ہو گئے اور شریعت کے مطابق عمل موقوف ہو گیا ہے اگر کوئی روایت فقہ کے مطابق اور فتوی ظاہر پر عمل کرے اور امور جدیدہ اور بدعات سے اجتناب کرے تو یہ بہت سی غنیمت ہے (۱)۔

سلاطین اسلام کے عہد کا ایک اہم عہدہ محتسب شہر بھی ہوتا تھا جو اپنے علاقے کی اخلاقی اقدار کے تحفظ کا ذمہ دار تھا، یہ محتسب اٹھارھویں صدی میں موجود تھے لیکن جب سلاطین و امراء خود لہو ولعب میں مستغرق ہوں تو محتسب عوام سے باز پرس کیسے کر سکتا ہے؟۔

مرقع دہلی میں اس دور کی مذہبی بے راہ روی اور عیش کوشی کے واقعات تفصیل سے لکھے گئے ہیں عیش و عشرت کے کئی واقعات کے ضمن نواب صاحب نے لکھا ہے کہ امراء و عوام محتسب کی پروا کیے بغیر دادِ عیش میں مصروف ہیں یہاں تک کہ اس دور کے محتسب میں قوت احتساب ہی نہیں رہی:

قدرت احتساب در خود نمی یابد (۲)۔

---

(۱) غلام علی دہلوی: مقاماتِ مظہری، ص ۴۲ (فارسی)

ان ایام میں جو مذہبی فتنے پیدا ہوئے ان میں نمود و انمود کا فتنہ بھی تھا، جس نے عوامی زندگی کو خاصا متاثر کیا تھا، اس فتنہ کا بانی اپنی کتاب کو الہامی خیال کرتا تھا، وہ کہتا تھا کہ نبوت اور وصیت کے درمیان ایک اور لاہوتی عہدہ ہے جسے وہ ''بیگوکت'' کے لفظ سے تعبیر کرتا تھا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے مولانا گیلانی کا مقالہ مشمولہ الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر، ص ۱۶۶۔۱۶۸)

(۲) درگاہ قلی نواب: مرقع دہلی، ص ۳۸

Marfat.com

اس قسم کے اقدام سے بعض صوبوں میں مسلمانوں کی زندگی انتہائی تلخ ہو گئی تھی، حضرت مظہر کے معاصر جید عالم شاہ عنایت قادری قصوری (۱) نے بعض علاقوں کو غلبہء ہنود کے باعث دار الحرب قرار دیا تھا (۱) حضرت مظہر کے خلیفہء اجل قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں اسلام ضعیف ہو چکا ہے، کفر کے ظہور اور مغلوبی اسلام کا دور دورہ ہے، بادشاہوں میں جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ کی سکت نہیں رہی (۲)۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے بادشاہ کے نام ایک مکتوب میں واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ جاٹوں کے زیر اثر علاقوں میں کسی کو اذان دینے کی مجال نہیں ہے (۳)۔

اسی قسم کے حالات سے مکمل آگاہی کے بعد حضرت مظہر نے تبصرہ کرتے ہوئے اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ اس وقت سارا ہندوستان ''کفرستان'' بن گیا ہے:

ہر چہار طرف کفرستان است (۴)

اس غلبہ کفر میں مسلمان اپنی جان و مال اور آبرو تو کھو ہی بیٹھے تھے لیکن وہ اپنی جداگانہ ملی حیثیت بھی فراموش کرنے لگے تھے، اس دور کے بہت سے با اثر مسلمان ہندو اور مسلم میں صرف لفظی فرق خیال کرتے تھے، صوفیۂ خام نے وحدت الوجود کے فلسفہ کو ہندومت کے ساتھ ملا کر اسے وحدت ادیان سے قریب تر کر دیا تھا (۵)۔

---

(۱) شاہ عنایت قادری شطاری، پنجاب کے نامور علماء اور مشائخ میں سے تھے، حدود ۱۱۵۰ھ/ ۱۷۳۷ء میں انتقال ہوا۔ (حدیقۃ الاولیاء، ص ۶۳ ـ ۶۴)

(۲) شاہ عنایت نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ ''در مسئلہ حربی و دار الحرب'' کے نام سے تالیف کیا تھا

(۳) غلام مصطفی خان: لوائح، ۱۷۵، ۲۳۹/ (۴) نظامی: شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ۲/ ۸۸

(۵) قریشی، عبد الرزاق: مکاتیب میرزا مظہر، ۵۵/ ۷۵

(۶) اس موضوع پر ڈاکٹر محمد عمر نے ''ہندو تہذیب اور مسلمان'' کے عنوان سے ایک ضخیم مقالہ لکھا ہے جو رسالہ برہان میں بالاقساط چھپا تھا۔ (دیکھیے ماخذ مقدمہ و حواشی)

Marfat.com

علماء وصوفیہ کی حالت

اس مذہبی بے راہ روی کے دور میں علماء وصوفیہ جن کا مقصد حیات سلاطین، امراء وعوام کی اصلاح تھا، خود ان کی حالت افسوسناک تھی، یہاں اس ماحول کا تذکرہ اس لیے کیا جارہا ہے تاکہ قارئین صاحبِ ملفوظات اور دیگر راسخ العقیدہ علماء وصوفیہ کی دعوت وعزیمت کی کوششوں کو بآسانی سمجھ سکیں۔

حضرت مظہر کے معاصر اور اس عہد کے سب سے بڑے عالم حضرت شاہ ولی اللہ نے علماء، فقہاء اور واعظوں کو خطاب کر کے جس طرح انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی ہے، اس سے اس دور کے علماء کی افسوس ناک حالت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، فرماتے ہیں:

> اے بدعقلو! جنہوں نے اپنا نام ''علما'' رکھ چھوڑا ہے، تم یونانیوں کے علوم میں ڈوبے ہوئے ہو اور صرف ونحو ومعانی میں غرق ہو اور سمجھتے ہو کہ یہی علم ہے، یاد رکھو! علم یا تو قرآن کی کسی آیت محکم کا نام ہے یا سنت ثابتہ قائمہ کا......لیکن ان دنوں جن چیزوں میں تم الجھے ہوئے ہو اور جس میں سر کھپا رہے ہو اس کو آخرت کے علم سے کیا واسطہ یہ دنیا کے علوم ہیں...... علم کا پڑھنا تو اسی لیے واجب ہے کہ اس کو سیکھ کر مسلمانوں کی بستیوں میں اسلامی شعائر کو رواج دو لیکن تم نے دینی شعار اور اس کے احکام کو تو پھیلایا نہیں......تم نے اپنے حالات سے عام مسلمانوں کو یہ باور کر دیا ہے کہ علماء کی بڑی کثرت ہو چکی ہے حالانکہ ابھی کتنے بڑے بڑے علاقے ہیں جو علماء سے خالی ہیں اور جہاں علماء پائے جاتے ہیں وہاں بھی دینی

Marfat.com

شعار کو غلبہ حاصل نہیں ہے...... تم لوگوں کو جعلی اور گھڑی ہوئی حدیثوں کا وعظ سناتے ہو، اللہ کی مخلوق پر تم نے زندگی تنگ کردی ہے حالانکہ تم تو اس لیے پیدا کیے گئے تھے کہ لوگوں کو آسانیاں بہم پہنچاؤ گے (۱)

شاہ ولی اللہ کے اس خطاب سے اس اس دور کی مذہبی فضا اور علماء کی زندگی واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ کس طرح علماء اپنے منصب کی حقیقت کو فراموش کر کے یونانی علوم کی ترویج اور صرف ونحو میں مستغرق تھے۔

شاہ صاحب اس عہد کے فقہا کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں فقیہ اس شخص کا نام ہے جو باتونی ہو زور زور سے ایک جبڑے کو دوسرے جبڑے پر پٹکتا ہو، جو فقہا کے اقوال قوی ہوں یا ضعیف سب کو یاد کر کے بغیر اس امتیاز کے کہ ان میں سے کس میں قوت ہے، کس میں نہیں ہے وہ انہیں اپنے جبڑوں کے زور سے چلتا کرتا ہے...... فقہا جو پہلے عوام کے مطلوب تھے اب یہی عوام کے طالب ہو گئے اور سلاطین اور بادشاہوں سے الگ رہنے کی وجہ سے جو معزز شمار کیے جاتے تھے اب بادشاہوں کے آستانوں پر جھک کر ذلیل وخوار ہو رہے ہیں (۲)

اگر احبار یہود کی حالت دیکھنا چاہو، تو آج کل کے علماء کو دیکھ لو اور اگر عیسائیوں کا نقشہ دیکھنا چاہتے ہو تو آج کل کے مشائخ کے سامنے بیٹھ کر

---

(۱) شاہ ولی اللہ: تفہیمات الٰہیہ مترجمہ اقتباسات مشمولہ مقالہ مولانا مناظر احسن گیلانی، الفرقان، شاہ ولی اللہ نمبر، ص ۱۴۹۔ ۱۵۰

(۲) شاہ ولی اللہ: الانصاف بحوالہ مقالہ مولانا مناظر احسن گیلانی، الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر، ص ۱۲۴۔ ۱۶۵

Marfat.com

کھینچ لو(۱)

بے شک اس عہد میں صوفیۂ خام کی حالت بھی بہت ہی افسوس ناک تھی، کئی درویشوں کے افعال میں جوگیوں کا اثر نظر آتا ہے، سید عبدالولی عزت نے داڑھی اور بھنویں منڈوا کر جوگیوں کی وضع اختیار کرلی تھی، اس طرح مرزا گرامی لباس صوفیہ کے باوجود قلندر مشرب اور ہر مذہب کو پسند کرتے تھے(۲) کئی صوفیہ ہندوؤں کو اعلانیہ مرید کرتے تھے چنانچہ شاہ آل محمد(۱۱۶۳ھ) کے کئی ہندو مرید تھے، ان میں جین بیراگی، کشن داس اور شامی کے نام ملتے ہیں۔

دہلی کے ایک صوفی خواجہ محمد اشرف کے گھر پر بسنت کا میلہ ہوتا تھا۔شہر کے خواص وہاں مدعو ہوتے تھے، نامی رقاصائیں کیسری لباس زیب تن کر کے وہاں برائے رقص آتی تھیں(۳)، اسی طرح شاہ کمال الدین حسین صوفیانہ زندگی بسر کرتے تھےلیکن راجہ بلاس رائے کے دربار سے وابستہ تھے(۴)۔

شاہ وارث الدین کے گھر میں اکثر راگ ورنگ کی محفلیں منعقد ہوتی تھیں(۵)

مجنون نانک شاہی کی حرکات ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لیے جاذب نظر تھیں(۶) شاہ کمال دہلوی خرقہ پوشی، نفاست لباس، پر تکلف خوارک میں بےنظیر تھے، وجد وسماع کے حد سے زیادہ شائق تھے، وہ ''اصطلاحات تصوف اور استعارات مشائخ'' کو رنگین پیرایۂ بیان میں سناتے تھے(۷) شاہ غلام محمد راول پور(نواح

(۱) شاہ ولی اللہ: الفوز الکبیر بحوالہ تاریخ مشائخ چشت، ص ۳۵۹

(۲) محمد عمر: ہندو تہذیب اور مسلمان، برہان، مئی ۱۹۶۸ء ص ۳۵۴۔بحوالہ تحفۃ الشعراء وسفینہ ہندی

(۳) محمد عمر: ایضاً مقالہ مشمولہ برہان، نومبر ۱۹۶۸ء ص ۳۵۴

(۴) ایضاً، جولائی ۱۹۶۸ء، ص ۵۱ (۵) قاسم، قدرت اللہ: مجموعہ نغز ۲/۲۹۱

(۶) درگاہ علی خان: مرقع دہلی، ص ۳۳ (۷) ایضاً، ص ۲۵

Marfat.com

دہلی) سماع کے اس قدر شائق تھے کہ اقوال ان کے ہاں ملازم تھے(۱)۔

خانقاہی نظام' جو کہ تعلم و تربیت کا بہت بڑا منبع تھا، تباہ ہو گیا تھا۔ مرقع دہلی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں مزارات عیاشی کے اڈے بن کر رہ گئے تھے، بسنت کے روز عوام و خواص قدم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم (دہلی) کے مقام پر جمع ہوتے تھے، قوالی، مجرا اور پری پیکر نازنین بھی شامل ہوتی تھیں، یہاں سے فارغ ہو کو لوگ مع ساز و سامان راگ و رنگ، دیگر مزارات پر جاتے تھے(۲)

بزرگان دین کے عرس محض ان کی یاد تازہ کرنے اور ان کی تعلیمات کے پرچار کیلیے کیے جاتے تھے لیکن اس دور کے اکثر عرس لہو و لعب کا مرکز بن کر رہ گئے، دہلی کے تقریباً ہر عرس پر موسیقار بکثرت جاتے تھے اور موسیقی سے لطف اندوز ہونے کے لیے جانے والوں کا یہ عالم تھا کہ صبح سے وہاں پہنچ کر نشست پر قبضہ کیا جاتا تھا بصورت دیگر انہیں وہاں جگہ ہی نہیں ملتی تھی (۳)۔

جٹا قوال نہ صرف عرسوں بلکہ مجالس صوفیہ کی جان تھا(۴) حضرت مظہر نے اس دور کی عورتوں کی جہالت اور مذہب سے بے گانگی کا بھی ذکر کیا ہے، وہ بزرگوں کے نام پر روزے بھی رکھتی تھیں (۵)

جہلا اولیاء کے مزارات پر حج کے ارادہ سے جاتے تھے اور انہوں نے ان کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا(۶) اس بے راہ روی کے بقیہ اثرات زائل کرنے کے لیے چودھویں صدی ہجری کے عظیم فقیہ مولانا احمد رضا خان بریلوی کو عورتوں کے عرسوں

---

(۱) ایضاً، ص ۲۰ (۲) ایضاً، ۳۰، ۳۱

(۳) ایضاً، ص ۵۵ (۴) ایضاً، ص ۶۸

(۵) نعیم اللہ بہرائچی: معمولات مظہریہ۔ ص ۳۹

(۶) شاہ ولی اللہ: تفہیمات بحوالہ تاریخ مشائخ چشت، ص ۳۶۱

Marfat.com

میں شمولیت اور مزارات پر جانے کے عمل کو غیر شرعی قرار دینا پڑا(۱)

ان حالات میں حضرت مظہر اور حضرت شاہ ولی اللہ نے صوفیہ پر کڑی تنقید کی(۲)۔

تعلیم سلوک کا معیار بھی بہت گر گیا تھا، حضرت مظہر لکھتے ہیں:

(کشف کی) یہ غلطیاں خصوصاً اس دور میں بہت رواج پا گئی ہیں کیوں کہ پیروں میں کشفی نسبت بہت کمیاب ہے، پھر مریدین بھی ضعف ہمت کے باعث اجازت ارشاد اور بشارات کے لیے بے چین رہتے ہیں(۳)۔

حضرت مظہر نے ایک اور مقام پر اپنے زمانے کا تیس سال پہلے کے روحانی عروج سے تقابل کیا ہے:

اس آخری زمانہ میں مقامات سلوک کے لیے استعدادیں کوتاہ ہوگئی، ہیں جو مقصود تک پہنچانے سے معذور ہیں لیکن تیس سال پہلے طالبوں کی سیر میں سرعت تھی، ان کا کشف و وجدان بھی درست ہوتا تھا(۴)۔

یہ حقیقت ہے کہ اس دور کے علماء و صوفیہ صدہا قسم کی گمراہیوں میں مبتلا تھے اور ان کی حرکات کا اثر ہر کس و ناکس پر پڑتا تھا، بقول پروفیسر نظامی:

اس قسم کے صوفیہ نے مذہبی تعلیم کو مسخ کرنے کے ساتھ ساتھ ملت کے

---

(۱) احمد رضا خان: (رسالہ) جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور، طبع لاہور (س۔ن) ایضاً: حرمت سجدہ تعظیم، لاہور ۱۹۷۷ء

(۲) تفصیل کے لیے اسی مقدمہ میں عنوان ''صوفیہ کی اصلاحی کوششیں'' ملاحظہ کریں

(۳) مظہر: مکاتیب (مکتوب نمبر ۲ شامل مقامات مظہری)

(۴) غلام علی دہلوی: مقامات مظہری، ص ۴۸ (فارسی)

Marfat.com

قوائے عمل کو بھی شل کر دیا تھا(۱)

اس عہد کے راسخ العقیدہ صوفیہ خصوصاً حضرت مظہر نے ایسے صوفیہ کے خلاف آواز بلند کی اور تصوف کی صحیح اسلامی روح پیش کرنے کی سعی کی۔

صوفیہ کی اصلاحی کوششیں

پاکستان و ہند کی معاشرتی تاریخ کے مختلف پہلوؤں پر غور و فکر کرنے والے مورخین نے تسلیم کیا ہے کہ یہاں معاشرہ کی اصلاح، تبلیغ دین، اخلاقی قدروں کی حفاظت معاشرے کے جس طبقے نے کی ہے وہ صوفیہ کرام ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے راسخ العقیدہ امراء اور اعیان سلطنت کو خط و کتابت کے ذریعے اپنا ہم خیال بنا کر دین کی تبلیغ کے لیے قدم اٹھایا، اس اقدام سے جہاں بہت سے مفید نتائج برآمد ہوئے وہاں اس نتیجے کا خصوصیت سے ذکر کیا جا رہا ہے کہ کم از کم معاشرے میں سلاطین و امرا کی بداعمالیوں سے جو برے اثرات پڑتے ہیں معاشرہ بہت حد تک اس سے بچا رہا، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، آپ کی اولاد اور خلفاء نے ہندوستان کی معاشرت کے اس نفسیاتی راز کو بخوبی جان لیا تھا کہ اگر اس ملک میں اسلام کو سیاسی برتری حاصل نہیں ہوگی تو یہاں اس دین کا قائم رہنا دشوار ہے(۲)۔

---

(۱) نظامی: تاریخ مشائخ چشت۔ص ۳۶۰

(۲) نقشبندی صوفیہ کے سلاطین سے روبط کے لیے ملاحظہ ہو:

Nizami, K.A : Naqshbandi influence of mughal Rulers and Politice, islamic Culture, Deccan January, 1965.

اورنگ زیب کے نقشبندی مشائخ سے گہرے روابط کی تفصیل کے لیے حسنات الحرمین پر ہمارا مقدمہ ملاحظہ کریں

Marfat.com

لیکن اٹھارہویں صدی کے حالات اس سے مختلف تھے، مسلم حکومت کا اثر ونفوذ تیزی سے ختم ہو رہا تھا، پہلے صوبے ہاتھوں سے نکلے، پھر مرکزی حکومت بھی متزلزل ہو گئی تو اس دور کے صوفیہ کو حضرت مجددالف ثانی قدس سرہٗ کی اس پالیسی کی اصل روح اور اہمیت کا پتہ چلا جب یہاں سے ''اسلام کی سیاسی برتری'' کو شدید نقصان پہنچنا شروع ہوا، اس دور کے مختلف سیاسی واقعات سے مترشح ہوتا ہے کہ دشمن طاقتیں بھی اس امر سے بخوبی آگاہ تھیں کہ جب تک ہندوستان کی مسلم حکومت مضبوط ہے، یہاں مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ناممکن ہے لہٰذا ان کے حملے براہ راست دین اور دینی یادگاروں پر ہوتے تھے وہ اس میں اختلافات کو ہوا دینے میں باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت کام کر رہی تھیں۔

لیکن اسلام کی اس زبوں حالی اور ضعف کے باوجود بعض راسخ العقیدہ علماء و صوفیہ نے حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں محب وطن اعیان سلطنت کو ملحوظ رکھ کر اپنا ہم خیال بنایا، پوری سیاسی بصیرت کے ساتھ زوال وانحطاط کے ایک ایک سبب پر غور کیا، عوام کی حالت کا اندازہ لگایا، اعیان حکومت کی انفرادی صلاحیتوں کو پرکھا اور اپنے اصلاحی پروگرام کا خاکہ تیار کیا (۱) چنانچہ انہوں نے پوری کوشش کی کہ اس سیاسی زوال کو مذہبی اور ذہنی زوال کا پیش خیمہ نہ بننے دیا جائے، اس دور زوال میں پاکستان و ہند میں صوفیہ کی کمی نہیں تھی، بقول حضرت شاہ عبدالعزیز صرف دہلی میں محمد شاہ کے عہد میں بائیس بزرگ صاحبِ ارشاد موجود تھے، ایسا اتفاق بہت کم ہوتا ہے (۲) ان تمام بزرگان مزین دین کی اصلاحی کوششوں کا تذکرہ کرنا اس مقدمے میں ناممکن ہے۔

---

(۱) تفصیل کے ملاحظہ ہو: شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، مقدمہ نوشتہ پروفیسر خلیق احمد نظامی، ص ۱۹

(۲) عبدالعزیز دہلوی، شاہ: ملفوظات عزیزیہ، ص ۱۰۱

Marfat.com

ان میں سے حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت مظہر، خواجہ میر درد، شاہ فقیر اللہ علوی شکار پوری (سندھی)، شاہ کلیم اللہ جہان آبادی، شاہ فخر الدین دہلوی، شاہ غلام علی دہلوی اور شاہ عبدالعزیز دہلوی کی خدمات کا مجمل سا تذکرہ ملاحظہ ہو۔

شاہ ولی اللہ نے سیاسی زوال کے دور میں مایوسی اور قنوطیت کو پاس نہ آنے دیا، انہوں نے یہاں کے سلاطین وامراء کی صلاحیتوں کو بخوبی پرکھنے کے بعد اپنے روحانی جداعلیٰ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تقلید میں ''اسلام کو سیاسی برتری'' دلانے کے لیے جب مقامی سلاطین وامراء کو اس قابل نہ پایا تو دین کی حفاظت اور مسلم حکومت کے تحفظ کے لیے انہوں نے ایک غیر ملکی (احمد شاہ درانی) کو ہندوستان پر حملے کی دعوت دے دی۔

شاہ ولی اللہ جیسے مصلحین کو تائید ایزدی سے کامل تھا کہ اصلاح کے تمام مطالبات انہی کے ذریعے پورے ہوں گے چنانچہ انہوں نے ان حالات میں صوفیہ کو اس طرح مخاطب کیا:

> دین میں خشکی اور سختی کی راہ اختیار کرنے والوں سے میں پوچھتا ہوں اور واعظوں، عابدوں اور کنج نشینوں سے سوال ہے جو خانقاہوں میں بیٹھے ہیں کہ جبراً اپنے اوپر دین کو عاید کرنے والو! تمہارا کیا حال ہے؟ ہر بری بھلی بات، ہر رطب و یابس پر تمہارا ایمان ہے...... اے وہ لوگو! جو اپنے آباواجداد کے رسوم کو بغیر کسی حق کے پکڑے ہوئے ہو یعنی گزشتہ بزرگان دین کی اولاد میں ہو...... ہر ایک اپنے اپنے راگ اپنی اپنی منڈلی میں الاپ رہا ہے...... جس طریقے کو اللہ نے اپنے رسول کے ذریعے سے نازل فرمایا تھا...... اسے چھوڑ کر ہر ایک تم میں ایک مستقل

Marfat.com

پیشوا بنا ہوا ہے...... ہم ایسے لوگوں کو قطعاً پسند نہیں کرتے جو محض لوگوں کو اس لیے مرید کرتے ہیں کہ ان سے ٹکے وصول کریں (۱)۔

اسی طرح حضرت شاہ فخر الدین دہلوی (۲) نے ہدایت کی۔

سب سے پہلا مرحلہ یہ ہے کہ خود سلاطین محنت کریں اور ملک گیری کو مطمح نظر بنائیں، دوسرے ان کے امراء بھی مسلمان ہونے چاہئیں (۳)۔

حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی اور حضرت نظام الدین اورنگ آبادی کی اصلاحی کوششیں اس دور میں آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔

حضرت میرزا مظہر جنہوں نے خود تیس سال حصول علم کے لیے صرف کیے تھے اور تیس سال ہی آپ سالکان طریقت کی تربیت میں مصروف رہے تھے، سلاطین، امراء اور دیگر اعیان سلطنت کی اصلاح کے علاوہ معاشرے کی اصلاح اور تربیت کی طرف بھی کامل توجہ فرماتے۔ جیسا کہ ہم نے وضاحت کی ہے وہ بیگانگی کے باوجود ایک ایک امیر کے حال سے باخبر تھے (۴)۔

حضرت مظہر ملک کی سیاسی قیادت میں کمی کے علاوہ ملک کی معاشی بدحالی کو بھی زوال کا ایک بنیادی سبب تصور کرتے تھے، آپ تنگ دستی اور عسرت کا بار بار تذکرہ فرمانے کے باوجود محب وطن امراء کو مالی بحران کا شکار دیکھ کر فرماتے ہیں:

---

(۱) شاہ ولی اللہ: تفہیمات، مترجمہ اقتباس مشمولہ مقالہ مولانا گیلانی، الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر، ص ۱۴۸-۱۶۵

(۲) حالات کے لیے ملاحظہ ہو: تاریخ مشائخ چشت، ص ۴۶۰-۵۲۹

(۲) نظام، غازی الدین خان: مناقب فخریہ، دہلی مطبع احمدی ۱۳۱۵ھ، ۱۸

(۳) ملاحظہ ہو: تاریخ مشائخ چشت، حصہ چہارم، ص ۳۶۶-۴۵۹

(۴) مظہر: مکاتیب (کلمات طیبات)، مکتوبات نمبر ۴۵

Marfat.com

اگر میرے پاس دولت ہوتی تو ان مایوس سرداروں پر خرچ کرتا اور انہیں
بھیج دیتا کیوں کہ ہر قسم کے سردار ہم سے روابط رکھتے ہیں، کیا کروں: ع

بے زری کرد بمن آنچہ بقاروں زر کرد (۱)

حضرت شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری (۲) (ف ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۰ء) جن کا ذکر احمد شاہ درانی کے سلسلہ میں گذر چکا ہے ان کے مکتوبات میں بھی وہی مسائل زیر بحث آئے ہیں جن کا حل مکاتیب مظہر میں پیش کیا گیا ہے۔

مصلحین صوفیہ میں حضرت خواجہ میر درد (۱۷۱۹۔۱۷۸۵ء) کا خاص مقام ہے، وہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری کی اولاد سے تھے ان کے والد خواجہ محمد ناصر عندلیب (۱۶۹۲۔۱۷۵۹ء) سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت اور خود ''طریقہ محمدیہ'' کے بانی تھے خواجہ میر درد اپنے والد کے خلیفہ تھے، شریعت و طریقت میں صوفیہ نے جو تفریق پیدا کر دی تھی وہ اس کے پر جوش مخالف اور وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے حقیقی معانی و مفہوم سمجھانے والے تھے، انہوں نے مسائل تصوف کی توضیحات جس طرح کی ہیں، ان سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ اسے ہر قسم کے غیر اسلامی

---

(۱) مظہر: ایضاً، کلمات طیبات ۶۹ / ۶۰

(۲) حضرت شاہ فقیر اللہ علوی، سندھ کے معروف شیخ طریقت اور سلسلہ نقشبندیہ کے مایہ ناز محقق تھے۔ ان کا سلسلہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح ملتا ہے: شاہ فقیر اللہ، شیخ محمد مسعود پشاوری، حاجی محمد سعید لاہوری، شیخ سعد اللہ وزیر آبادی، شیخ آدم بنوڑی، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم (مکتوبات شاہ فقیر اللہ ۷۴ / ۳۱۳۔۳۱۴) مکتوبات کے علاوہ قطب الارشاد اور فتوحات غیبیہ، شاہ فقیر اللہ کی بلند پایہ کتب تصوف ہیں، ان میں سے فتوحات غیبیہ کے ابتدائی حصے کو پروفیسر سعید اللہ جان نے مرتب کیا اور ان کے احوال و آثار پر پروفیسر امین اللہ علوی نے مقالات لکھے۔

Marfat.com

اثرات سے پاک کرنا چاہتے تھے، وہ فارسی واردو کے بلند پایہ شاعر بھی تھے (۱) ان کے دواوین کے علاوہ "علم الکتاب" اور "رسائل اربعہ" کے مطالعے سے ان کے افکار واضح ہو سکتے ہیں۔

دیگر مشائخ کی طرح خواجہ درد بھی حالات کی دگرگونی سے متاثر اور عوام کی معاشی عسرت سے بخوبی آگاہ نظر آتے ہیں، اپنے ایک رسالے میں فرماتے ہیں:

پریشان خاطری ابنای زمان ناحق من فارغ بال را متردد میگرداند و دردناک می سازد و بے روزگاری محبان ودوستان عبث من خوش حال را صدمه غم خواری ایشان رساند در فکر می اندازد که از چار طرف عجب عجب گردباد غبار خاطر ہا بر می خیزد۔۔۔این و شہر و شہر یاران را در حفظ وامان خود دارد و فوج بے گانه را باین سمت نیارد و باشند گان این جا از بلای غارت و عسر معیشت محفوظ مانند (۲)......

صوفیہ کرام کے اس گروہ میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور حضرت مظہر کے

---

(۱) حال ہی میں اینی میری شمل کی ایک اہم کتاب طبع ہوئی ہے جس کا نصف حصہ خواجہ میر درد سے متعلق ہے۔ ملاحظہ ہو:

Annemarie Shimmel : Pain and Grace, E.J. Brill, 1976.

نیز اردو میں بھی دو کتابیں اس سلسلے کے افکار کے لیے ملاحظہ کریں:

اول: قدیر احمد کی خواجہ میر درد (ذکر وفکر) دہلی ۱۹۶۴ء۔

دوم: وحید اختر کی تالیف میر درد (تصوف وشاعری) علی گڑھ ۱۹۷۱ء۔ نیز مقدمہ دیوان درد (اردو) نوشتہ خلیل الرحمن داؤدی، لاہور

(۲) درد، خواجہ میر: دردِ دل (رسالہ) مطبوعہ بھوپال (شامل رسائل اربعہ درد)، ص ۱۸۱

Marfat.com

جانشین شاہ غلام علی دہلوی کی اصلاحی وتبلیغی کوششیں بھی لائق صد آفرین ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز (۱۱۵۹۔۱۲۳۹ھ ۱۷۴۶۔۱۸۲۴ء) بن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایک متبحر عالم تھے، ان کی علمی قابلیت سے سارا ہندوستان مستفید ہوا، عرب سے بہت سے علماء علم حدیث کے حصول کے لیے حاضر خدمت ہوئے، ان کے عہد میں علوم دینیہ میں ایک خاص وقار قائم ہوگیا، شاہ صاحب بلند پایہ کتابوں کے مولف تھے جن میں سے ''تفسیر عزیزی'' اور ''تحفہ اثناء عشریہ'' زیادہ مشہور ہیں۔

شاہ صاحب کے ملفوظات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کے دل میں مذہب سے متعلق بہت سے شبہات پیدا ہوگئے تھے اور یہ انہی کا تبحر اور قابلیت تھی کہ ان کو مطمئن کر دیتے تھے، ایک انحطاط پذیر سوسائٹی میں عوام کے مذہب وذہن اور شعور کو انتشار سے بچالینا شاہ صاحب کا عظیم کارنامہ ہے، وہ عوام کی نفسیات سے واقف تھے، مرض کی تشخیص کر چکے تھے اس لیے علاج بھی ہمیشہ کارگر ہوتا تھا، شاہ صاحب کی مساعی کے یہ چار پہلو تھے:

(۱) علوم دینی یعنی قرآن وحدیث کا چرچا کرنا اوران کا صحیح معیار قائم کرنا۔

(۲) اس زمانے کے غلط مذہبی نظریات کی تصحیح اور مسلمانوں کو ذہنی انتشار سے بچانا۔

(۳) ہندوستان کے عرب کے ساتھ زیادہ قریبی تعلقات پیدا کرنا۔

(۴) ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر جہاد کی روح پھونکنا اور مجاہدین کی سرفروش جماعت پیدا کرنا(۱)۔

---

(۱) نظامی: مکتوبات، ص ۲۴۲۔۲۴۴ (ملخصاً)

Marfat.com

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

ابتدائی حالات

آپ علوی سادات میں تھے، امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے سلسلہ نسب ملتا ہے، آپ کے والد ماجد شاہ عبداللطیفؒ کبرائے عصر میں تھے، حضرت شاہ ناصر الدین قادری دہلوی (۱) سے بیعت تھے، قادری، چشتی اور شطاری سلاسل سے نسبت رکھتے تھے۔(۲)

بٹالہ (پنجاب) کے رہنے والے تھے اور تنہا اپنے پیرومرشد کی خدمت میں حاضری کے لیے دہلی میں مقیم ہو گئے تھے(۳) حضرت شاہ فاضل الدین قادری بٹالوی سے بھی رشتہ داری تھی، خاندانِ فاضلی کے ایک فرد سیّد حسن شاہ نے نقشبندی فیض حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے پایا تھا، انہوں نے انہیں خالِ محترم رکھا لکھا ہے۔(۴)

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ ۱۱۵۶ھ/ ۱۷۴۳ء کو بٹالہ میں پیدا ہوئے۔(۵)

---

(۱) شاہ ناصر الدین قادری کے حالات متعارف تذکروں میں نہیں ملتے۔

(۲) رافت، رؤف احمد مجددی: جواہر علویہ اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور ص ۱۳۹

(۳) ایضاً ۱۴۰ (۴) ظہور حسن: ارشاد المسترشدین، مطبوعہ ص ۱۸، ۱۲۴

(۵) رافت: جواہر علویہ ۱۳۹۔ سالِ ولادت میں اختلاف ہے، حضرت شاہ عبدالغنیؒ نے ضمیمہ مقاماتِ مظہری میں سالِ ولادت ۱۱۵۸ھ درج کیا ہے (ص ۱۴۰) لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ یہ ضمیمہ جواہر علویہ کی تلخیص ہے، (ص ۱۳۹) نیز حضرت رافت نے درالمعارف میں بھی سالِ ولادت ۱۱۵۶ھ ہی بہ تحقیق لکھا ہے (ص ۱۵۳ مطبوعہ ترکی)

Marfat.com

آپ اپنی تالیفات میں اپنا نام فقیر عبداللہ عرف غلام علی لکھتے ہیں (۱) لیکن عوام وخواص میں آپ کی شہرت حضرت شاہ غلام علیؒ کے اِسم گرامی سے ہے۔

آپ کے والدین اور عم بزرگ نے اپنے خوابوں کی بشارت کے مطابق آپ کے مختلف نام رکھے چنانچہ والد محترم نے آپ کا اِسم شریف علی، والدہ محترمہ نے عبدالقادر اور عم بزرگوار نے عبداللہ رکھا۔

ابتدائی تعلیم وتربیت کے بارے میں کچھ معلوم نہیں قیاس ہے کہ بٹالہ ہی میں ہوئی ہوگی، دہلی میں بھی اپنے پنجابی نژاد ہونے کا احساس تھا، فرمایا کرتے تھے۔

"من ہموں یک مرد پنجابی نالائق کہ بودم ہستم" (۲)

آپ کے والد چاہتے تھے کہ آپ کو اپنے مرشد شاہ ناصر الدین قادری سے بیعت کروادیں چنانچہ اسی ارادہ سے آپ کے والد نے آپ کو بٹالہ سے دہلی بلایا، آپ روز شنبہ ۱۱ رجب (۳) ۱۱۷۴ھ/۱۷۶۱ء کو دہلی پہنچے (۴) لیکن اتفاق سے اسی روز حضرت شاہ ناصر الدین کا انتقال ہوگیا، آپ کے والد نے فرمایا کہ ہم تو تمہیں

---

(۱) شاہ غلام علی: ایضاح الطریقۃ مطبوعہ ۱۲۸۴ھ ص ۲ (رسائل سبعہ سیارہ)

(۲) رافت: درالمعارف ۳۵

(۳) حضرت شاہ غلام علی کے ورودِ دہلی کا سنہ ۱۱۷۴ھ تو تذکروں میں مذکورہ ہے لیکن تاریخ ورود ہم نے آپ کے اس ملفوظِ مبارک سے اخذ کی ہے۔ "حضرت ایشاں فرمودند کہ امروز (روز شنبہ یازدہم رجب) روز وصال حضرت شاہ ناصر الدین قادری است ... مرشد والد بزرگوار این ذرۂ بے مقدار بودند کہ شب گذشتہ این روز ازین سرای فانی رخت بربستہ بودند و من ہم ہموں روز از وطن خود آمدہ بودم چوں دریں مکان کہ حضرت دہلی ست رسیدم والدم بسیار خوش شدند کہ مرا از مرشد خود بیعت نمایند، اتفاقاً بعد از چند ساعات جناب مرشد ایشان ارتحال فرمودند" (درالمعارف ص ۹۷)

(۴) ایضاً

Marfat.com

اپنے پیر سے بیعت کروانا چاہتے تھےلیکن خدا کی رضا یہی تھی اب تم جہاں اپنی باطنی کشائش معلوم کرو وہاں بیعت کرلو۔(۱)

۱۱۷۴ھ کو آپ کی عمر تقریباً سترہ یا اٹھارہ سال تھی (۲) اس کے بعد ۱۱۷۸ھ میں جب کہ آپ کی عمر بائیس سال تھی آپ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہیدؒ سے بیعت ہوئے، ۱۱۷۴ھ تک چار پانچ سال آپ نے مروجہ علوم کی تحصیل کی۔

حضرت شاہ ضیاء اللہ و شاہ عبدالعدل خلفائے حضرت خواجہ محمد زبیر، خواجہ میر درد، حضرت شاہ فخر الدین، شاہ نانو اور شاہ غلام سادات چشتی سے بھی اسی دوران استفاضہ کیا۔(۳)

خود فرماتے ہیں کہ تفسیر اور حدیث کا علم حاصل کر کے حضرت میرزا مظہرؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوا۔(۴)

حدیث کی سند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے لی اور ان سے بخاری شریف پڑھی۔(۵)

---

(۱) رافت: جواہر علویہ ص ۱۴۰ (۲) رافت: درالمعارف ۱۵۳

(۳) شاہ عبدالغنی: ضمیمہ مقاماتِ مظہری

(۴) رافت: جواہر علویہ ۱۴۱

(۵) عبدالحی: نزہتہ الخواطر ۳۵۶/۷، عبدالرحیم: مقالات طریقت ۱۲۹۱ھ۔ مطبوعہ حیدر آباد ۱۲۹۲ھ (بحوالہ معارف ستمبر ۱۹۶۵ء) حضرت شاہ عبدالغنی نے لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ کے فرزندوں میں سے کسی سے شاہ غلام علیؒ نے حدیث کی سند حاصل کی تھی (ضمیمہ مقامات مظہری ۱۴۲) ایک مرتبہ حضرت شاہ غلام علیؒ درس دے رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کے تبحر علم سے متاثر ہو کر کہا کہ آپ کی دقت نظر شاہ عبدالعزیز سے زیادہ ہے، تو آپ نے جواباً فرمایا: "توبہ! ایشان بحر علم و دریائے بیان انداز گل گلدستہ مہیا سازند و من گل آں غنچہ میکنم" (درالمعارف ۷۵۔۷۶) اس ملفوظِ گرامی سے بھی آپ کے شاہ صاحب سے استفادہ کرنے کی روایت کو تقویت ملتی ہے، نیز آپ نے شاہ صاحب کو استادِ من بھی لکھا ہے۔ (رسالہ رد اعتراضات بر حضرت مجدد، رسائل سبع سیارہ ص ۳۶)

Marfat.com

شاہ غلام علی اور شاہ عبدالعزیز محدث کے مابین مراسلت بھی تھی (۱)۔

حضرت میرزا مظہرؒ سے بیعت

بائیس سال کی عمر میں ۱۱۷۸ھ/ ۱۷۹۴ء کو آپ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناںؒ کی خدمت میں بغرض بیعت حاضر ہوئے تو میرزا صاحب نے فرمایا کہ جہاں ذوق و شوق ہو اور کیفیات میسر آئیں وہاں بیعت کرو، یہاں تو بغیر نمک کے پتھر کھانا ہے۔ آپ نے عرض کیا مجھے یہی منظور ہے، پھر مبارک ہے بیعت کریں (۲)۔ اس کے بعد آپ نے شدید مجاہدات کئے اور ہر قسم کا تعلق منقطع کر کے شب و روز تنہائی اور ذکر و اذکار میں بسر کرنے لگے۔

آخر آپ کے احوال تبدیل ہوئے اور دنیا کے چپے چپے سے بڑے بڑے اکابر مشائخ مشیخت کے حلقہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے فیض یاب ہو کر سارے عالم اسلام کو اپنے قلوب کی حدت اور نورِ ایمان سے منور کیا۔

معمولات

حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ کی شہادت ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء کے بعد آپ ہی جانشین ہوئے، آپ کے شب و روز یادِ الٰہی میں کچھ اس طرح بسر ہوتے تھے کہ:

صبح کی نماز اوّل وقت میں لمبی قرأت وقنوت سے اَدا کرتے اور پھر طالبوں کو توجہ دیتے اور ذکر کے حلقہ میں اشراق تک مشغول رہتے، پھر تفسیر و حدیث کا درس دیتے، پھر انوار الٰہی کے القا میں زوال تک سرگرم عمل رہتے، زوال کے قریب تھوڑا سا کھانا کھا کر قیلولہ فرماتے، پھر ضروری تحریرات کی طرف توجہ کرتے۔

(۱) فتاویٰ عزیزیہ ۲۳۴۔۲۳۶ (۲) رافت: جواہر علویہ ۱۴۱

Marfat.com

ظہر کی نماز کے بعد تفسیر وحدیث کا درس دیتے، عصر کی نماز اوّل وقت میں اَدا کر کے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ پڑھاتے تھے، نماز مغرب تک حلقہ و مراقبہ ہوتا، شام کے بعد خاص مریدین کو توجہ دیتے، پھر تھوڑا سا کھانا تناول فرما کر نماز سے فراغت کے بعد ساری رات ذکر و مراقبہ میں گزار دیتے اگر نیند غلبہ کرتی تو کچھ وقت سو لیتے، چارپائی پر شاید ہی لیٹے ہوں یا کبھی پاؤں پھیلائے ہوں، عموماً آپ بیٹھے رہتے تھے اور آپ کا انتقال بھی اسی حالت میں ہوا۔

اپنی ذات کے لیے کچھ خرچ نہ کرتے تھے لباس ہمیشہ موٹا اور سادہ پہنا کرتے تھے۔(۱)

حضرت شاہ غلام علیؒ اور ملکی سیاست

حضرت شاہ غلام علیؒ کے زمانے کے سیاسی حالات اور فضا ایسی مکدر فضا تھی کہ حضرت شاہ غلام علیؒ نے ریاستوں کے حاکموں اور امراء سے تعلقات بحال رکھے تاکہ ان کے ذریعہ حتی الامکان مسلمانانِ ہند کے احوال کی اصلاح کی جاسکے۔

چنانچہ سیّد اسمٰعیل مدنیؒ کے کہنے پر جامع مسجد دہلی میں تبرکات کے ساتھ تصاویر کی موجودگی کے سلسلہ میں حضرت شاہ غلام علیؒ نے بادشاہ ہند محمد اکبر (ثانی) کو تنبیہ کی اور اسے بُت پرستی قرار دے کر تصاویر وہاں سے نکلوا دیں، ایک مکتوب کے ذریعہ بادشاہ کو تنبیہ کرتے نظر آتے ہیں، یہ مکتوب آپ کے مجموعۂ مکاتیب میں شامل ہے (۲)، اس مکتوب کے بارے میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددی نے لکھا ہے:

امر بالعمروف و نہی عن المنکر شیوہ شریف بود بہ بادشاہ

---

(۱) رافت: جواہر علویہ ۱۴۳۔۱۴۴

(۲) شاہ غلام علی دہلویؒ: مکاتیب شریفہ مرتبہ شاہ رؤف احمد رافت مجددی، مکتوب نمبر ۶۰ ص ۴۴

Marfat.com

چه قدر احتساب فرموده اند و ہرگز درین امر خوف نداشتند مکتوبی که بادشاه اکبر شاه در احتساب نوشته اند در مکتوبات شریف موجود است

نواب شمشیر بہادر رئیس بندھیل کھنڈ ایک مرتبہ (ہیلمٹ) کلاہِ نصاریٰ سر پر رکھے حاضر ہوئے آپ نے طیش میں آ کر اُسے منع فرمایا، اس نے عرض کی کہ اگر یہی احتساب ہے تو میں پھر نہیں آؤں گا، وہ مغلوب الغضب ہو کر اٹھا اور ان کے صفہ کی سیڑھیوں تک پہنچا تھا کہ اپنی کلاہ خدمت گار کو دے کر حاضر خدمت ہو کر بیعت کی (۱)۔

آپ کا ترک و تجرید اس درجہ کا تھا کہ بادشاہِ وقت اور امراء ہمیشہ تمنا کرتے رہے کہ خانقاہ کے خرچ کے لیے کچھ منظور فرمالیں لیکن اکثر یہی قطعہ زبان مبارک پر رہتا تھا۔(۲)

خاک نشینی است سلیمانیم یک بود افسر سلطانیم
ہست چهل سال که مے پوشم کهنه نه شد خلعت عریانیم

نواب امیر خان والی ٹونک وسرونج نے بھی یہی آرزو کی، حضرت شاہ رؤف احمدؒ سے فرمایا کہ یہ شعر لکھ دو:

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم
بامیر خان بگوئی که روزی مقرر است(۳)

ایک مرتب نواب شاہ نظام الدین کی تعزیت کے لئے دہلی میں لوگوں کا اجتماع

---

(۱) شاہ عبدالغنی: ضمیمہ مقامات مظہری ص ۱۴۴

(۲) جواہر علویہ

(۳) ایضاً ص ۱۴۴۔۱۴۵

Marfat.com

ہوا آپ بھی تشریف لے گئے، وہاں دہلی کا انگریز ریذیڈنٹ میٹکاف (۱) بھی آیا تو سب حاضرین اس کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے لیکن آپ نہ اس کی تعظیم کے لیے اُٹھے اور نہ اُس سے ملے بلکہ اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تاکہ آپ کی نظر اس کے چہرۂ بد پر نہ پڑے، اس نے حاضرین سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں کے بتانے پر وہ آپ کے نزدیک آیا، تو اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی، جس سے آپ بہت آزردہ خاطر ہوئے، آپ نے زجر و توبیخ کرتے ہوئے اُسے کتے کی طرح دھتکار دیا، وہ پھر آپ کی طرف لپکا آپ نے تلخ کلامی سے منع کیا، جب وہ اپنے مکان پر پہنچا تو اس نے اپنے ملازمین میں سے کسی سے کہا کہ ”میں نے سارے ہندوستان میں یہی ایک مسلمان دیکھا ہے۔“ (۲)

وصال

آپ کو ہمیشہ شہادت کی موت کی آرزو رہی، عمر شریف کے آخری حصہ میں آپ پر بواسیر کا مرض غالب آ گیا، ان ایام میں یہ معمول ہو گیا تھا کہ جب بھی مرض بڑھتا وصیت نامہ تحریر فرماتے تھے۔

آپ نے تکلیف کے دنوں میں حضرت شاہ ابو سعیدؒ کو کئی خط لکھے کہ آپ جلد از جلد دہلی پہنچیں چنانچہ شاہ ابو سعیدؒ اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر دہلی حاضر ہو گئے۔

ہفتہ کے روز مولوی کرامت اللہ صاحب سے فرمایا کہ میاں صاحب کو جلدی بلاؤ یعنی حضرت شاہ ابو سعیدؒ کو طلب فرمایا، مولوی صاحب جا کر میاں صاحب کو بلا لائے، جب اندر گئے تو نظر مبارک اُن پر جمائی اُسی وقت اسی استغراق و مشاہدہ

(1) Charles Theophilus Baron Metcalf (1785-1846), Dictionry of Indian Biography p.287

(۲) ملفوظات چہل روزہ

Marfat.com

میں رُوح قفس مبارک سے پرواز کرگئی ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء بعد اشراق یہ واقعہ ہوا، اس مصرعہ سے تاریخ وفات نکلتی ہے:

جان بحق، نقشبند ثانی داد (۱)

حضرت شاہ ابوسعیدؒ نے نماز جنازہ پڑھائی، جنہیں آپ نے اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔

حضرت شاہ غلام علیؒ کے اکابر خلفاء

آپ کے معتقدین کا حلقہ اس قدر وسیع تھا کہ وصال سے ۹ سال قبل ۱۲۳۱ھ میں جب کہ حضرت شاہ روف احمد مجددیؒ نے آپ کے ملفوظات جمع کیے تو اس وقت نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم اسلام کے طالبانِ حق آپ کے حلقہ بگوش تھے، فرماتے ہیں:

''حلقۂ مستفیدان طریقت که حلقه اخلاص به گردن ارادت داشتند، می گشتند چون نظر فرمودند که مجمع معتقدان بااخلاص و مخلصان بے شمار ست که مردمان از سمر قند و بخارا و غزنی و تاشکند و حصار و قندهار و کابل و پیشور (پشاور) و ملتان و کشمیر و لاہور و سرہند و امروهه و سنبھل و بریلی ورام پور و لکھنو و جائیس و بھڑائچ و گورکھپور و عظیم آباد و ڈھاکه و بنگاله و حیدر آباد و پونه وغیرہا به طلب حق جل و علاء اوطان خود گذاشته آمده بودند''(۲)

---

(۱) شاہ عبدالغنی: ضمیمہ مقامات مظہری ص ۱۵۶۔۱۵۸

(۲) رافت روف احمد مجددی: درالمعارف ص ۶۵۔ ترکی ۱۹۷۴

Marfat.com

آپ کے خلفاء کے معتقدین بھی لاتعداد تھے، آپ کے خلیفہ مولانا خالد کردی رومیؒ کے مریدین کی تعداد سنہ مذکور تک ایک لاکھ تھی اور عالم اسلام کے متبحر علماء جوان سے فیض یاب ہوئے ان کی تعداد ایک ہزار تھی اور وہ اُن کا نہایت درجہ ادب کرتے تھے:

''مولانا درآن دیار اظہار ساخت کہ قریب صد ہزار مردمان حلقۂ ارادت بگردن اخلاص نہادہ اندا و دست بیعت دامن مولانا زدہ اند و یک ہزار عالم متبحر داخل طریقہ شدہ و دست بستہ پیش مولانا ایستادہ اند'' (۱)

یہ تو شاہ صاحب کے معتقدین کے بیانات تھے فکر جدید کے علم بردار سر سید احمد خان کی اپنی شہادت بھی ملاحظہ ہو:

میں نے حضرت کی خانقاہ میں اپنی آنکھ سے روم وشام اور بغداد اور مصر اور چین اور حبش کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ حاضر ہو کر بیعت کی اور خدمت خانقاہِ کو سعادت ابدی سمجھے اور قریب قریب کے شہروں کا مثل ہندوستان اور پنجاب اور افغانستان کا تو کچھ ذکر نہیں کہ ٹڈی دل کی طرح اُمڈے تھے۔'' (۲)

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ ملفوظات چہل روزہ میں فرماتے ہیں کہ ایک روز خود حضرت شاہ غلام علیؒ فرمانے لگے:

(۱) ایضاً ۱۰۸۔ جناب پروفیسر خلیق احمد نظامی نے سہواً بحوالہ جواہر علویہ ص ۲۴۱۔ مریدین وخلفاء کی یہ تعداد حضرت شاہ غلام علیؒ سے منسوب کر دی ہے۔ (تاریخی مقالات ص ۲۱۵) حالانکہ یہ تعداد تو مولانا خالد رومی کے معتقدین کی ہے۔

(۲) احمد خان، سرسید: آثار الصنادید۔ دہلی ۱۹۶۵ء ص ۴۶۴۔ ۴۶۵

Marfat.com

ہمارا فیض دُور دُور تک پہنچ گیا ہے، حضرت مکہ معظّمہ، حضرت مدینہ منورہ،
بغداد شریف اور روم و مغرب میں ہمارا حلقہ جاری ہے۔(۱)

آپ کے چند اکابر خلفاء کا مجمل تعارف کروایا جا رہا ہے جن سے ہندوستان میں اسلامی اقدار محفوظ رہیں باوجویکہ کہ اسلامی سلطنت کا خاتمہ اور دشمن اسلام فرنگی کا تسلط ہو چکا تھا۔

(۱) غلام محی الدین قصوری مولانا: ملفوظات چہل روزہ

Marfat.com

حضرت شاہ ابوسعید دہلوی مجددی

حضرت شاہ ابوسعید دہلوی، شاہ غلام علی دہلوی کے جانشین اوّل اور معروف شیخ طریقت تھے۔

حضرت شاہ ابوسعید کا نام زکی القدر بن شیخ صفی القدر اور کنیت ابوسعید تھی۔ آپ کا سلسلہ نسب پانچ واسطوں سے شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (۹۷۱۔۱۰۳۴ھ/ ۱۵۶۳۔۱۶۲۴ء) سے ملتا ہے (مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ۵۹) شاہ ابوسعید کی ولادت ۲ ذی القعدہ ۱۱۹۶ھ/ ۱۹ اکتوبر ۱۷۸۲ء کو رام پور (Rampur) میں ہوئی (ایضاً ۵۹، ہدیہ احمدیہ ص ۷۳) غالب گمان ہے کہ جب ۱۱۷۸ھ/ ۱۷۶۴ء میں سکھوں اور مرہٹوں نے سرہند پر مشترکہ حملہ کیا تو اس وقت اس خانوادے کے افراد نے کثیر تعداد میں سرہند سے ہجرت کی (مقامات مظہری، حاشیہ ۱۹۱) اس قافلۂ مہاجرین میں شیخ ابوسعید کے دادا شیخ عزیز القدر بھی تھے۔ (ہدیۂ احمدیہ، حاشیہ ص ۷۳) نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان جو اس خانوادے کے عقیدت مند تھے ان حضرات کے مکلف ہوئے ہوں گے، شیخ عزیز القدر کا ۱۱۸۷ھ میں انتقال ہوا (جواہر علویہ ص ۲۷۰) اور اُنہی کے علاقے نجیب آباد (Najeebabad) ضلع بجنور میں دفن ہوئے (ہدیہ احمدیہ ص ۷۳) شاہ ابوسعید کے والد صفی القدر رام پور اور لکھنو میں مقیم رہے (مقامات خیر ۷۰) شاہ ابوسعید کی ابتدائی تعلیم و تربیت والد کے زیر سایہ ہوئی، گیارہ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور ۱۹ سال کی عمر میں مروجہ علوم کی تحصیل سے فارغ ہو گئے (مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ص ۵۹) مفتی شرف الدین رام پوری (ف ۱۲۶۸ھ)، شاہ رفیع الدین دہلوی (ف ۱۲۳۳ھ) اور شاہ سراج احمد مجددی رام پوری (ف ۱۲۳۰ھ) سے شرف تلمذ رہا (انساب الطاہرین،

Marfat.com

برگ ۹۲۔ الف، نزہۃ الخواطر ۶ / ۱۳۔ ۱۴، مقامات خیر ۱۷) ابتداء میں اپنے والد گرامی سے بیعت ہوئے پھر شاہ درگاہی (ف ۱۲۲۶ھ) کے خلیفہ شاہ جمال اللہ رام پوری، کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادۂ باطنی کیا اور بارہ سال تک ان کی خدمت میں رہے، انہوں نے اپنا جانشین بنایا، لیکن انہیں سلوک کے مزید مدارج طے کرنے کی تمنا برابر رہی، اپنے استاد قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ف ۱۲۲۵ھ) کی تحریک پر شاہ غلام علی دہلوی خلیفہ میرزا مظہر جانِ جاناں شہید (ف ۱۱۹۵ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء کا واقعہ ہے اور پندرہ سال تک مسلسل شاہ غلام علی کی خدمت میں رہ کر سلوک کی تکمیل کی انہوں نے اپنی ضمنیت سے نوازا۔ (مناقب احمدیہ ۶۱ ،مقامات خیر ۷۱۔ ۷۲)

شاہ غلام علی دہلوی مجددی نے اپنے آخری ایام حیات ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء کو نقشبندی مجددی سلسلہ کی خلافت دیکر اپنا جانشین بنایا بے شمار عقیدت مندوں نے اخذ فیض کیا شاہ غلام علی کے دو نامور خلفاء مولانا خالد کردی رومی (ف ۱۲۴۲ھ/ ۱۸۲۶ء) اور سیّد اسماعیل مدنی نے انہی سے توجہات لیں۔ (مناقب احمدیہ ۶۱۔ ۶۲)

۱۲۴۹ھ/ ۳۴۔ ۱۸۳۳ء کو اپنے نامور فرزند شاہ احمد سعید کو اپنی مسند پر بٹھا کر حرمین الشریفین لے لیے رخصت ہوئے آپ کے بیٹے شاہ عبدالغنی محدث بھی آپ کے ہمراہ تھے، اس وقت کے علماء حرمین شیخ عبداللہ سراج، شیخ عمر شافعی، میر مفتی، سیّد عبداللہ غنی حنفی اور سیّد یٰسین نے بہت تعظیم و تکریم کی، اس سفر سے واپس آرہے تھے کہ ٹونک (Tonk) پہنچ کر مرض نے شدت اختیار کر لی اور بروز عید الفطر ۱۲۵۰ھ/ ۳۱ جنوری ۱۸۳۵ء کو وہیں انتقال ہوا، نعش دہلی لاکر مرشد کے پہلو میں دفن کی گئی (مناقب احمدیہ ۶۴) یہ مقام دہلی میں اب چتلی قبر کے نام سے مشہور ہے، شاہ ابوالخیر اس خانوادے کے آخری سجادہ نشین تھے اور نہی کے نام سے یہ جگہ اب شاہ ابوالخیر

Marfat.com

مارگ کہلاتی ہے ان کے فرزند مولانا ابوالحسن زید فاروقی (ف ۱۹۹۳ء) آخری ذی علم بزرگ تھے، شاہ ابوسعید مجددی کے تین فرزند تھے شاہ احمد سعید مجددی شاہ عبدالغنی محدث دہلوی اور شاہ عبدالمغنی (ہدیۂ احمدیہ ۴۷۔۴۸، مقامات خیر ۴۷، انساب الطاہرین ۹۳)

ان میں سے اوّل الذکر دو فرزندانِ گرامی بہت نامور علماء اور مشائخ ہوئے، شاہ احمد سعید مجددی آپ کے جانشین کی حیثیت سے بہت شہرت کے مالک بنے اور شاہ عبدالغنی مجددی پاکستان و ہند اور حرمین الشریفین میں مسند وقت کہلائے (فہرس الفہارس ۸۵، ۹۰، و بامداد اشاریہ)

شاہ ابوسعید کی فارسی نثر میں صرف ایک ہی تالیف ہدایت الطالبین ہے، یہ کتاب مؤلف نے اپنے مرشد شاہ غلام دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ) کے حین حیات تالیف کی تھی، انہوں نے اس پر ایک تقریظ بھی لکھی ہے جو کتاب کے آخر میں شامل ہے، دراصل یہ کتاب عرفان عمومی اور سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ کے طالبوں کے لیے بنیادی کتاب کا درجہ رکھتی ہے، اس سلسلے کے مریدین میں اسے بطورِ سبق پڑھا جاتا ہے، مولانا نور احمد امرتسری نے ۱۹۲۶ء میں اس کتاب کا فارسی متن مع اردو ترجمہ کے شائع کر دیا تھا، اسے ڈاکٹر غلام مصطفی خان نے ۱۳۷۵ھ میں حیدر آباد سندھ سے دوبارہ طبع کروایا ہے، اس کا عربی اور ترکی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ (قافلہ اہل دل ص ۲۲۸)

شاہ ابوسعید کا بہت پاکیزہ خط تھا ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن پاک کا ایک ضخیم خطی نسخہ رباطِ مظہر (مدینہ منورہ) میں ہے۔ (مقامات خیر ۷۳)

شاہ ابوسعید دہلوی کے بہت سے خلفاء تھے جن میں سے چند نام ہمیں معلوم ہیں یعنی:

۱۔ میاں محمد اصغر　　۲۔ ملا حسن بخاری

Marfat.com

۳۔ مولوی حسان احمد ہراتی
۴۔ مولوی محب اللہ افغان
۵۔ میاں محمد جوؔ
۶۔ میاں عظیم اللہ
۷۔ امیر باجوڑی
۸۔ مولوی محمد شریف
۹۔ ملا ازہری
۱۰۔ ملا علی الدین
۱۱۔ ملا غلام محمد (ضلع اٹک)
۱۲۔ ملا عبد الکریم ترکستانی
۱۳۔ شاہ سعد اللہ حیدر آبادی
۱۴۔ عنبر شاہ

(مناقب احمدیہ ۶۷۔۶۸، مقامات خیر ۴۳۔۴۷، مقامات مظہری، ضمیمہ ۶۰۹۔۶۱۰)

ٹونک کے نواب وزیر الدولہ (ف ۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۴ء) مؤلف وصایا الوزیر علی الطریقہ النذیر والبشیر جو خود ایک ذی علم بزرگ تھے، شاہ ابو سعید سے گہری ارادت رکھتے تھے (مقامات مظہری، ضمیمہ ص ۶۰۹) شاہ غلام علی دہلوی کے مندرجہ ذیل مکتوبات شاہ ابو سعید کے نام ہیں:

۳، ۱۱، ۲۰، ۲۴، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۴۰، ۴۱، ۴۹، ۵۰، ۵۲، ۵۷، ۵۹، ۶۳، ۱۲۵

Marfat.com

حضرت شاہ احمد سعید مجددیؒ دہلوی

آپ حضرت شاہ ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اکبر ہیں، اِسم گرامی احمد سعید اور کنیت ابوالمکارم ہے، آپ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (ف ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء) کی اولادِ مبارک سے تھے یکم ربیع الاخریٰ ۱۲۱۷ھ/ ۳۱ جولائی ۱۸۰۲ء کو ریاست رام پور میں پیدا ہوئے اور وفات ظہر وعصر کے مابین بروزِ سہ شنبہ ۲ ربیع الاوّل ۱۲۷۷ھ ۱۸ ستمبر ۱۸۶۰ مدینہ منورہ میں ہوئی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گنبد سے متصل جانب قبلہ سپرد خاک ہوئے، آپ کی عمر ۵۹ سال تھی، قرآن پاک کے حافظ تھے۔

جب آپ کے والد ماجد حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ سے بیعت ہونے کے لئے دہلی گئے تو آپ بھی ان کے ساتھ تھے اور حضرت شاہ صاحب سے بیعت ہوئے، اس وقت آپ کی عمر دس سال پوری نہیں ہوئی تھی شاہ صاحب آپ پر نہایت مہربان اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''میں نے لوگوں سے ایک بچہ طلب کیا کسی نے نہیں دیا ابوسعید نے میری طلب پوری کردی اور اپنا بیٹا مجھے دے دیا۔''

حضرت شاہ احمد سعیدؒ نے حضرت شاہ غلام علیؒ سے کتب تصوف سبقاً پڑھی تھیں اور مروجہ علوم کی تحصیل مفتی شریف الدین، شاہ سراج احمد مجددی، مولوی محمد اشرف اور مولوی نور سے کی۔

حضرات مجددیہ کا سلوک اوّل سے آخر تک حضرت شاہ صاحب سے حاصل کیا اور شاہ صاحب ہی نے آپ کو خلعت عطا کی لیکن چونکہ آپ نے جمیع مقامات میں اپنے والد بزرگوار سے بھی توجہات لیں اس شجرہ میں آپ کے والد ماجد کا اِسم گرامی بھی لیا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ غلام علی نے اپنے ایک رسالہ کمالات مظہریہ تالیف ۱۲۳۷ھ میں شاہ احمد سعید کے بارے میں لکھا ہے۔

''حضرت احمد سعید فرزند حضرت ابوسعید بہ علم وعمل وحفظ قرآن مجید واحوال نسبت شریفہ قریب است بہ والد ماجد خود۔''

۱۲۴۹ھ کو آپ کے والد بزرگ جب حج کے لئے روانہ ہوئے تو خانقاہ شریف آپ کے حوالے کی جہاں آپ نے طالبانِ حق کو چوبیس سال تک فیضیاب کیا۔(۱)

۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بے شمار علماء و مشائخ نے بلادِ اسلامیہ کی طرف ہجرت کی ان میں حضرت شاہ احمد سعیدؒ کا اِسم گرامی سرفہرست ہے، ان انتہائی خراب حالات میں بھی آپ چار ماہ تک کامل استقامت کے ساتھ دہلی میں مقیم رہے، جب کوئی آپ سے ہجرت کے لئے کہتا تو آپ فرماتے کہ ہم اپنے مشائخ کرام کی اجازت کے بغیر شہر سے باہر نہیں جاسکتے، ان حالات میں آپ خود مع فرزندان و مریدین، سراج الدین محمد ابوظفر بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے اور کتاب وسنت کے موافق بادشاہ کی فہمائش کی (۲) ہندوستان کے مقتدر علماء نے اس وقت جہاد کا فتویٰ جاری کیا۔ اس فتویٰ کے اوّلین محرک اور دستخط کنندہ آپ ہی تھے کہ ''ان حالات میں جبکہ انگریز دہلی پر چڑھ آئے ہیں اور مسلمانوں کی جان و مال خطرہ میں ہے، اس صورت میں مسلمانوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں۔''؟

جہاد کا دہلی میں سب سے پہلے حضرت شاہ احمد سعیدؒ نے ہی چرچا کیا اور فتویٰ

(۱) حضرت شاہ احمد سعیدؒ کے یہ حالات مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ اور مولانا زید ابوالحسن فاروقی کی کتاب مقامات خیر: ص ۸۲۔ ۹۴ سے ملخصاً ماخوذ ہیں

(۲) محمد معصوم، شاہ: ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین ص ۲۳

Marfat.com

جہاد پر اپنے دستخط ثبت کیے۔(۱)

آخر استخارہ مسنونہ کے بعد آپ مع اہل و عیال حرمین الشریفین کی طرف ہجرت کے لیے روانہ ہوئے اور راستے کے بے شمار مصائب کے باوجود آپ اپنے خلیفۂ نامدار حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری (۲) رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: عبداللطیف: روزنامچہ ۱۸۵۷ء مرتبہ خلیق احمد نظامی ص ۱۸۸، کمال الدین حیدر: قیصر التواریخ ۲/ ۴۵۰ غالب: خطوط ۲/ ۵۴، محمد ایوب قادری، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کراچی ۱۹۷۶ ص ۴۰۷۔۴۰۸ عتیق صدیقی: اٹھارہ سوستاون اخبار اور دستاویزیں، دہلی ۱۹۶۶ء ص ۱۹۹

(۲) حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء) حضرت شاہ احمد مجددیؒ کے مشہور ترین خلفاء میں سے تھے، پاکستان و ہند، خراسان عربستان اور ترکی کے بہت سے طالبان حق ان کے دست حق پرست پر بیعت کر کے خاصانِ خدا میں شامل ہوئے، حضرت حاجی صاحب کی کئی مقامات پر خانقاہیں تھیں لیکن آپ کا زیادہ قیام موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، پاکستان میں ہوتا تھا، وصال کے بعد آپ اسی خاک پاک میں دفن ہوئے، حضرت حاجی صاحب کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ (متوفی ۱۳۱۴ھ) ان کے بعد حضرت خواجہ مولانا سراج الدین قدس سرہ (ف ۱۳۳۳ھ) اور ان کے بعد حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب قدس سرہ (ف ۱۹۵۷ء) اور آپ کے وصال کے بعد حضرت مولانا خواجہ محمد اسمٰعیل خانقاہِ شریفہ کے سجادہ ہوئے۔ موصوف ذی علم، نہایت متقی اور پابند شرع شیخ طریقت تھے۔ حضرت کے چار صاحبزادے بھی نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں، راقم الحروف کے ان صاحبزادگان میں سے جناب محمد سعد سراجی ملقب بہ مرشد بابا مدظلہ سے بہت اچھے مراسم ہیں موصوف خانقاہ احمد سعیدیہ کے کتب خانہ کی نہایت اچھے طریقے سے حفاظت کررہے ہیں، رسالہ رشحات عنبریہ صاحبزادہ موصوف ہی کی مہربانی سے ہمیں دستیاب ہوا ہے، موصوف نے اپنے سلسلہ کی کتابیں شائع کرنے کے لئے ایک ادارہ نشرواشاعت بھی مکتبہ سراجیہ کے نام سے موسیٰ زئی شریف ہی میں قائم کیا ہے کئی قابل قدر کتب شائع کی ہیں، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے بزرگان کرام کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔ مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری اور مقامات عثمانیہ، تلخیص و ترجمہ فوائد عثمانیہ صاحبزادہ مرشد بابا جو مطبوعہ اور مشہور ہیں، نیز ملاحظہ ہو: محمد مظہر مدنی: مناقب احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ ص ۲۴۰۔۲۴۱

Marfat.com

خانقاہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان تشریف لے گئے، حضرت حاجی صاحب نے بطریق احسن خیر مقدم کیا۔

حضرت شاہ احمد سعید نے اپنے مریدین اور خانقاہِ دہلی حضرت حاجی دوست محمدؒ کے سپرد کی اور اپنے دست خاص سے یہ تحریر حاجی صاحب کو عنایت کی۔

......مریدانِ خود کہ در ہندوستان و خراسان سکونت میدارند کہ بجائے من مقبول بارگاہ احد حاجی دوست محمد صاحب را کہ خلیفہء من اند بدانند و توجہات ازایشان گرفتہ باشند ......و بہ ضمنیت خویش ہم ایشاں را مخصوص گردانیدند وخانقاہ و مکانات محل سرائے خود و تسبیح خانہ حوالہ ایشاں نمودند (۱)

حضرت حاجی صاحب نے اپنے خلیفہ مولوی رحیم بخش اجمیری ہرصوری (ف ۱۲۸۳ھ) کو اسی وقت حضرت شاہ احمد سعید کی موجودگی میں خانقاہ شریف (دہلی) جانے کا حکم دیا، وہ اسی وقت روانہ ہو گئے۔

چنانچہ حضرت شاہ احمد سعید کا جہاز آخر شوال میں جدہ پہنچا آپ نے ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء کا حج اَدا کیا اور ربیع الاوّل ۱۲۷۵ھ کو مدینہ منورہ میں حاضری دی۔

آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے عبد الرشید، عبد الحمید، محمد عمر، محمد مظہر اور ایک صاحبزادی روشن آرا تھیں۔

آپ کے خلفاء میں سے حضرت شاہ محمد مظہر نے مناقب احمدیہ میں اَسّی (۸۰) حضرات کے نام لکھے ہیں، انساب الطاہرین میں حضرت شاہ محمد عمر نے لکھا ہے کہ سیکڑوں افراد آپ سے اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔

---

(۱) محمد مظہر: مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ ص ۲۴۰۔۲۴۱

Marfat.com

آپ کے علم ظاہری کے تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے صاحب سیر الکاملین نے لکھا ہے:

بسیارے از علمای زمان شاگرد حضرت ایشان بودند مثل مولوی عبدالقیوم بن مولوی عبدالحی و مولانا محمد نواب و مولوی احمد علی سہارنپوری محدث و مولوی ارشاد حسین مجددی و مولوی فیض الحسن سہارنپوری و مولوی عبدالعلی بن قاری ہاشم وغیرہم (۱)

نرت شاہ احمد سعیدؒ کی تصانیف میں پانچ رسائل ہیں یعنی

۱...... سعید البیان فی مولد سیّد الانس والجان (اُردو) مطبوعہ

۲...... الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف (فارسی)

۳...... اثبات المولد والقیام (عربی) مرتبہ محمد اقبال مجددی۔ مطبوعہ استنبول، ترکی/ لاہور

۴...... الفوائد الضابطہ فی اثبات الربطہ (فارسی)

۵...... انہار اربعہ (فارسی) مطبوعہ

۶...... تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ المسائل الاربعین (فارسی) مطبوعہ

۷...... مکتوبات، آپ کے تمام مکاتیب تا حال جمع نہیں کئے گئے، صرف ایک سو سینتیس ۱۳۷ مکاتیب آپ کے خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری نے جمع کئے جنہیں جناب ڈاکٹر غلام مصطفی خاں صاحب نے تحفہ زواریہ کے نام سے ۱۳۷۳ھ میں کراچی سے شائع کیا۔

۸...... فتاویٰ: آپ احیاناً فتویٰ بھی دیتے تھے لیکن کسی نے انہیں جمع نہیں کیا

---

(۱) بحوالہ مقاماتِ خیر ص ۹۴

Marfat.com

حیات شاہ احمد سعید کے مآخذ

پاکستان وہند کے سوانحی ادب میں سلسلۂ نقشبندیہ کی اہم خدمات ہیں، تصنیفی اعتبار سے اس سلسلۂ طریقت کو دیگر سلاسل پر ترجیح حاصل ہے، خصوصاً تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری میں اس سلسلۂ مبارکہ کے سوانحی ادب میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔ اس دور کے تقریباً ستر توصرف تذکرے ہی ہماری نظر سے گذرے ہیں۔

حضرت شاہ احمد مجددی دہلوی ثم مدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۰ء) اور آپ کے متعلقین کے احوال کے مآخذ کی مجمل فہرست یہ ہے۔

۱۔ ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۲۱ء شاہ غلام علی دہلوی، حضرت: کمالات مظہری

۲۔ ۱۲۴۳ھ/ ۱۸۲۶ء رافت، رؤف احمد مجددی: جواہر علویہ

۳۔ ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء محمد بن عبداللہ خالدی: البہجۃ السنیہ

۴۔ ۱۲۶۹ھ/ ۱۸۵۲ء عبدالغنی محدث، شاہ: تکملہ مقامات مظہری

۵۔ ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۵۲ء دوست محمد، حاجی، خواجہ (تحفہ زواریہ مکتوبات حضرت شاہ احمد سعید)

۶۔ ۱۲۷۷ھ محمد مظہر مجددی، مدنی: رشحات عنبریہ

۷۔ ۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۴ء محمد مظہر مجددی: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ

۸۔ ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء محمد عمر مجددی: انساب الطاہرین

۹۔ ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء محمد عادل کاکڑی: مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ

۱۰۔ ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء معزالدین بن عبدالکریم: مجموعہ فضائل الباری فی مناقب دوست محمد قندھاری، نیز جوہر ملفوظات (خلاصہ فضائل الباری)

Marfat.com

۱۱۔ امان اللہ: مناقب حضرت شاہ احمد سعید (فارسی نظم)

۱۲۔ ۱۲۸۶ھ/۱۳۰۶ھ محمد محبوب علی: خلوت درانجمن

۱۳۔ ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۹۲ء محمد حسن کرتپوری: ملفوظات حضرت مولوی غلام نبی للّٰہیؒ

۱۴۔ ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۲ء محمد حسن کرتپوری: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ

۱۵۔ ۱۳۰۱ھ/۱۲۹۸ھ نامعلوم: سیر الکاملین

۱۶۔ ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء عبدالمجید خالدی: الحدائق الوردیہ فی اجلاء النقشبندیہ

۱۷۔ ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء محمد مراد قزانی: نفائس السانحات فی تذییل الباقیات الصالحات (تکملہ رشحات عین الحیات کاشفی)

۱۸۔ ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء ابوالحسن نقشبندی: مقامات گل محمدیہ فی احوال مشائخ نقشبندیہ

۱۹۔ ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء محمد معصوم، شاہ: ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین

۲۰۔ ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء احمد ابوالخیر مکی: ہدیہ احمدیہ

۲۱۔ ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء عبدالمجید خانی خالدی: السعادۃ الابدیہ

۲۲۔ ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء اکبر علی نقشبندی: فوائد عثمانیہ (ملفوظات ومکتوبات حضرت خواجہ محمد عثمانؒ دامانی ف ۱۳۱۴ھ)

۲۳۔ ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء عبداللہ شاہ ابوالحسنات: گلزار اولیاء

۲۴۔ ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء محمد حسن مجددی: انساب الانجاب

۲۵۔ ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء زید، ابوالحسن، فاروقی: مقامات خیر

یہ چند بنیادی مآخذ ہیں، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے حوالہ سے اکثر کتب میں آپ کا ذکر خیر آتا ہے

مذکورہ مآخذ میں شمارہ ۱، ۲، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۵ غیر مطبوعہ ہیں، باقی سب چھپ کر

Marfat.com

شائع ہو چکے ہیں، انہیں مآخذ میں سے نمبر چھ کا مختصر تعارف ملاحظہ ہو۔

رشحات عنبریہ

یہ حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ محمد مظہر مجددی دہلوی ثم مکی (۱۳۰۱ھ) کی تصنیف ہے، اس کی زبان عربی نثر و نظم ہے، رسالہ ہذا کے مطالعہ کے فوراً بعد جو سوال ذہن میں ابھرتا ہے وہ یہ کہ جب انہیں مصنف کی اسی موضوع پر مفصل کتاب مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں موجود ہے تو اس مختصر رسالہ کی تالیف کی کیا ضرورت تھی؟

مناقب احمدیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پیشتر انہیں مصنف نے حضرت کے حالات پر ایک عربی رسالہ مناقب صغریٰ تالیف کیا تھا جس سے مراد یہی رسالہ رشحات عنبریہ ہی ہے کیونکہ مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ اور رسالہ حاضر کے تقابلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کچھ اقتباسات مناقب احمدیہ میں پائے جاتے ہیں (۱)۔ اس کے عربی ترجمہ میں اسی رشحات عنبریہ کو ''المناقب الصغریٰ'' کہا گیا ہے (۲) گویا یہ رسالہ مناقبِ احمدیہ کی تالیف ۱۲۸۱ھ سے قبل وجود میں آچکا تھا، ہمارا خیال ہے کہ حضرت شاہ احمد سعید مجددیؒ کی وفات ۱۲۷۷ھ کے موقع پر ہی اہل عرب کو اس عظیم شخصیت سے متعارف کروانے کے لئے عربی میں ایک رسالہ لکھنے کی ضرورت محسوس کی گئی تو آپ نے عربی زبان میں نہایت فصیح و بلیغ و مسجع انداز میں رسالۂ حاضر تحریر فرمایا۔ گویا رشحات عنبریہ کا سال تالیف ۱۲۷۷ھ ہے۔

---

(۱) مناقبِ احمدیہ ص ۲۰۲، رشحات عنبریہ ورق ۱۱۔ الف

(۲) المناقب الاحمدیہ والمقامات السعیدیہ ص ۲۳۷

Marfat.com

اگرچہ مؤلف نے اس رسالہ کا نام وضاحت سے نہیں لکھا لیکن فقرۂ ''اما بعد فھو رشحات عنبرية يتعطر بها حواس السامعين و رائحات مسكية اذفرية (ورق ۲ ب) سے قیاس کر کے ہم نے اس کا نام رشحات عنبریہ تجویز کرلیا ہے، مؤلف نے رسالہ کے متن میں اپنا نام نہیں لکھا لیکن دیباچہ میں صاف بتایا ہے کہ یہ رسالہ میرے والد حضرت شاہ احمد سعید کے حالات پر مشتمل ہے لیکن رسالہ کے خاتمہ میں اپنا نام واضح طور پر بتایا ہے کہ اس رسالہ کے کاتب کے ترقیمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ مدینہ منورہ ہی میں تالیف ہوا اور وہیں سے حضرت مؤلف نے خود اپنے دست مبارک سے کتابت کر کے حضرت شاہ احمد سعیدؒ کے خلیفۂ اوّل خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہما کے مطالعہ کے لئے موسیٰ زئی شریف ارسال فرمایا (ورق ۱۳ ب) اس نسخے کی دریافت کا سہرا خانقاہ شریفہ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سراجی مجددی مدظلہ کے صاحبزادہ جناب محمد سعد سراجی ملقب بہ مرشد بابا مدظلہ کے سر ہے جنہوں نے اس گوہر نایاب کی نشاندہی فرمائی اور عکس برداری کے لئے نسخہ عنایت کیا۔

حضرت شاہ محمد مظہر مجددی مدنی

رسالہ رشحات عنبریہ کے مؤلف حضرت شاہ محمد مظہر مجددی دہلوی ثم مدنی ہیں، آپ صاحب سوانح حضرت شاہ احمد سعید مجددیؒ کے صاحبزادے اور ذی علم مصنف تھے، آپ کا فیضان نہ صرف پاکستان و ہندوستان بلکہ عالم اسلام میں خاصا پھیلا ہے، حضرت مؤلف نے اپنے حالات اپنی سب سے مشہور تالیف مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ میں خود تحریر کئے ہیں بعد کے تذکرہ نویسوں نے انہیں کے اعادہ پر اکتفا کیا ہے، فرماتے ہیں:

Marfat.com

''میری ولادت ۳ جمادی الاولیٰ کو ۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۲ء کو خانقاہ شریف دہلی میں ہوئی، میرے والد حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمہارے دادا جو کہ صحیح کشف رکھتے تھے۔ تمہارے حق میں عظیم بشارات دیں اور تمہارا نام مظہر محمد اور تاریخ ولادت مظاہر محمدی فرمائی، میں نے نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر کے اپنے والد بزرگوار سے اکثر دینی و درسی کتب پڑھیں، کم سنی میں حضرت والد نے ایک خاص وقت میں مجھے بلایا اور بیعت سے سرفراز فرمایا اور مراقبہ احدیت کی تلقین کی، سن بلوغت کے قریب تھا کہ باطن کی دائمی نگرانی جو کہ دوام حضور کے مبادیات میں سے ہے پر فائز کیا اور شرح ملا جامی (در علم نحو) کی تعلیم دی۔ اس طرح بائیس سال کی عمر میں مجھے ظاہری اور باطنی علم سے فارغ کر کے اجازت مطلقہ دی اور مریدین کو توجہ دلانا شروع کی اور چند احباب میرے حوالہ کئے اور کتب تصوف خصوصاً مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کمال تحقیق و تدقیق کے ساتھ دوبار پڑھائے۔

سرہند شریف کی حاضری کے بعد والدین کی اجازت سے حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہوا اور عرصہ کے بعد واپس آیا، اس دوران حضرت والد نے بہت سے گرامی نامے مجھے لکھے اور میں نے بھی مکشوفات حرمین پر بہت سے عریضے حضرت کی خدمت میں ارسال کئے۔''(۱)

جن میں سے مؤلف نے دس خطوط اپنی کتاب مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ میں نقل کئے ہیں۔(۲)

اپنے والد بزرگوار کے علاوہ ابتدائی کتب آپ نے مولوی حبیب اللہ ملتانی سے

(۱) شاہ محمد مظہر، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، مطبوعہ اکمل المطابع، دہلی ۱۲۸۲ھ ص ۲۶۱ ملخصاً

(۲) ایضاً ص ۲۶۱۔ ۲۷۲

Marfat.com

اور صحاح ستہ اپنے عم اکبر حضرت شاہ عبدالغنی مجددی (۱) سے بالاستیعاب پڑھیں (۲) اپنے والد کے ہمراہ ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء میں حرمین الشریفین کو آپ نے بھی ہجرت کی اور مدینہ منورہ میں مقیم ہوگئے، آپ نے مدینہ منورہ میں سہ منزلہ نہایت عمدہ رباط ۱۲۹۰ھ میں بنائی، حضرت شاہ محمد عمر بن حضرت شاہ احمد سعیدؒ نے اس کی تاریخ کہی

چوں اَخ محمد مظہر عالی ہمم ساخت خوش بنیاد زیبا خانقاہِ احمدی
سال تاریخش دعائیہ عمر گفت اے الہ تا ابد آباد بادا خانقاہِ احمدی

یہ خانقاہ رباطِ مظہر کے نام سے مشہور ہے اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے قریب واقع تھی، حضرت شاہ محمد مظہرؒ نے دوشنبہ ۱۱ محرم ۱۳۰۱ھ میں انتقال فرمایا۔ جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں قبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب مدفون ہیں۔ آپ کے دس صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔

تالیفات

حضرت شاہ محمد مظہر کی کئی تالیف یادگار ہیں، ابھی تک آپ کی تمام تالیفات

---

(۱) حضرت شاہ عبدالغنی مجددی (۱۲۳۴۔ ۱۲۹۲ھ/۱۸۱۹۔۱۸۷۸ء) بن حضرت شاہ ابوسعید مجددی، حضرت شاہ محمد اسحٰق کے شاگرد اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے خلیفہ تھے، حرمین الشریفین میں انہیں بہت مقبولیت حاصل ہوئی، حضرت شاہ احمد سعید کے ساتھ آپ نے بھی ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء میں حرمین الشریفین کو ہجرت کی، حاشیہ سنن ابن ماجہ (انجاح الحاجہ) تکملہ مقامات مظہری، تحفہ تیموریہ، شفاء السائل، اردو ترجمہ نصاب الاحتساب اور تبریز المکنونات فی تخریج احادیث المکتوبات آپ کی تصانیف سے ہیں، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مقامات خیر ص ۷۴۔۸۱

(۲) محمد معصوم، شاہ: ذکر السعید فی سیرۃ الوالدین ص ۴۰

Marfat.com

منظر عام پر نہیں آئی ہیں، صرف مفصلہ ذیل کا ہمیں علم ہے۔

۱۔ رشحات العنبر یہ (رسالہ دراحوال حضرت شاہ احمد سعید) مرتبہ محمد اقبال مجددی، استنبول، ۱۹۷۹ء

۲۔ مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، تکمیل بسال ۱۲۷۷ھ، مطبوعہ اکمل المطابع، دہلی ۱۲۸۲ھ

۳۔ المناقب الاحمدیۃ والمقامات السعیدیۃ، عربی ترجمہ کتاب مذکورہ مطبوعہ قزان ۱۸۹۶ء

۴۔ الدرالمنظم فی القیام تجاۃ القبر المکرم باسم تاریخی الدرالمنظم ۱۲۹۶ء

یہ رسالہ مع شرح مسمیٰ بہ السلک المنظم از سیّد محمود مدراسی، مطبع احسن المطابع، مدراس سے ۱۲۹۴ھ میں چھپ چکا ہے۔(۱)

آپ کی اولاد نے اب شارع قربان پر رباط کے عوض جو رقم حکومت سے ملی تھی اس سے ایک ہوٹل دیا ہے، ایک کمرہ میں نہایت دیمک خوردہ مخطوطات رکھ دیئے ہیں۔ مؤلف کو ۲۰۱۲ء کے حج کے دوران زیارت نصیب ہوئی۔

---

(۱) زید، ابوالحسن فاروقی: مقامات خیر ص ۱۰۴

Marfat.com

حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددیؒ

حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (۹۷۱۔ ۱۰۳۴ھ/ ۱۵۶۳۔ ۱۶۲۴ء) کی اولاد میں سے تھے(۱) موصوف مفسر، محدث صوفی اور فارسی واُردو کے شاعر بھی تھے۔

حضرت رافت نے خود لکھا ہے کہ میری ولادت ۱۴ محرم ۱۲۰۱ھ /۱۷۸۶ھ کو مصطفی آباد عرف رام پور میں ہوئی، میرے جد بزرگوار نے میرا تاریخی نام رحمن بخش رکھا، سن شعور میں داخل ہوتے ہی میں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس عہد کے ایک مشہور ولی حضرت فیض بخش ملقب بہ شاہ درگاہی قدس سرہ کے آستانہ پر پہنچ گیا، شاہ درگاہی (۲) (۱۱۶۰۔ ۱۲۲۶ھ/ ۱۷۴۷۔ ۱۸۱۱) کے حضور رہ کر شدید ریاضتیں کیں اور سلسلہ قادریہ کی خلافت حاصل کی، آپ پندرہ سال تک ان کی خدمت میں رہے دیگر سلاسل میں بھی اجازات ملیں اور ایک عرصہ تک شیخ طریقت کی حیثیت سے عوام

(۱) شاہ رؤف احمد رافت بن شاہ شعور احمد بن محمد شرف بن شیخ رضی الدین ابن شیخ زین العابدین عرف شاہ فقیر اللہ بن شاہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی (ہدیۂ احمدیہ، ص ۸۶۔ ۱۰۷)

(۲) حضرت شاہ درگاہی رام پوری کا نام فیض بخش تھا، حافظ جمال اللہ رام پوری کے خلیفہ تھے، جو سیّد قطب الدین محمد اشرف کے خلیفہ اور وہ خواجہ محمد زبیر سرہندی کے اور وہ حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی ملقب بہ حجۃ اللہ کے اور وہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے اور آپ اپنے والد بزرگوار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے خلیفہ نامدار تھے، حالات کے لئے ملاحظہ ہو: (۱) جواہر علویہ ۲۷۱۔ ۲۷۲ (۲) مجمع الکرامات مؤلفہ امام الدین ترجمہ حامد حسن قادری، دہلی ۲۰۰۲ء (۳) تذکرہ کاملان رام پور، مؤلفہ: احمد علی شوق، پٹنہ

Marfat.com

کی رہنمائی کرتے رہے۔(۱)

حضرت شاہ رؤف احمد کے خالہ زاد بھائی حضرت شاہ ابوسعید مجددی (ف ۱۲۵۰ھ/ ۱۸۳۴ء) پہلے ہی حضرت شاہ درگاہی کی خدمت میں سلوک کی منازل طے کررہے تھے، انہوں نے شاہ درگاہی کے وصال (۱۲۲۶ھ/ ۱۸۱۱ء) کے بعد حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ف ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء) کو خط لکھا کہ میں آپ سے استفادہ باطنی کرنا چاہتا ہوں، جس پر آپ نے جواب دیا کہ آپ شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت میں جائیں جس پر آپ مشیخیت چھوڑ کر شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہی معاملہ حضرت شاہ رؤف احمد رافت کا تھا کہ آپ بھی شیخ طریقت تھے اور مشیخت ترک کر کے حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت بابرکت میں دہلی حاضر ہوئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے، آپ نے خود لکھا کہ میں القائے ربانی سے آپ کے حضور حاضر ہوا۔(۲)

حضرت رافت نے آپ کے مکتوبات اور ملفوظات کے مجموعے بھی جمع کیے اور آپ کے مبارک احوال پر ایک کتاب جواہر علویہ کے نام سے لکھی یہ سب کچھ نہ صرف حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے حالات کے لیے ناگزیر مآخذ ہیں بلکہ اس عہد کا نہایت قابل قدر لٹریچر بھی ہے جس میں عصری تاریخ کے معاشرتی نکات بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔

حضرت شاہ رؤف احمد نے ظاہری علوم کی تحصیل اپنے ماموں حضرت شاہ سراج احمد مجددی رام پوری (۳) کی خدمت میں کی پھر مفتی شرف الدین

---

(۱) رافت، رؤف احمد: جواہر علویہ ۲۷۱۔۳۰۰

(۲) رافت: جواہر علویہ ۲۹۸

(۳) شاہ سراج احمد مجددی (۱۱۷۶۔۱۲۲۰ھ/ ۶۲-۱۷۶۲۔۱۸۰۵ء) بن شیخ محمد مرشد بن شیخ محمد ارشد بن علامہ محمد فرخ بن حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی اپنے عہد کے نامور عالم اور کئی اہم کتابوں کے مؤلف تھے (جوہر علویہ ۲۸۳)

Marfat.com

رام پوری(۱) اور حضرت شاہ عبدالعزیز (ف ۱۲۳۹ھ) کی خدمت میں بھی پڑھا۔(۲)

ہمارا قیاس ہے کہ حضرت شاہ رؤف احمد بھی اپنے خالہ زاد بھائی حضرت شاہ ابوسعید مجددی کی طرح شاہ درگاہی کے وصال کے بعد ہی دہلی آ کر حضرت شاہ غلام علی کی خدمت میں رہ کر باطنی استفادہ میں مصروف ہو گئے ہوں گے، خود لکھتے ہیں۔

۱۴ محرم الحرام ۱۲۳۱ھ/ ۱۸۱۵ء کو حضرت شاہ غلام علیؒ نے مجھے مراقبہ کمالات نبوت تلقین فرمایا اور اس سے چند روز قبل مجھ فقیر پر عنصر خاک کی توجہات فرمائیں، جس کا اثر فقیر نے اپنے اندر محسوس کیا۔(۳)

اس کے بعد پھر تحریر فرماتے ہیں: ۱۰ صفر ۱۲۳۱ھ/ ۱۸۱۵ء کو مجھے مراقبہ کمالات اولی العزم تلقین فرمایا(۴)

مزید نوازشات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہیں ہے، بروز دوشنبہ ۲۱ ذیقعد ۱۲۳۱ھ/ ۱۵۱۶ء کو عناصر ثلاثہ کی توجہ دے کر مراقبۃ الباطن تلقین کیا۔(۵)

پھر ایک سال کے بعد صفر ۱۲۳۲ھ/ ۱۸۱۶ء کو مجھے نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ سلاسل کی اجازت دوبارہ عنایت فرما کر رام پور جانے کا امر فرمایا، اس دوران راقم کے باطنی احوال کی خطوط کے ذریعہ مسلسل پرسش کرتے رہے اور صرف نو ماہ کے بعد ہی گرامی نامہ لکھ کر مجھے دہلی طلب کیا، میں شوال میں حاضر خدمت ہوا تو مجھے لطیفہ قلب کی توجہات فرمائیں اور چند ماہ کے بعد ہی مجھے حقیقت کعبہ کی توجہات

(۱) مفتی شرف الدین رام پوری (ف ۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۱ء) نامور سنی عالم اور غیر مقلدین کے سخت مخالف تھے۔(تذکرہ علمائے ہند ۲۳۲۔ ۲۳۳)، نزہۃ الخواطر ۷/ ۱۸۸ء

(۲) حدائق الحنفیہ ۴۹۰

(۳) رافت، رؤف احمد: در المعارف، استنبول، ۱۹۷۴ء ص ۱۵۵

(۴) ایضاً ۱۵۶ (۵) ایضاً ص ۱۵۰

Marfat.com

میں بھی شامل کرلیا اور پھر مجھے حقیقت کعبہ تا سلوک مجددیہ یعنی لاتعین سے ہمکنار کیا اس طرح ہر مقام کے مراقبات بھی تلقین کیئے ....اسی قیام کے دوران ہی مجھے کلاہِ رضا بھی عطا فرمایا۔(۱)

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے شاہ رؤف احمد کو پھر جمادی الثانی ۱۲۳۳ / ۱818ء میں دہلی طلب فرمایا اور اجازت (مطلقہ) دے کر بلدۂ کوٹہ (۲) وسرونج کے عوام کی دعوت و ارشاد کے لیے روانہ فرمایا (۳)۔ اس کے علاوہ آپ نے کئی اور مقامات پر بھی اپنے قیام کا ذکر کیا ہے (۴) آپ کا آخری قیام بھوپال میں تھا جہاں آپ کو قبول عام حاصل ہوا، بہت سے اصحاب نے آپ سے باطنی فیض فرمایا۔

آپ نے اپنی اسناد مصافحہ، سند حدیث اور دیگر اجازت نامے بھی نقل کئے ہیں (۵) شاہ غلام علی کا اجازت نامہ بھی آپ نے اپنے خودنوشت حالات میں دے دیا ہے۔(۶)

آپ فارسی اور اُردو میں شعر بھی کہتے تھے رافت آپ کا تخلص تھا آپ کے شاگرد مولوی عبدالغفور نساخ نے آپ کے ایک فارسی اور چھ اُردو دواوین کا ذکر کیا ہے

---

(۱) ایضاً ص ۱۵۷

(۲) کوٹہ (Kotah) راجپوتانہ میں ایک سٹیٹ ہے، (ایمپریل گزیٹیئر آف انڈیا ۱۵/ ۴۱۰۔ ۴۲۴) اسی طرح ہندوستان کے برطانوی عہد حکومت میں سرونج اور کوٹہ ایک مقام (Srungavarappukota) کے طور پر استعمال ہوتا تھا، جو موضع ویزاگاپٹم ضلع مدراس میں تھا۔ (ایضاً ۲۳/ ۱۱۳) سرونج کا والی نواب امیر خان حضرت شاہ غلام علی کا عقیدت مند تھا۔ (ملفوظات شریفہ ۱۹، مقدمہ)

(۳) رافت، درالمعارف ۱۵۸

(۴) رافت: جواہر علویہ ۲۸۷۔ ۲۸۸

(۵) ایضاً ص ۲۸۳۔ ۲۸۷

(۶) ایضاً ص ۳۰۷۔ ۳۰۸

Marfat.com

اور لکھا ہے کہ فن عروض وقوافی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے (۱) آپ مشہور شاعر قلندر بخش جرأت (ف ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء) کے شاگرد تھے، نساخ کے علاوہ بھی کئی حضرات نے آپ سے اصلاح سخن لی تھی (۲)۔

آپ نے خود لکھا ہے کہ آخر ماہ صفر بروز جمعہ ۱۲۳۲ھ/ ۱۸۱۶ء کو حضرت شاہ غلام علی نے بھوپال جانے کا حکم دیا (۳) آپ نواب گوہر بیگم قدسیہ کے زمانہ میں بھوپال آئے خود اپنے کلیات اُردو میں اس کا ذکر کیا ہے، نواب گوہر بیگم اور کئی امراء بھوپال نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی، اسی طرح وہاں کے عوام وخواص آپ کا بہت احترام کرنے لگے۔ (۴)

آخری عمر میں ۱۲۴۹ھ/ ۱۸۳۳ء کو حج کے لئے جاتے ہوئے راستہ میں یمن کے قریب آپ کا وصال ہوگیا اور یلملم کے مقام پر آپ کی قبر مبارک بنائی گئی۔

آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں، اوّل شاہ خطیب احمد (ف ۱۲۶۶ھ/ ۱۸۵۰ء) دوم حسیب احمد (ف ۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۵ء) امتیاز بیگم کا نکاح حافظ اکرام احمد ضیغم بن حافظ قطب الدین اور آفتاب بیگم مولوی عبدالمغنی بن شاہ ابوسعید مجددی کے عقد میں تھیں (۵)۔ شاہ خطیب احمد کے دو صاحبزادے محمد ابوالبرکات (ف ۱۲۸۶ھ) اور پیر ابواحمد عبداللہ (ف ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۳ء) تھے موخر الذکر کے فرزند گرامی مولانا

---

(۱) نساخ، عبدالغفور: سخن شعراء ۱۷۸

(۲) تقریباً ہر تذکرہ نویس نے شاہ رافت کے کلام کی خوبیاں بیان کی ہیں، تذکروں کے اقتباسات کے لیے ملاحظہ ہو اُردو ادب کی ترقی میں بھوپال کا حصہ مؤلفہ سلیم حامد رضوی، ۱۱۶۔ و بہ بعد مقیت الحسن سرہندی: مقالہ مشمولہ نوائے ادب، بمبئی، جولائی ۱۹۵۹ء

(۳) سلیم حامد رضوی: اردو ادب کی ترقی میں بھوپال کا حصہ ۱۱۶

(۴) در المعارف ۱۵۷ (۵) احمد ابوالخیر مکی: ہدیۂ احمدیہ ۱۰۴۔۱۰۷

Marfat.com

شاہ محمد یعقوب مجددی (۱۳۰۳-۱۳۹۰ھ/ ۱۸۸۵-۱۹۷۰ء) جو بہت پابند شرع صوفی اور عالم تھے، مولانا ابوالحسن علی ندوی جیسے عالم نے آپ کے ملفوظات بڑے دل آویز پیرانہ بیان میں جمع کیے تھے۔(۱)

حضرت شاہ رؤف احمد نے بھوپال میں جس خانقاہ کی بنیاد ڈالی تھی وہ اب تک دعوت وارشاد میں نمایاں کردار اَدا کر رہی ہے آپ کی اولاد میں سے صاحب علم و عرفان اب تک مصروف کار ہیں۔

شاہ رؤف احمد کثیر التصانیف صوفی اور عالم تھے آپ کی کتابوں کا مختصر سا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ:

۱۔ احوال وکرامات شاہ درگاہی رام پوری

آپ نے اس کتاب کے لکھنے کا وعدہ کیا ہے(۱) لیکن ہمیں تا حال اس کے کسی نسخے کا علم نہیں ہے۔

۲۔ مثنوی اسرار

شاہ درگاہی کے ہمراہ پندرہ سال قیام کے دوران آپ نے یہ مثنوی لکھی (۲) جس کا زمانہ ۱۲۱۱ تا ۱۲۲۶ھ ہے، اس مثنوی کا موضوع وحدت الوجود اور ولایت صغریٰ کا بیان ہے، اس کے کسی بھی نسخہ کا تا حال علم نہیں ہے۔

۳۔ دیوان غزلیات

مذکورہ قیام کے دوران آپ نے اپنا یہ دیوان مدون کیا (۳)، معلوم نہیں کہ آپ کہ جو دداوین سنٹرل لائبریری، بھوپال میں ہیں کیا یہ دیوان ان میں شامل ہے یا

(۱) رافت: جواہر علویہ ۲۷۱ (۲) ایضاً ۲۸۲ (۳) ایضاً

Marfat.com

نہیں۔

۴۔ مراتب الوصول

مولف نے یہ رسالہ مولوی ولی اللہ سنبھلی کی درخواست پر لکھا، اس میں حضرت شاہ غلام علی کی مجالس کے مطابق علم سلوک کا بیان ہے، مولف نے اپنے قیام سرونج (۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء) کے دوران اسے مکمل کر کے اپنے شیخ کی خدمت میں ارسال کیا، جس پر آپ نے بڑی خوشنودی کا اظہار فرمایا اور اس پر ایک تقریظ بھی لکھی جو مولف نے خاتمہ کے طور پر آخر میں نقل کر دی ہے، اس کے خطی نسخے کتابخانہ خانقاہ مظہری، دہلی، کتابخانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور میں ہیں (۱)۔

۵۔ درالمعارف (ملفوظات شاہ غلام علی دہلوی)

آپ نے حضرت شاہ ابوسعید مجددی کی فرمائش پر اپنے شیخ کے ملفوظات کا یہ مجموعہ مرتب کیا اس کا آغاز روز سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۲۳۱ھ/ ۱۸۱۵ء سے ہوتا ہے اور روز یک شنبہ عید الفطر ۱۲۳۱ھ پر ختم ہوجاتے ہیں اور یہ مسلسل ہیں آخر میں کچھ ملفوظات ایسے بھی ہیں جن پر جامع نے اس وقت تاریخ درج نہیں کی تھی، ایسے فرمودات کو آپ نے آخر میں یکجا کر دیا ہے، جس میں جمادی الثانی ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء تک کے مندرجات ہیں یہ مجموعہ صوفیہ میں بہت مقبول رہا ہے اس کا فارسی متن کئی بار چھپ چکا ہے اس کے اُردو تراجم میں سے جناب عبداللہ، مطبوعہ گجرات،

(۱) نوشاہی، سید عارف: فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی کتابخانہ مرکزی دانش گاہ پنجاب ۱/ ۲۱۹، یہی رسالہ صادقہ مصدقہ کے نام سے کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد میں ہے (فہرست مشترک ۳/ ۱۹۶۸ء) اور دانش گاہ پنجاب لاہور میں بھی ہے (نوشاہی: فہرست فارسی/ ۴۳) تیسرا نسخہ، کتاب خانہ رضا، رام پور میں ہے (فہرست فارسی ۱/ ۲۸۳)

Marfat.com

جناب عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری، لاہور اور جناب نذیر رانجھا، راولپنڈی سے طبع ہو چکے ہیں۔

۶۔ ملفوظات شاہ غلام علی دہلویؒ

حضرت شاہ رؤف احمد رافت نے درالمعارف کے بعد آپ کی سات مجالس کے سخنان ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۳۶ھ تا ۲ جمادی الاول ۱۲۳۶ھ کو دارالمعارف کے جز یا تتمہ کے طور پر لکھے تھے، عزیزی ڈاکٹر سیّد عارف نوشاہی نے اس پر ایک مفصل مقدمہ لکھ کر اپنے مجموعہ مقالات نقدعمر ۴۲۱۔۴۱۰ میں خطی نسخہ کا عکس شامل کر دیا ہے جو فارسی نثر میں ہے، پھر جناب ڈاکٹر معین نظامی نے (مجلہ) سفینہ شمارہ ۳، ۱۳۸۴ش (شعبہ فارسی) اورینٹل کالج، لاہور میں مرتب شکل میں شائع کیا ہے۔

۷۔ مکاتیب شریفہ

یہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے ۱۲۵ مکتوبات کا مجموعہ ہے جسے شاہ رؤف احمد نے ۱۲۳۱ھ/ ۱۸۱۵ء کو مرتب کیا، اس کا خطی نسخہ بخط شاہ رؤف احمد، مکتبۃ الملک عبدالعزیز (ذخیرۂ شیخ الاسلام عارف حکمت) مدینہ منورہ میں ہے اس کا ایک انتخاب خواجہ غلام محی الدین قصوری (ف ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء) نے کیا تھا جو ان کے ذخیرہ، مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد میں ہے مکاتیب شریفہ، صوفیہ میں بہت ہی معروف و مقبول رہا ہے اور اس کا فارسی متن بھی کئی بار طبع ہوا ہے اُردو ترجمہ جناب محمد نذیر رانجھا نے کیا، جو خانقاہ سراجیہ، کندیاں، ضلع میانوالی سے چھپ چکا ہے۔

۸۔ جواہر علویہ

یہ نقشبندی مشائخ کا تذکرہ ہے آغاز میں حضرت شاہ رؤف احمد رافت نے

Marfat.com

اپنے شجرۂ طریقت نقشبندیہ کے مشائخ کے مختصر حالات لکھے ہیں کتاب کا آخری نصف حصہ اپنے شیخ طریقت حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے احوال ومناقب، ملفوظات اور احوال خلفاء کا تذکرہ بڑے دل نشین اسلوب میں لکھا ہے، کتاب کے آخر میں اپنے خودنوشت حالات بھی تحریر کئے ہیں۔

اس کتاب کا فارسی متن تاحال شائع نہیں ہوا ہے، اس کا وہ نسخہ جو خود مولف نے اپنے خالہ زاد بھائی حضرت شاہ ابوسعید مجددی کو خانقاہ مظہری، دہلی میں بھیجا تھا وہ اب تک وہاں محفوظ ہے(۱)۔ دوسرا نسخہ مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ(۲) میں ہے، اس کا ایک غیر مربوط اور محرف سا اُردو ترجمہ، مترجم نامعلوم لاہور سے اللہ والے کی قومی دکان سے حدود ۱۹۳۵ء کو طبع ہوا تھا۔

۹۔ مکتوبات حضرت شاہ رؤف احمد

مرتب نامعلوم، یہ فارسی نثر میں ہیں، جو مطبع مجتبائی لکھنو سے ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ میں طبع ہوئے تھے، کل صفحات ۱۲۴ ہیں۔(۳)

۱۰۔ مجموعۂ ادعیہ ماثورہ

اس میں مخصوص نمازوں مثلاً تہجد، اوابین، قیام اللیل، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ التسبیح وغیرہ کا بیان ہے کے علاوہ مختلف مسنون دعائیں بھی تحریر کی ہیں اس کا خطی نسخہ ذخیرۂ حکیم سید ظل الرحمن، اجمل خان طبیہ کالج، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ میں ہے۔(۴)

---

(۱) زید، ابوالحسن فاروقی: مقامات خیر ۲۳ (۲) نوشاہی، سیّد عارف: نقدعمر ۳۵۸

(۳) نوشاہی: کتاب شناسی آثار فارسی چاپ شدہ در شبہ قارہ ۱ / ۶۷۴

(۴) تصوف برصغیر میں (تصوف کے نادر مخطوطات) پٹنہ ۱۹۹۲ء ص ۵۵

Marfat.com

دیوان رافت: شاہ رافت کے شاگرد نساخ نے آپ کے سات دواوین کا ذکر کیا ہے، ان میں ایک فارسی اور باقی اُردو میں ہیں، ان میں سے مندرجہ ذیل مخطوطات سنٹرل لائبریری، بھوپال میں ہیں، جو ذخیرہ فوجدار محمد خان سے یہاں لائے گئے ہیں۔

۱۔ دیوان رافت: اس میں پانچ ہزار سے زیادہ اشعار ہیں صفحات ۵۲۰ ہیں۔

۲۔ کلیات رافت: اس میں تقریباً ۴ ہزار اشعار ہیں اور ۳۰۰ صفحات ہیں۔

☆ مثنوی زلیخائے ہندی، (بسال ۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۲ء) بفرمائش نواب معز محمد خان، یہ دو ہزار اشعار کی طویل مثنوی ہے۔

☆ مثنوی قصہ یہودی (بسال ۱۲۴۹ھ/ ۱۸۳۳ء) اس کے ایک ہزار اشعار ہیں۔

☆ رسالہ مولود، یہ میلاد شریف کے موضوع پر ہے، تقریباً پندرہ سو اشعار ہیں۔ (۱)

☆ فقہ ہندی، اس میں چھ سو اشعار ہیں۔ (۲)

☆ شاہ رؤف احمد نے اُردو نثر میں تین کتابیں لکھی تھیں یعنی:

☆ مرغوب القلوب فی معراج المحبوب (معروف بہ معراج نامہ) اس ایک قلمی نسخہ ترقی اُردو بورڈ، کراچی میں ہے۔ (۳)

☆ ارکان اسلام: یہ کتاب آپ کے پوتے شاہ ابو محمد نے ۱۲۹۷ھ کو مطبع نظامی، کانپور سے شائع کروادی تھی۔ (۴)

یقیناً ان کے علاوہ بھی شاہ رؤف احمد کی تالیفات ہوں گی، آپ کے شاگرد عبدالغفور نساخ نے لکھا ہے کہ ہر فن میں ان سے کئی ایک رسالے یادگار ہیں (۵)

---

(۱) حامد رضوی: اردو ادب کی ترقی میں بھوپال کا حصہ۔ ص ۱۱۶۔ ۱۲۴

(۲) ایضاً

(۳) قادری، محمد ایوب: اردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ، ص ۴۴۶، ۴۵۴ (۴) ایضاً

(۵) نساخ: سخن شعراء ۱۷۸

Marfat.com

رضا لائبریری رام پور میں سلوک العارفین اور شراب رحیق نام کی دو کتابیں ہیں جن کے متعلق ڈاکٹر محمد ایوب قادری (۱) اور احمد علی شوق نے لکھا (۲) ہے کہ وہ شاہ رؤف احمد کی تصانیف ہیں لیکن رضا لائبریری کے مخطوطات فارسی کی جو فہرست شائع ہوئی ہے اس میں انہیں شاہ رؤف ہوئی ہے اس میں انہیں شاہ رؤف احمد کے استاد حضرت شاہ سراج احمد مجددی کی تصانیف لکھا گیا ہے۔ (۳)

تفسیر رؤفی (تفسیر مجددی): حضرت شاہ رؤف احمد رافت نے قرآن مجید کی یہ تفسیر اُردو نثر میں دو ضخیم جلدوں میں لکھی تھی، آپ نے اس کی تالیف کا آغاز ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۳ء کو کیا اور ۱۱ ذیقعد ۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۳ء میں مکمل کر لی، شاہ رافت نے مندرجہ ذیل مصرع سے اس کی تاریخ تکمیل اخذ کی ہے:

"تفسیر قرآن بہندی زبان ہے۔" (۱۲۴۸ھ)

حضرت مولف نے ابتداء میں اس کے اغراض و مقاصد کی اس طرح وضاحت کی ہے:

"سمجھ لیجئے کہ اس تفسیر میں جو معانی مسطور ہوں گے ان شاء اللہ کتب تفسیر سے یا بعضے جا مناسب مقام کے احادیث صحیحہ سے یا کہیں کہیں مسائل موافق آیۂ شریف کے کتب فقہ معتبرہ سے مذکورہ ہوں گے، کہیں دخل اپنے ذہن فہم کا نہ ہوگا مگر اتنا کہ عبارت عربی اور فارسی کو زبان ریختہ میں بیان کرنا اور جس مقام پر کلام نظم لانا وہ البتہ اپنی ہی طبع ناقص سے موزون بنانا ہوگا، کوئی شعر ہندی کے شاعر کا کہیں نہ لایا جائے گا اور مقام تصوف میں کتب معتبرہ صوفیہ سے نقل کیا جائے گا۔"

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

---

(۱) قادری: ایضاً ۴۴۵

(۲) شوق: احمد علی: تذکرہ کاملان رام پور، ۱۴۶

(۳) فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی ۱/ ۲۷۸

Marfat.com

۱...... شاہ رؤف احمد نے تفاسیر معتبر سے اخذ واقتباس کیا ہے

۲...... احادیث صحیحہ سے بھی استفادہ کیا ہے

۳...... کتب فقہ بھی پیش نظر رہی ہیں۔

۴...... کتب تصوف سے بھی استفادہ کیا ہے۔

۵۔ اس میں جہاں بھی اُردو (ہندی) اشعار نقل ہوئے ہیں وہ صرف حضرت مؤلف رافت کے طبع زاد ہیں۔(۱)

اس میں مولف نے اردو کو ریختہ اور ہندی لکھا ہے۔

(مؤلف کا طرز بیان) سادہ بھی ہے اور عام فہم بھی البتہ لفظوں کی تقدیم وتاخیر کسی قدر عبارت کو الجھا دیتی ہے لیکن یہ عیب اس دور کے اچھے لکھنے والوں کے یہاں بھی پایا جاتا ہے۔(۲)

تفسیر رؤفی کا ایک ایڈیشن (نامی پریس بمبئی) سے ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء کو طبع ہوا تھا، پھر اس کے مزید دو ایڈیشن اسی مطبع سے شائع ہوئے، اسی قدیم طباعت کی عکسی اشاعت ۲۰۱۲ء کو الحقائق فونڈیشن، لاہور سے ہوئی۔

---

(۱) قادری، محمد ایوب: اردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ ۴۵۴۔۴۵۵ (بہ تغیر قلیل)

(۲) رضوی، سلیم حامد: حوالہ مذکورہ ۱۴۵، قادری محمد ایوب: حوالہ سابقہ ۴۵۷

Marfat.com

حضرت مولانا خالد کردی رومیؒ

آپ کے خلفاء میں سے جو شہرت وقبول عام مولانا خالد کردی کو حاصل ہوا وہ دوسرے خلفاء کو کم نصیب ہوا، آپ بجا طور پر فرماتے تھے:

> یہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خوش قسمتی تھی کہ انہیں حضرت امام ربانیؒ جیسا خلیفہ ملا اور یہ حضرت امام ربانیؒ کی خوش نصیبی تھی کہ انہیں شیخ آدم بنوڑی جیسا خلیفہ میسر آیا اور یہ میری خوش بختی ہے کہ مجھے مولانا خالد جیسا خلیفہ ملا۔(۱)

حضرت مولانا ضیاء الدین خالد شہرزوری اشعری شافعی نقشبندی مجددی قادری سہروردی کبروی چشتی نے اپنے وطن شہرزور کردستان میں تمام مروجہ علوم کی تحصیل کی، اساتذہ کرام میں سے اس وقت کے اجل علماء کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔(۲)

مولانا خالد نے حدیث کی پچاس کتب کی سند حاصل کی تھی۔(۳)

علمائے ہند میں سے صرف حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی تعریف کیا کرتے تھے(۴) اور ان سے صحاح ستہ کی اجازت بھی لی تھی، طلب شیخ کامل کی آرزو ہروقت رہتی تھی، حج بیت اللہ کے ارادہ سے نکلے ادائے مناسک کے بعد شام پہنچے اس سفر میں آپ اکابر علماء ومشائخ سے ملے لیکن تشفی نہ ہوئی پھر سلیمانیہ آئے تو وہاں حضرت شاہ غلام علی کے معتقدین میں سے ایک سیاح بزرگ مرزا رحیم اللہ بیگ(۵) ان سے ملنے کے لئے گئے تو مولانا خالد نے مرشد کامل کی عدم موجودگی کی شکایت کی،

---

(۱) ملفوظات چہل روزہ

(۲) محمد بن عبداللہ الخانی الخالدی: البہجۃ السنیہ فی آداب الطریقۃ الخالدیہ، مصر، ۱۳۱۳ھ ص ۷۸

(۳) شاہ عبدالغنی مجددی: ضمیمہ مقامات مظہری ص ۱۷۰

(۴) ایضاً (۵) ایضاً

Marfat.com

مرزا رحیم اللہ بیگ نے حضرت شاہ صاحب کا غائبانہ تعارف کروایا جس سے مولانا بہت متاثر ہوئے اور درس و تدریس ترک کر کے ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں دہلی جانے کے لئے طویل سفر کا آغاز کیا، تہران (ایران) پہنچ گئے اور ایران کے دیگر بلاد سے ہوتے ہوئے بسطام، خرقان، سمنان اور نیشاپور میں اولیائے کرام کے مزارات کی زیارت کی طوس اور مشہد میں رہے یہاں سے ہرات (افغانستان) قندھار، کابل اور دارالعلم پشاور پہنچے وہاں سے لاہور آئے یہاں شیخ ثناء اللہ نقشبندی (۱) سے ملاقات کی، انہوں نے بھی اپنے شیخ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے ملاقات کی ہدایت کی۔

چنانچہ اس سارے سفر میں مولانا خالد کا ایک سال صرف ہو گیا اور مولانا ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء کو حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں دہلی پہنچے (۲)۔ آب کشی کی خدمت اپنے ذمہ لی اور نو ماہ تک آپ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں رہے آپ نے مولانا کے حال پر بہت مہربانی فرمائی اور آپ نے بہت جلد سلوک کی تمام منازل طے کر کے قطبیت کی بشارت لی، شاہ عبدالغنیؒ نے لکھا ہے:

"بعد عنایات از خلافت بهره ور فرمودند تا مزار حضرت شیخ محمد عابد وداع ایشان کرده به خدا سپردند گویند حضرت به وقت رخصت قطبیت آں دیار عنایت فرموده بودند۔" (۳)

---

(۱) شیخ ثناء اللہ نقشبندی مقیم لاہور کے بارے میں لکھا ہے "العالم النحریر والولی الکبیر اخوشیخه فی الطریقه والانابته الی مولاه الشیخ المعمر المولی ثناء الله النقشبندی (بهجة السنیة ص ۸۰)

(۲) محمد بن عبداللہ خالدی: بهجة السنیة ص ۸۰

(۳) عبدالغنی مجددی، شاہ: ضمیمہ مقامات مظہری ص ۱۷۰

Marfat.com

مولانا وہاں سے اپنے وطن سلیمانیہ کے لئے روانہ ہوئے بلادِ ایران شیراز، یزد اور اصفہان غرض ہر مقام پر آپ نے فریضہ اعلاء کلمۃ الحق جاری رکھا ایران کے بلاد مذکورہ میں روافض کے ساتھ مباحث ہوئے وہ آپ کے دلائل سے لاجواب ہو گئے اور آپ کو قتل کرنے کے لئے حملہ کیا لیکن آپ خدا کے فضل وکرم سے بچ گئے اور ۱۲۲۶ھ/۱۸۱۱ء میں اپنے وطن سلیمانیہ پہنچے جہاں معززین نے آپ کا استقبال کیا۔(۱)

شاہ عبدالغنیؒ نے لکھا ہے کہ جو کوئی بھی آپ کے بارے میں بدظنی رکھتا تھا اس کی شکل آپ کو خنزیر کی مثل نظر آتی تھی۔(۲)

مولانا خالد کی بدولت نقشبندی سلوک کا دیارِ عرب میں بہت رواج ہوا، یہاں تک کہ ایک ہزار صاحب تصانیف علماء آپ کے حلقہ بگوش ہو کر ہمہ وقت سامنے کھڑے رہتے تھے، آپ کے قیام بغداد ۱۲۲۸ھ/ ۱۸۱۳ء کے دوران کی مقبولیت کا یہ عالم تھا:

> صد کس عالم متبحر صاحب تصانیف از یاران این فقیر قابل اجازت گردیده اندو پانصد کس از اکابر علماء داخل طریقه شده اند و تعداد عوام و خواص مردمان که بیعت نموده اند چه بیان آید'(۳)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ ایک ہزار عالم متبحر داخل طریقہ ہوکر میرے

---

(۱) محمد بن عبداللہ: بہجۃ السنیۃ ص ۸۳

(۲) عبدالغنی، مجددی شاہ: ضمیمہ مقامات مظہری ص ۱۷۰

(۳) عریضۂ مولانا خالد مشمولہ درالمعارف ص ۷۰ حضرت مولانا کے نام حضرت شاہ صاحب کے مفصلہ ذیل مکتوبات ملتے ہیں: مکتوب نمبر ۳۳، ۳۸، ۱۱۰

Marfat.com

سامنے دست بستہ کھڑے ہیں اور ایک لاکھ مردمان مجھ سے بیعت ہو چکے ہیں:

مولانا درآن دیار اظہار ساخت کہ قریب ہزار مردمان حلقہ ارادت بگردن اخلاص نہادہ اند و دست بیعت بہ دامن مولانا زدہ اندویک ہزار عالم متبحر داخل طریقہ شدہ و دست بستہ پیش مولانا ایستادہ اند (۱)

مولانا عربی، فارسی اور ترکی میں شعر بھی کہتے تھے، حضرت شاہ غلام علیؒ نے مولانا کے اشعار کو مولانا جامیؒ کے ابیات سے مناسبت دی تھی، شاہ عبدالغنی نے مولانا کے قصائد در مدح حضرات نقشبندیہ کو فردوسی و فرزوق پر سبقت دی ہے:

"اشعار فارسی و عربی شان در سلالۃ نظم گوی سبقت از فردوسی و فرزدق بردہ بود حضرت ایشان (شاہ غلام علی) اشعار ایشان بعارف جامی مناسبت می فرمودند" (۲)

مولانا کی تصانیف میں سے ایک فارسی دیوان، ترکی سے ۱۹۵۵ء میں شائع ہو چکا ہے اور ترکی دیوان ۱۲۶۰ھ میں استنبول سے طبع ہوا تھا جو عکسی طور پر وہاں سے کئی بار چھپ گیا ہے۔

نیز مولانا کے چند فارسی رسائل کا بھی سراغ ملا ہے جن کا مجمل تعارف ملاحظہ ہو۔

۱......رسالہ اعتقادیہ، قلمی مخزونہ کتابخانہ عارف حکمت، مدینہ منورہ (۳)

۲......دیگر رسالہ فارسی قلمی مخزونہ کتابخانہ مذکور (۴)

---

(۱) درالمعارف ص ۱۰۸ (۲) عبدالغنی مجددی: ضمیمہ مقامات مظہری ۱۷

(۳) عزیز اللہ عطاردی قوچانی: فہرست مخطوطات فارسی مدینہ منورہ، تہران ۱۳۴۶ ش، شمارہ فہرست ۳۹۸

(۴) ایضاً شمارہ فہرست ۴۱۰

Marfat.com

۳...... شجرات منظوم طریقۂ نقشبندیہ، قلمی مخزونہ کتابخانہ مرکزی و مرکز اسناد، دانش گاہ تہران، شمارہ ۳۲۴۳۴ اس مجموعہ میں مولانا خالد کے منظومہ شجرات کے علاوہ بھی مولانا کے اشعار فارسی موجود ہیں یہ مجموعہ ہم نے خود اپنے قیام تہران (جولائی ۱۹۷۶ء) کے دوران دیکھا ہے۔

۴......سلسلۂ طریقۂ نقشبندیہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۶۰ء، صفحات ۴۱۵(۱)

دیگر تصانیف شرح مقامات حریری، فرائد الفوائد (شرح حدیث جبریل) جالیۃ الاکدار، العقور الجوہری فی الفرق بین کسی الماتریدی والاشعری، شرح اطباق الذہب (مصنفہ جاراللہ الزمخشری) مع ترجمہ لغت فارسیہ، تعلیقات حاشیہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی علی الخیالی، حاشیہ علیٰ جمع الفوائد من الحدیث، حاشیہ علی النہایہ فی فقہ الشافعی، رسالہ فی اثبات الرابطہ، رسالہ فی آداب الذکر، رسالہ فی آداب المرید (مطبوعہ روس) حاشیہ تمہ سیالکوٹی لحاشیہ عبدالغفور علی الجامی، شرح عقائد العضدیہ، مکتوبات خود (۲)

مولانا خالد کے حالات پر متعدد کتب عربی میں لکھی گئی ہیں، مولانا کی زندگی میں ان کے خلیفہ شیخ حسین الدوسری نے الاساور العسجد فی المآثر الخالدیہ کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی (۳) علامہ شامی نے بھی مولانا کے مناقب میں ایک کتاب سل الحسام الہندی لنصرۃ مولانا خالد النقشبندی کے نام سے لکھی تھی (۴)۔تذکار الرجال مؤلفہ عبدالکریم مدرسی، مطبوعہ بغداد ۱۹۷۹ء میں مولف نے مولانا خالد کے احوال پر ۱۹ کتب کا ذکر کیا ہے اور مولانا خالد کی ۲۷ تصانیف کا تعارف بھی کروایا ہے، آپ

---

(۱) Storey: Persian Literature, Vol.1, part II p.1064

(۲) محمد زاہد بن حسن الدورجوی: ارغام المرید، مطبوعہ الیشیق کتابوی، ترکی ۱۹۷۷ء ص ۸۳۔۸۴

(۴) محمد بن عبداللہ خالدی: بہجۃ السنیہ ۹۲

(۳) یہ کتاب رسائل شامی مطبوعہ، سہیل اکیڈمی، لاہور میں شامل ہے

Marfat.com

کے مکاتیب بھی دیئے ہیں، مہیند خت معتمدی نے بھی مولانا خالد نقشبندی و پیران او کے نام سے ایک کتاب تہران سے ۱۳۶۸ ش کو شائع کی۔

مولانا خالد نے حضرت شاہ صاحب کی وفات ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء کے دو سال بعد وبائے طاعون میں ۱۲۴۲ھ/ ۱۸۲۶ء میں شہادت پائی۔(۱)

مولانا سیّد اسمٰعیل مدنیؒ

انہوں نے مولانا خالد سے بیعت کی اور اجازت حاصل کر کے سرگرم القا ہوئے، خواب میں حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ دہلی جا کر شاہ غلام علیؒ سے باطنی فیض حاصل کرو چنانچہ مولانا مدنی، حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نسبت مجددیہ حاصل کی، اجازت و خلافت سے مشرف ہو کر وطن واپس گئے۔

ایک مرتبہ حضرت شاہ رؤف احمد رافتؒ کے ہمراہ جامع مسجد دہلی میں تبرکات کی زیارت کیلئے گئے تو فرمایا کہ یہاں سے ظلمت ظاہر ہوتی ہے تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہاں واقعی بت پرستوں کی تصاویر تھیں۔(۲)

شاہ غلام علیؒ کے دیگر خلفاء

۱۔ حافظ عبدالرحمن مجددی (جالندھری) ۲۔ مولانا بشارت اللہ (بہڑائچی)
۳۔ مولوی کرم اللہ ۴۔ میر طالب علی مشہور بہ مولوی عبدالغفار
۵۔ محمد حسن ۶۔ سید احمد کردی
۷۔ سیّد عبداللہ مغربی ۸۔ مرزا رحیم بیگ موسوم بہ محمد درویش عظیم آبادی

(۱) عبدالغنی مجددی: ضمیمہ مقامات مظہری ۱۷۸

(۲) رافت: رؤف احمد: جواہر علویہ ۱۴۱۔۱۴۲، شاہ عبدالغنی: ضمیمہ مقامات مظہری ۱۷۹

Marfat.com

۹۔ ملا پیر محمد ۱۰۔ ملا گل محمد غزنوی

۱۱۔ مولوی ہراتی (مولوی محمد جان قندھاری) ۱۲۔ ملا محمد منیر

۱۳۔ مولوی ولی اللہ ۱۴۔ مولوی محمد عظیم

۱۵۔ مولوی شیر محمد ۱۶۔ مولوی نور محمد

۱۷۔ مولوی محمد جان (شیخ الحرم) ۱۸۔ میر نقش علی

۱۹۔ میاں احمد یار ۲۰۔ مرزا مراد بیگ

۲۱۔ مرزا عبدالغفور ۲۲۔ میاں فخر الدین قادری

۲۳۔ محمد سرور خان ۲۴۔ میاں شیخ خلیل الرحمن (۱)

شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے خلفاء کے باب میں ان اصحاب کے اسمائے گرامی کا اضافہ کیا ہے۔(۲)

۲۵۔ مولوی عبدالرحمن شاہجہان پوری (ص ۱۷۹)

۲۶۔ سید احمد کردی (پہلے مولانا خالد سے پھر شاہ صاحب سے)

۲۷۔ محمد منور (امام مسجد اکبر آبادی) ص ۱۸۲

۲۸۔ میاں محمد اصغر (ف ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء) ص ۱۸۲

۲۹۔ میاں قمر الدین پشاوری ص ۱۸۳

۳۰۔ محمد شیر (از ولایت افغاناں) ص ۱۸۳

ان کے علاوہ شاہ صاحب کے بہت سے خلفاء تھے جو نہ صرف ہندوستان بلکہ عرب و عجم میں مصروف تلقین و ارشاد تھے، مولانا سید ابوالقاسم ہسوی (ف ۱۲۶۶ھ/ ۱۸۵۰ء) کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ شاہ صاحب کے جلیل القدر خلیفہ تھے (۳)

(۱) یہ فہرست جواہر علویہ ۲۳۸۔ ۲۴۴ سے ماخوذ ہے

(۲) عبدالغنی، شاہ: ضمیمہ مقامات مظہری صفحات ۱۷۹، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳

(۳) وحید، واحد علی: پشت نامہ ہسوہ، بہرائچ ۱۹۲۹ء، ص ۹ نزہۃ الخواطر ۷/ ۱۹

Marfat.com

اوران کے فرزند شاہ عبدالسلام، شاہ احمد سعید کے خلیفہ تھے۔

۳۱۔ حافظ محمد سعید مؤلف احوال ومقامات حضرت مظہر

۳۲۔ سید ابوالقاسم ہسوی

۳۳۔ سیّد حسن بن محی الدین بٹالویؒ

۳۴۔ مولانا ہدایت احمد (والد مولانا رشید احمد گنگوہی، ارشاد المسترشدین ص ۱۷۳

۳۵۔ قاری امام الدین نخشبی امروہوی

۳۶۔ مولوی کرم اللہ بن شیخ مصدق الدین (محرک تالیف تفسیر عزیزی)

۳۷۔ حافظ عبدالحی امروہوی

۳۸۔ حافظ خلیل احمد مضطرب یحیوی مجددی

۳۹۔ شیخ قاسم ہندی

۴۰۔ شیخ عبداللہ باجوڑی

۴۱۔ اخوند جان محمد (والد ماجد شاہ عبدالعلیم لوہاروی)

۴۲۔ شاہ سعد اللہ حیدرآبادی

۴۳۔ ملا ولی محمد توخی قندھاری

Marfat.com

تصانیف حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

اب تک آپ کے احوال و آثار پر مفصل اور تحقیقی کام نہیں ہوا ہے اور کسی نے آپ کی تالیفات کی تلاش و جستجو تا حال نہیں کی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے رسائل خلفاء و مریدین نقل کر کے لے گئے اور ان کی نقلیں یا اصل مسودات بہت کم محفوظ رہے۔

راقم کو اب تک آپ کی جتنی تالیفات، رسائل اور ملفوظات و مکتوبات کا علم ہوا ہے ان کا اس وقت مجمل سا تعارف کروایا جا رہا ہے:

۱...... مقامات مظہری

۲...... ایضاح الطریقت

۳...... احوالِ بزرگان

۴...... رسالہ دَر ذکر مقامات و معارف وواردات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ

۵...... رسالہ طریق بیعت واذکار

۶...... رسالہ دَر طریقہ شریفہ شاہ نقشبند

۷...... رسالہ سطری چند از احوال شاہِ نقشبند

۸...... رسالہؑ اذکار

۹...... رسالہ مراقبات

۱۰...... رسالہ دررد اعتراضات شیخ عبدالحق دہلویؒ بر حضرت مجددؒ

۱۱...... رسالہؑ دیگر دررد مخالفین حضرت مجدد الف ثانیؒ

۱۲...... رسالہ مشغولیہ

۱۳...... کمالات مظہری

۱۴...... سلوک راقیہ نقشبندیہ؟

۱۵...... مکاتیب شریفہ

Marfat.com

۱۶......درالمعارف ۱۷......ملفوظات شریفہ

مقاماتِ مظہری

حضرت شاہ غلام علیؒ کی تالیفات میں یہ سب سے مشہور اور اہم کتاب ہے، اس میں حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہیدؒ کے ملفوظات، مکتوبات، معمولات اور خلفاء کے احوال بھی شامل ہیں۔

یہ کتاب مندرجہ ذیل اٹھارہ فصول پر مشتمل ہے:

اول......درذکر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ

دوم......ذکر سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ

سوم......ذکر مجمل احوال مشائخ اربعہ حضرت میرزا مظہر یعنی سیّد نور محمد بدایونی، حاجی محمد افضل سیالکوٹی، حافظ سعد اللہ اور حضرت محمد عابد سنامیؒ

چہارم......ذکر نسب وولادت حضرت مظہر

پنجم......ذکر استفادہ حضرت مظہر از حضرت نور محمد بدایونیؒ

ششم......ذکر استفادہ حضرت ایشان از حضرت حاجی محمد افضلؒ

ہفتم......ذکر استفادہ حضرت ایشان از حضرت حافظ سعد اللہؒ

نہم......ذکر مقدماتی کہ دلالت بر امتیاز حضرت مظہر بر اہل زمان

دہم......ذکر تاثیر صحبت شریف حضرت ایشان

یازدہم......ترک و زہد و اوصاف حضرت ایشان

دوازدہم......ملفوظات حضرت ایشان

سیزدہم......نصائح حضرت ایشان

چہاردہم......مقامات حضرت ایشان

Marfat.com

پانزدہم...... مکشوفات وتصرفات

شانزدہم...... انتقال حضرت ایشان

ہفت دہم...... خلفاءِ حضرت ایشان

ہژدہم...... بعضی مکاتیب شریفہ حضرت ایشان

کتاب کے مختلف اندرونی شواہد کی بنا پر اس کا سالِ تالیف حدود ۱۲۱۱ھ/ ۱۷۹۶ء قرار دیا جاسکتا ہے(۱)

حضرت مصنف نے اپنی اس کتاب کا کوئی نام تجویز نہیں کیا تھا، کتاب کے مقدمہ میں ہے:

"این رسالہ ایست مختصر و منتخب از کتاب مستطاب کہ صاحب کمالات و معارف دستگاہ حضرت مولوی نعیم اللہ در احوال سیدنا و مرشدنا... شمس الدین حبیب اللہ میرزا جان جاناں و احوال خلفاء ایشان نوشتہ منت بر دل و چشم مخلصان نہادہ اند"

چنانچہ اس کے طبع اوّل (۲) کے سرورق پر بھی اس کا کوئی نام درج نہیں ہے بلکہ صرف اسے "رسالہ شریفہ در بیان حالات و مقامات حضرت شمس الدین حبیب اللہ میرزا جانِ جاناں مظہر شہید قدس سرہ" تحریر ہے۔

شاید حضرت شاہ رؤف احمد رافتؒ کے بیان کی بنیاد پر اس رسالہ کو مقامات مظہری کا نام دیا گیا ہے کیوں کہ انہوں نے جواہر علویہ میں اس کا یہی نام لکھا ہے۔(۳)

پھر مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۲ء میں مقامات مظہری کے نام سے طبع

---

(۱) مقامات مظہری، مقدمہ ص ۱۷۱ (۲) مطبوعہ مطبع احمدی، دہلی ۱۲۶۹ھ

(۳) رافت، رؤف احمد: جواہر علویہ ص ۱۳۵

Marfat.com

ہوئی۔

اس کا اُردو ترجمہ لطائف خمسہ یا مقامات مظہری کے نام سے طبع ہوا جسے فضل الدین نے لاہور سے شائع کیا، دوسرا اردو ترجمہ ہمارے مفصل مقدمہ اور حواشی کے ساتھ چار مرتبہ طبع ہو چکا ہے۔

حضرت شاہ غلام علیؒ نے کتاب کے دیباچہ میں وضاحت نہیں فرمائی ہے کہ یہ کتاب مولانا نعیم اللہ بہڑائچی کی کس تصنیف کی تلخیص ہے اور جو کچھ خود یاد تھا وہ اس میں اضافہ کیا ہے، دراصل یہ بشارات مظہریہ کی تلخیص ہے۔

مقامات مظہری میں بے شک ایسے اضافات حضرت مصنف نے کیے ہیں کہ حضرت میرزا مظہرؒ کے حالات پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سب سے مفصل و جامع ماخذ کی حیثیت اختیار کر گئی ہے، اسے بلاتردد بشارات مظہریہ کا نہایت مفید تکملہ کہہ سکتے ہیں، اس کی دونوں فارسی اشاعتوں اور اردو ترجمہ کے ساتھ ایک نہایت مفید ضمیمہ کا بھی اضافہ ہے یہ ضمیمہ شاہ عبدالغنی مجددیؒ کا نوشتہ ہے جس میں انہوں نے حضرت مصنف (شاہ غلام علی) کے حالات مختصر طور پر تحریر کیے ہیں۔

ایضاح الطریقت

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے اصول، اذکار اور اصطلاحات پر حضرت شاہ غلام علیؒ نے یہ رسالہ لکھا ہے، اس کا سال تالیف ۱۲۱۲ھ/۱۷۹۷ء ہے۔

دورِ آخر میں سلسلہ نقشبندیہ میں اس رسالہ کو جو مقبولیت حاصل ہوئی دیگر کتب و رسائل کو حاصل نہیں ہو سکی، آپ نے اس رسالہ میں عام فہم انداز میں طریقہ شریفہ کے اشغال اس طرح بیان فرمائے ہیں کہ مبتدی و منتہی سبھی مستفید ہو سکتے ہیں، فرماتے ہیں:

Marfat.com

بعد حمد و صلوۃ فقیر عبداللہ عرف غلام علی عفی عنہ گزارش می نماید کہ بیست و دو سالہ بودم کہ ہدایت و عنایت بے غایت الٰہی سبحانہ شامل حال این فقیر گردیدہ بجانب فیض مآب ... حضرت میرزا جان جاناں قدس سرہ العزیز رسانید ... این مسکین بذکر و شغل باطنی از حضرت ایشان تلقین یافتہ برین طریقہ مواظبت نمودم و پانزدہ سال اقتباس انوار صحبت حلقہ ذکر و توجہ و مراقبہ حضرت ایشان داشتیم و بہ یمن توجہات روح افزای حضرت ایشان مناسبتی بہ حالات و واردات این طریقہ علیہ بہمرسید و ادراک و جدان کیفیات و مقامات و اصطلاحات آن واصل شد ... این ایام کہ سنہ ہجری مقدس ہزار و دو صد و دوازدہ است بہ تکلیف بعضی از عزیزان ایں چند فوائد از کلام مبارک حضرت خواجگان نقشبندیہ و اکابر مجددیہ التفات نمودہ جمع کردہ آمد......الخ

یہ رسالہ متعدد مرتبہ چھپ چکا ہے رسائل سبعہ سیارہ مطبوعہ مطبع علوی ۱۲۸۴ھ میں بھی شامل ہے، حضرت شاہ رؤف احمدؒ نے جواہر علویہ میں درباب تحریرات حضرت شاہ صاحب میں اس رسالہ کو نقل کیا ہے نیز آپ کے مکاتیب شریفہ میں بھی اس رسالہ کا متن محفوظ ہے، حکیم عبدالمجید سیفی مرحوم نے اس رسالہ کو علیحدہ کتابی صورت میں شائع کیا تھا۔

متعدد قلمی نسخے بھی مختلف کتب خانوں میں ملتے ہیں۔

Marfat.com

محمد تقی دانش پژدہ فہرست ساز مخطوطات دانش گاہ تہران (۱۳/ ۳۲۱۳) نے اس رسالہ کو متعارف کرواتے ہوئے حضرت شاہ صاحب کا اسم گرامی غلام علی باطنی لکھ دیا ہے، جس سے قاری یہ تصور کرے گا کہ آپ کا تعلق خدانخواستہ فرقہ باطنیہ سے تھا، دانش پژدہ صاحب سے یہاں فاش غلطی ہوئی ہے، نیز انہوں نے اس رسالہ کا نام بھی آداب و اذکار فرض کرلیا ہے حالانکہ رسالہ کے آخر میں اس کا نام واضح طور سے ایضاح الطریقہ لکھا ہوا ہے یہ رسالہ جس مجموعہ (شمارہ ۴۲۴۳) میں ہے ہم نے اپنے قیام تہران ۱۹۷۶ء کے دوران بغور دیکھا ہے۔

احوالِ بزرگان

اس رسالہ میں حضرت مصنف نے حضرت غوث الثقلین ، حضرت شہاب الدین سہروردی، حضرت نجم الدین کبریٰ ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی ، حضرت خواجہ قطب الدین، حضرت شیخ فرید الدین، حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت مخدوم علاء الدین صابر، حضرت شاہ نقشبند، حضرت خواجہ عطار، حضرت خواجہ پارسا، حضرت خواجہ احرار، حضرت خواجہ محمد باقی باللہ اور حضرت مجدد الف ثانی مع اولاد حضرت مجددؒ کے حالات نہایت مختصر طور پر لکھے ہیں۔

ابتداء

بسم اللہ الرحمن الرحیم در طریقہ مجددیہ اصطلاحات بسیار است مشتمل است برفیوض خاندان قادریہ و سہرورویہ و کبرویہ و چشتیہ و نقشبندیہ رحمهم اللہ علیہم دوسہ ورق در احوال کبریٰ از طرق نوشتہ شد کہ وسیلہ و افتخار این بے مقدار کرد...... الخ

Marfat.com

اس رسالہ کے آخر میں آپ نے حضرت مولانا خالد کردی کا آپ سے استفادہ کرنے کا بھی ذکر ہے، جیسا کہ ہم نے لکھا ہے کہ مولانا خالد ۱۲۲۵ھ کو دہلی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، جس سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ رسالہ ۱۲۲۵ھ کے بعد تالیف ہوا، فرماتے ہیں۔

خلفاء حضرت میرزا جانِ جاناں درین وقت بسیار شده حضرت مولانا خالد شهرزوری که طریقه نقشبندیه مجددیه ازیں لاشی کسب نموده در بلادِ بغداد و روم و شام وغیره اتباع این طریقه نموده جهانی را منور ساختند زیاده از هفت صد خلیفه دارد سید اسمعیل مدنی از حرمین الشریفین در این جا نزد این فقیر آمده بیعت در مجددیه بر دست این لاشی نموده بکسب مجددیه اجازت و خلافت رسیده این طریقه در انجامی نماید عریضه نوشته که علماء اکثر ازین طریقه منتفع شدند، اللہ اکبر (ورق ۱۷۲ب)

اس رسالہ کا ایک نسخہ جناب جی معین الدین، لاہور کے کتب خانہ میں ہے جس کا عکس ہمیں جناب ڈاکٹر ظہور الدین احمد کی وساطت سے ملا، جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

اس رسالہ کے ۱۷۴ اوراق ہیں تقطیع خرد ہے، آپ نے اس رسالہ کا کوئی نام نہیں لکھا، خاتمہ میں اس رسالہ کا موضوع احوالِ بندگان بتایا ہے

رسالہ در ذکر مقامات و معارف وواردات حضرت مجدد الف ثانی

اس کتاب میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (ف ۱۰۳۴ھ) کے

Marfat.com

حالات، مناقب، احوال اولاد و خلفاء زبدۃ المقامات اور حضرات القدس میں سے ملخصاً و منتخباً لکھے گئے ہیں، فرماتے ہیں:

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ سید المرسلمین محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین، اما بعد این رسالہ ایست مختصر در ذکر مقامات و معارف و واردات جناب فیض مآب امام ربانی مجدد الف ثانی ...... و این احوال صدق مآل آنحضرت منتخب است از برکات احمدیہ محمد ہاشم کشمی و حضرات القدس ملا بدرالدین سھرندی کہ ...از خلفائے عظام آنحضرت اند و در احوال آنحضرت آن ہر دو کتاب تحریر ساختہ، اول بیان طریقہ کبری دین کردہ می شود باز اند کی احوال مشائخ آنحضرت، بس شروع در مقصود نمودہ می آید و المولف فقیر عبداللہ معروف غلام علی عفی عنہ

لیکن حضرت مصنف نے اس میں ان دو مذکورہ مآخذ کے علاوہ بھی کتب کے حوالے دیئے ہیں اور بعض صدری روایات بھی درج فرمائی ہیں جن سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے۔

اس کے پیش نظر خطی نسخہ مملوکہ محترمہ پاشاہ بیگم بنت مولانا احمد حسین خان امروہوی مرحوم کے ۲۳۷ صفحات ہیں آخر میں حضرت مصنف کا وہ رسالہ بھی شامل ہے جو آپ نے مخالفین حضرت مجدد قدس سرہ کے رد میں تحریر فرمایا تھا جو رسائل سبعہ سیارہ میں بھی شامل ہے۔

اس نسخہ کے خاتمہ پر ایک یادداشت حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ کے

Marfat.com

دست مبارک سے تحریر ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا قصوریؒ نے ۵ ربیع الاوّل ۱۲۶۸ھ میں اس نسخہ کا تقابل اور تصحیح فرمائی ہے۔

اس کا دوسرا قلمی نسخہ خانقاہِ شریف مولوی غلام نبیؒ کے سجادہ نشین جناب مطلوب الرسول صاحب کے پاس ہے جو مولوی امام الدین مصنف مقامات طیبین کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

تیسرا نسخہ خانقاہِ موسیٰ زئی شریف میں موجود ہے۔

کتابخانہ آصفیہ حیدرآباد، دکن میں بھی غالباً یہی رسالہ ہے جس کا نام ''کرامات وارشادات مجدد الف ثانی'' قدس سرہ ہے۔(۱)

فہرست کتابخانہ آصفیہ میں اس رسالہ کی تفصیل درج نہیں ہے کہ جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ زیر بحث رسالہ کے علاوہ کوئی اور رسالہ ہے یا وہی ہے۔

رسالہ طریق بیعت واذکار

اس رسالہ شریفہ میں بیعت کی اقسام بیان کی گئی ہیں، ابتدا اس طرح سے کی ہے:

بعد حمد و صلوٰۃ دریابند کہ بیعت بہ معنی عہد کردن است و استوار بودن بر آن و معمول است در طریقہ عالیہ حضرات صوفیہ و آن سنت اصحاب کرام است ......
بیعت بر سہ قسم است، بیعت توبہ کہ بر دست بزرگی بر ترک گناہان بیعت نماید (۲) ...الخ

(۱) فہرست مخطوطات فارسی کتابخانہ آصفیہ، جلد اول ص ۴۶۰ مخطوطہ نمبر ۲۸۸

(۲) رسائل سبعہ سیارہ ص ۲۰

Marfat.com

یہ رسالہ حضرت سید اسمٰعیل مدنی رح کی حضرت شاہ غلام علی رح سے بیعت کے بعد کی تالیف ہے اس رسالہ میں ہے کہ جب حضرت سیّد اسمٰعیل مدنی کو جامع مسجد دہلی میں تبرکات کی زیارت کے لئے بھیجا تو انہیں وہاں تصاویر کی موجودگی کی وجہ سے ظلمت معلوم ہوئی، فرماتے ہیں:

> سید اسمٰعیل عالم و محدث سلمہ اللہ تعالیٰ و بارک فیہا اعطاہ از مدینہ منورہ برائے کسب طریقہ مجددیہ پیش بندہ آمدہ بود او را برائے زیارت آثار شریف در مسجد جامع فرستادم...... الخ (۱)

چار صفحات کا یہ رسالہ، رسائل سبعہ سیارہ میں شامل ہے۔ (۲)

رسالہ در طریقہ شریفہ شاہ نقشبند رح

یہ مختصر رسالہ ہے جس میں طریقہ نقشبندیہ کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، ابتداء میں طریقہ شریفہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح کا یہ قول نقل کیا ہے:

> حضرت شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ در رسالہ موصل المرید الی المراد فرمودہ اند نزد ما طریقہ بہتر از طریقہ نقشبندیہ نیست......

یہ دو ورقی رسالہ، رسائل سبعہ سیارہ ص ۲۳۔ ۲۴ میں شامل ہے اور آپ کے مکاتیب شریفہ کا بھی جز ہے۔ (۳)

---

(۱) ایضاً ۲۳ (۲) رسائل سبعہ سیارہ، مطبوعہ مطبع علوی، ۱۲۸۴ھ ص ۲۰۔ ۲۳

(۳) مکاتیب شریفہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۱ھ، مکتوب نمبر ۸۶ ص ۷۸

Marfat.com

رسالہ سطری چند از احوال شاہِ نقشبندؒ

یہ رسالہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ سرحلقہ سلسلہ علیہ نقشبندیہ کے احوال و مناقب پر مشتمل ہے، فرماتے ہیں۔

سطری چند از احوال شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تبرکاً نوشتہ شد این احوال در مقامات ایشان مفصلاً مذکور است... الخ

دوورق کا یہ رسالہ بھی رسائل سبعہ سیارہ صفحہ ۲۴۔۲۶ میں موجود ہے، نیز آپ کے مکاتیب میں بھی شامل ہے۔(۱)

رسالہ اذکار

اس رسالہ کی ابتداء میں بیان کیا ہے:

بدانکہ در صحبت پیغمبر خدا ﷺ معرفت و محتسب و مرتبہ احسان ان تعبدربک کانک تراہ اصحابہ کرام را رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاصل بود و غلبۂ محبت و ترک حظِ نفس تصفیہ دلہامی نمود، بعد زمان نبوت صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم انواع اذکار و مراقبات برائے حصول این درجات مقرر کردہ اند... الخ

یہ مختصر رسالہ، رسائل سبعہ سیارہ میں شامل ہے صفحہ ۲۶۔۲۷

رسالہ مراقبات

اس رسالہ میں طریقت کے مقامات بیان کئے گئے ہیں، فرماتے ہیں:

(۱) ایضاً مکتوب ۸۷ ص ۷۹

Marfat.com

بعد حمد و صلوٰۃ واضح باد کہ اکابر این طریقۂ شریفہ مقامات قرب در عالم مثال بہ کشف صحیح و معائینہ صریح دیدہ تعبیر ازاں مقامات بدائرہ مناسب یافتہ اند کہ آن مقامات بہ جہت و بے چون ست... الخ

یہ رسالہ بھی رسائل سبع سیارہ کا جز ہے۔ (صفحہ ۲۷۔۳۰)

نیز آپ کے مکاتیب شریفہ میں بھی شامل ہے۔(۱)

اس رسالہ کا متن درالمعارف (ملفوظات) میں بھی نقل کیا گیا ہے(۲) یہ ملفوظ شریف پنجشبہ پنجم شہر جمادی الاوّل ۱۲۳۱ھ کا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اس روز حکیم عبدالکریم جھنجھانی نے حضرت شاہ غلام علیؒ سے آپ کے اس رسالہ کی نقل کرنے کی درخواست کی نیز حضرت رافت نے لکھا ہے کہ اس سے قبل مجھے بھی اس کی نقل حضرت نے عنایت فرمائی تھی جس سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ رسالہ ۱۲۳۱ھ سے پہلے تالیف ہو چکا تھا، حدود ۱۲۳۰ھ میں۔

یہ واضح رہے کہ رسائل سبع سیارہ میں اس کا متن نقل کرنے کے بعد فائدہ کے عنوان سے آخر میں نو سطور کا اضافہ ہے، جو درالمعارف میں نہیں ہے۔

رسالہ دررِدّ اعتراضات شیخ عبدالحق دہلوی برحضرت مجددؒ

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اکثر مخالفین نے اپنے اعتراضات کے سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے رسالہ اعتراضات کی آڑ لے کر اپنے دلوں کے غبار نکالنے کی کوشش کی ہے، یہ حقیقت ہے کہ شیخ محدثؒ کے یہ اشکال حضرت مجدد

(۱) شاہ غلام علی: مکاتیب شریفہ۔ مکتوب نمبر ۱۰۰ صفحہ ۱۳۹

(۲) رافت: درالمعارف، مطبوعہ ترکی، ۱۹۷۶ء ص ۳۵۔۳۸

Marfat.com

الف ثانی کے بعض کشوف پر تھے لیکن یہ اختلاف صرف کشفی اختلاف کی حد تک تھا، مخالفت ہرگز مقصود نہیں تھی چنانچہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد حضرت شیخ محدثؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں مطمئن ہو گئے اور اعتراضات واپس لے لیے۔

حضرت شیخ محدثؒ کے رجوع کی روایت کے اثبات میں دیگر دلائل کے علاوہ یہ ثبوت کافی ہے کہ دونوں حضرات کی اولادِ امجاد میں خاصا باہمی اتفاق تھا اور ایک دوسرے سے روحانی و علمی استفادہ کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہما نے حدیث کی سند حضرت شیخ محدث سے لی تھی۔(۱)

شیخ محدثؒ کی اولاد مسلسل حضرات مجددیہ سے کسب فیض کرتی رہی چنانچہ مولانا نور الحق مشرقی بن شیخ محدثؒ، حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مرید تھے، حافظ محمد محسن نبیرۂ شیخ محدث، بھی خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ تھے نیز شیخ محمد احسان بن حافظ محمد محسنؒ، حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں کے خلفاء میں سے تھے۔

جو اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ شیخ محدث کے رجوع کی روایات وضعی نہیں ہیں۔(۲)

تاہم بعض حضرات نے شیخ محدثؒ کے اعتراضات کے جواب میں مستقل رسائل لکھے، شیخ محمد بن خواجہ محمد اشرف بن خواجہ محمد معصومؒ، شیخ محمد فرخ ابن خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کشف الغطاء عن اذہان الاغبیاء، مخدوم معین ٹھٹھوی نے بہجۃ الانظار فی برأت الابرار، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے رسالہ احقاق لکھا اور ان کے خطی نسخے دریافت ہو چکے ہیں۔

---

(۱) گول، شیخ بہلول برکی: فوائد الاسرار فی رفع الاستار عن عیون الاغیار، قلمی مخزونہ یہ . میموریل پبلک لائبریری، کراچی

(۲) احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری، لاہور، ۱۹۷۲ء ص ۱۴۵۔۱۴۸

Marfat.com

رسالہ دیگر در ردِ مخالفین حضرت مجدد الف ثانی

یہ رسالہ مندرجہ ذیل پانچ فصول پر مشتمل ہے:

اوّل...... دربیان مجملی از احوالِ حضرت ایشان

دوم...... در رفع اعتراضات از کلام ایشان بطریق اجمال

سوم...... در اجوبہ بعضی اعتراضات حضرت شیخ عبدالحق محدث که رساله در انکارِ معارف ایشان نوشته اند۔

چہارم ...... دربیان حواشی که استادِ فقیر -حضرت شاه عبدالعزیز درایام خردی بر رساله حضرت شیخ مذکور تحریر فرموده اند۔

پنجم...... در دفع شبہاتی که برالسنۂ عوام مذکوراست۔

اس رسالہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

بعد حمد و صلوۃ فقیر عبداللہ معروف به غلام علی عفی عنه که کمترین منسوبان خاندانِ عالی شان احمدیه است میگوید که این رساله ایست مختصر دربیان سخنانی که درباره امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سهرندی شهرت یافته و مردم آن کلمات را سرمایه انکار ساخته اند و آن کلمات محض افتراست هرگز باثبات نمیرسد... الخ

حضرت شاہ غلام علیؒ کے اس موضوع پر دیگر مختصر رسائل میں یہ سب سے مفصل ہے اور دیگر رسائل کے بعض مقامات کی تشریح معلوم ہوتا ہے۔

یہ رسالہ، رسائل سبعہ سیارہ میں شامل ہے۔

Marfat.com

رسالہ مشغولیہ

ابتداء

بسم اللہ الرحمن الرحیم طریقہ مشغولیہ بذکر حق سبحانہ و تعالیٰ باتوجہ للطائف سبعہ تادراں حرکت ذکر پیدا شود... اول لطیفۂ قلب... دوم ذکر نفی... الخ

اس رسالہ کے خطبہ یا خاتمہ میں آپ نے اپنا نام نہیں لکھا لیکن چونکہ یہ رسالہ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید وہو خلیفہ حضرت شاہ غلام علی کی بیاض میں شامل ہے اور انہوں نے اس رسالہ کو حضرت شاہ غلام علی کی تصنیف اس کے خاتمہ میں لکھا ہے اس لئے اسے شاہ صاحب سے منسوب کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، خواجہ دوست محمد اس کے خاتمہ میں فرماتے ہیں:

رسالہ مشغولیہ... من تصنیف... حضرت شاہ عبداللہ المشتہر فی الآفاق غلام علی شاہ دہلوی رضی اللہ عنہ...

اس رسالہ کے پانچ صفحات ہیں جو حضرت خواجہ دوست محمد قندھاریؒ کی بیاض میں شامل ہیں یہ رسالہ مولانا عبدالرشید سیالکوٹی صاحب مالک کتب خانہ رشیدیہ، راحت مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور کی نوازش سے ہمیں دستیاب ہوا اور ہم نے اس سے استفادہ کیا ہے اس بیاض میں تین چار اوراق پر یہ مہر ہے۔ "بندہ عبدالصمد دوست محمد۔"

اس بیاض میں نقشبندی سلسلہ کے بعض دیگر رسائل بھی منقول ہیں جو طبع ہو چکے ہیں فقط رسالہ مشغولیہ ابھی تک نہیں چھپا۔

---

(۱) مطبوعہ مطبع علوی ۱۲۸۴ھ ص ۳۶

Marfat.com

کمالاتِ مظہری

حضرت شاہ غلام علیؒ نے اپنی عمر کے اواخر حدود ۱۲۳۷ھ/۱۸۲۱ء میں یہ رسالہ لکھا تھا، اس کے بارے میں حضرت شاہ محمد مظہر بن شاہ احمد سعیدؒ فرماتے ہیں:

''حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ در رسالۂ خود کہ بظن غالب در حدود سی و ہفت تالیف فرمودہ اند و عمر مبارک حضرت والد (شاہ احمد سعید) فرزند حضرت ابو سعید بعلم و عمل و حفظ قرآن مجید و احوالِ نسبت شریفہ قریب است بو الدماجد خود۔''(۱)

اس اہم رسالہ کا ایک قلمی نسخہ حضرت مخدومی مولانا ابوالحسن زید فاروقی مجددی مدظلہ(۲) کے کتب خانہ واقعہ خانقاہِ شریفہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ دہلی (ہندوستان) میں ہے، حضرت شاہ غلام علیؒ نے اس رسالہ کا بھی کوئی نام تجویز نہیں فرمایا تھا، حضرت زید مدظلہ نے مطالعہ کے بعد اس کا نام کمالاتِ مظہری تجویز فرما کر اس کے سرورق پر لکھ دیا ہے، فرماتے ہیں:

یہ عاجز کہتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کا یہ رسالہ اس عاجز کے پاس موجود ہے، حضرت شاہ صاحب نے اس رسالہ کا کوئی نام نہیں تجویز فرمایا ہے، اس عاجز نے اس کا مطالعہ کیا اور کمالات مظہری کا نام اس کے لیے مناسب معلوم ہوا چنانچہ اس کے سرورق پر یہ نام لکھ دیا جو عبارت شاہ محمد مظہر نے نقل کی ہے وہ اس رسالہ کے صفحہ ایک سو تینتیس ۱۳۳ پر ہے، یہ رسالہ ۱۸۵۷ء کے فتنہ فرنگ سے پہلے کا لکھا ہوا ہے، اس وقت

---

(۱) محمد مظہر مجددی: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ۴۷

(۲) زید، ابوالحسن فاروقی، مولانا: مقامات خیر، دہلی ۱۳۹۲ھ ص ۸۴-۸۵

Marfat.com

حضراتِ عالی قدر میں سے کسی نے حاشیہ پر لکھا ہے۔ ونیز در جائے ارقام نمودہ اند، فرزند ایشان حضرت احمد سعید حافظ و عالم از پدر خود کم نیست اجازت تعلیم طریقہ از ایں فقیر دارد، انتہی، منقول از عین مسودات حضرت شاہ صاحب قبلہ است (۱)

سلوک راقیہ نقشبندیہ

کتابخانہ شیخ الاسلام عارف حکمت، مدینہ منورہ میں اس نام کا ایک رسالہ بھی شاہ صاحب سے منسوب ہے (۲)۔ لیکن اس کی تفصیل سردست ہمیں معلوم نہیں ہوسکی۔

مکاتیب شریفہ

یہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ کے ایک سو پچیس ۱۲۵ مکتوبات کا مجموعہ ہے، جو آپ کے خلیفہ جلیل حضرت شاہ روف احمد مجددی ؒ نے جمع کیا ہے، سال ترتیب

(۱) حضرت مولانا ابوالحسن زید مدظلہ بن حضرت شاہ ابوالخیر ؒ بن شاہ محمد عمر بن شاہ احمد سعید بن شاہ ابوسعید بن شاہ صفی القدر بن شاہ عزیز القدر بن شاہ محمد عیسیٰ بن خواجہ سیف الدین ابن خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی ؒ۔ اس وقت اپنے والد کی درگاہ شریف (چتلی قبر) دہلی میں سجادہ نشین ہیں ولادت ۲۵ رمضان ۱۳۲۴ھ/ ۱۳ نومبر ۱۹۰۶ کو ہوئی، پندرہ کتابوں کے مؤلف ہیں اپنے والد بزرگ حضرت شاہ ابوالخیر ؒ کی مفصل سوانح مقامات خیر کے نام سے ۱۳۹۲ھ میں تالیف کی ہے جو دہلی سے شائع ہوچکی ہے، راقم کی اسی سال (۱۳۹۶ھ) میں حضرت مولانا سے مراسلت شروع ہوئی ہے، بہت مشفقانہ مکاتیب تحریر فرمائے ہیں۔ (یہ مراسلت ارمغان امام ربانی جلد پنجم میں شامل ہے

(۲) احمد منزوی، فہرست نسخہ ہای خطی فارسی ۲/ ۱۲۰۰

Marfat.com

۱۲۳۱ھ ذیل کے قطعہ تاریخ سے برآمد ہوتا ہے۔(۱)

داده چو انتظامش رافت بگفت ہاتف
درياب سال جمعش از "مظهر عجائب" (۱۲۳۱ھ)

یہ مکاتیب زیادہ تر شاہ صاحب نے اپنے خلفاء کے نام رقم فرمائے تھے چند مکتوبات حاکمان وقت کے نام بھی ہیں، مکتوب الیہم کے اسماء گرامی سے آپ کے حلقہ کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

بنام حضرت شاہ ابوسعید مجددی ۱۹ مکتوبات، شاہ رؤف احمد ۲۳، شاہ احمد سعید ۵۳، خواجہ محمد حسن مودود چشتی ۲۱، مولانا خالد رومی ۳، قمر الدین پشاوری، ملا فقیر محمد کولابی، شاہ گل محمد غزنوی، شہزادہ مرزا جہانگیر، صاحبزادہ سیف الرحمن و عبدالرحمن، میاں محمد حسن (وکیل انگریز) غلام محمد خان، منور خان حاکم سرونج صوبہ مالوہ، شاہ عبداللطیف، والدہ مولوی بشارت اللہ، مولوی ہادی احمد، قاضی شمشیر خان، میاں رسول بخش گنگوہی، شاہ پیر محمد کشمیری، محمد اکبر ثانی (بادشاہ ہند)، مولوی محمد اکرم خان حیدر آبادی، میر فرخ حسین، مولوی ولی اللہ سنبھلی، مولوی بشارت اللہ بہڑائچی، منشی امین الدولہ احمد خان، سید احمد بغدادی، نواب شمشیر خان، سید امین الدین، مولوی عبدالرحمن شاہ جہانپوری، شیخ غلام مرتضیٰ، حاجی عبداللہ بخاری، مکتوب بنام علماء و روسا روم (درحوال مولانا خالد رومی کردی)

ان مکاتیب میں تصوف کے عمومی اور عام فہم مسائل سے لے کر ادق اسرار و رموز پر بھی بحث کی گئی ہے، نیز مخالفین حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں، اس مجموعہ میں آپ کے بعض رسائل بھی بطور مکتوب شامل کئے

(۱) مقدمہ، مکاتیب شریفہ ص ۴ مطبوعہ، لاہور

Marfat.com

گئے ہیں۔(۱)

ان مکاتیب شریفہ کا خطی نسخہ بخط جامع شاہ رؤف احمد رباطِ مظہر مدینہ منورہ میں موجود ہے (۲)، یہ مکاتیب مطبع عزیزی مدراس سے ۱۳۳۴ھ میں پہلی مرتبہ چھپے بعد میں متعدد خطی نسخوں سے مقابلہ کر کے حکیم عبدالمجید سیفی مرحوم نے لاہور سے ۱۳۷۱ھ میں شائع کئے۔

حکیم سیفی مرحوم کے ایڈیشن کے عکس حسین حلمی ایشیق نے ترکی سے ۱۹۷۶ء میں شائع کیا، مخدومی مولانا سیّد شرافت نوشاہی مدظلہ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ غلام علی ؒ کے مکتوبات کا ایک مجموعہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری ؒ نے بھی مرتب کیا تھا، اس مجموعہ میں بھی زیادہ تر وہی مکاتیب ہیں جو حضرت شاہ رؤف احمدؒ کے مرتبہ مجموعہ میں ہے لیکن ترتیب مکاتیب میں ایک نظر دیکھنے سے فرق محسوس ہوا تھا، مجموعہ مرتبہ مولانا قصوری ؒ کا خطی نسخہ کتب خانہ مولوی غلام حسین مرحوم (۳) سیتھل، گجرات میں ہے، یہ مکاتیب شریفہ مرتبہ شاہ رؤف احمد رافت مجددی کا انتخاب ہے جو حضرت قصوری نے کیا تھا ''چراغ جاں'' (۱۲۰۴ + ۵۴ = ۱۲۵۸ھ) سے اس کا سال ترتیب برآمد ہوتا ہے، خطی نسخہ کتابخانہ درگاہ حضرت غلام نبی للہی، للہہ شریف، ضلع جہلم میں ہے، شاہ غلام علی ؒ کا ایک مکتوب شریف بزبان اُردو صاحبزادہ سیّد حسن علی فاضلی بٹالوی کے نام بھی ہے جو ارشاد المسترشدین میں موجود ہے۔(۴)

---

(۱) جن کی نشاندہی تصانیف حضرت شاہ غلام علی ؒ کے تحت کی جا چکی ہے۔

(۲) کلمہ تشکر بر مکاتیب شریفہ، نوشتہ ناشر حکیم عبدالمجید احمد سیفی۔ لاہور ۱۳۷۱ھ

(۳) مولوی غلام حسین مرحوم بن مولوی محمد ابراہیم مرحوم خلیفہ مولوی غلام نبی للہی، واقع سیتھل تحصیل پھالیہ ضلع گجرات۔ (مقامات شرافت، سخنان ۱۲ مئی ۱۹۷۳ء جامع محمد اقبال مجددی۔ مشمولہ تذکرہ شرافت نوشاہی، مطبوعہ

(۴) ظہور الحسن: ارشاد المسترشدین: مطبوعہ ص ۱۳۷۔۱۴۱

Marfat.com

درالمعارف

یہ حضرت شاہ غلام علیؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے، جسے آپ کے خلیفہ حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددیؒ نے صاحب ملفوظات کے جانشین وخلیفہ حضرت شاہ ابوسعید مجددی کی فرمائش پر جمع کیا ہے، اس کا آغاز روز ۳ شنبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۲۳۱ھ/ ۱۸۱۶ء سے ہوتا ہے اور روز یک شنبہ عیدالفطر ۱۲۳۱ھ تک سخنان عالی مسلسل اور تاریخ وار تحریر کئے ہیں، آخر میں کچھ ملفوظات ایسے بھی ہیں جن کی تاریخ جامع نے اس وقت تحریر نہیں کی تھی اس لئے ایسے فرمودات بے تاریخ آخر میں یک جا کر دیئے گئے ہیں، اس حصے میں جمادی الثانی ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء تک کے مندرجات ملتے ہیں۔(۱)

یہاں بعض سخنان عالی کی تلخیص اس لیے درج کی جارہی ہے تاکہ قارئین پر آپ کے طریقہ ارشاد کی وضاحت ہوسکے:

۱۔ آپ فرماتے تھے کہ لفظ فقیر میں ف سے مراد فاقہ، ق سے مراد قناعت، ی سے مراد یادِ الٰہی اور ر سے ریاضت ہے، جو شخص یہ کچھ بجالائے اسے ف سے فضل خدا، ق سے قرب مولا، ی سے یاری اور رحمت حق مل جاتی ہے، نہیں تو ف سے فضیحت (رسوائی) ق سے قہر، ی سے یاس (نامیدی) اور ر سے رسوائی حاصل ہوتی ہے۔(۲)

۲۔ بیعت کی تین اقسام ہیں، ایک پیران عظام سے وسیلہ ڈھونڈنے کے لیے، دوسرے گناہوں سے توبہ کے لیے بیعت کرنا، تیسرے باطنی ترقی کے لیے بیعت کرنا۔

---

(۱) رافت: درالمعارف ۱۵۸ (۲) ایضاً

Marfat.com

۳۔ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص ہم سے منسلک ہو اس کے لئے مناسب ہے کہ ہمارے جیسا لباس پہنے اور ہمارا رویہ اختیار کرے۔

۴۔ آپ فرماتے تھے کہ میں اپنے آپ کو بانسری کی طرح خیال کرتا ہوں جو کچھ مجھ سے ظاہر ہوتا ہے وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

ان ملفوظات گرامی کا ایک ایک لفظ نہایت مؤثر اور دلوں کی گہرائیوں تک اُتر جانے والا ہے، بے شک وشبہ مبتدی و منتہی کو اس مجموعۂ ملفوظات کے مطالعہ سے جو روحانی سرور حاصل ہوتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ اگر ہم پتھر پر توجہ کریں تو اس میں سے بھی انوارِ الٰہی کا ظہور ہوسکتا ہے، واقعی اگر پتھر سے پتھر دل قاری بھی آپ کے ان ملفوظات کا مطالعہ کرے تو ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

آپ کے ملفوظات کا یہ مجموعہ خاصا مقبول رہا ہے اور آج تک اہل دل حضرات کے لئے حرز جان ہے، حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ نے ملفوظاتِ شریفہ میں آپ کے ملفوظات کے جن دفاتر کا ذکر کیا ہے اس سے یہی مجموعہ ملفوظات در المعارف مراد ہے۔

معاصرین ومتاخرین نے آپ کے حالات وسخنان کا انحصار زیادہ تر اسی مجموعہ پر کیا ہے، خود جامع ہذا نے جب آپ کے حالات مبارکہ پر مستقل کتاب جواہر علویہ لکھی تو آپ کے ملفوظات تمام تر اسی سے تلخیص کر کے شامل کتاب کئے۔(۱)

مفتی غلام سرور مرحوم نے اپنی تالیفات میں اس کا نام دار المعارف لکھا ہے جو درست نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) رافت: جواہر علویہ ص ۱۴۸۔۱۵۶

(۲) غلام سرور، مفتی لاہوری، خزینۃ الاصفیاء جلد اوّل ص ۷۰۳، ایضاً: حدیقۃ الاولیاء ۱۳۴

Marfat.com

اس کی حسب ذیل اشاعتیں ہمارے علم میں ہیں:

۱......بریلی، ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء

۲......دہلی ۱۹۲۷ء

۳......ملتان ۱۹۶۵ء

۴......ترکی ۱۹۷۴ء جو محبوب المطابع دہلی کا عکس ہے، ناشر آقای حسین حلمی ایشیق، استنبول

اس کے بعد شاہ رؤف احمد رافت نے شاہ غلام علی ؒ کے سات روز کے ملفوظات کا ایک اور مجموعہ بھی مرتب کیا تھا، جس میں ۲۵ ربیع الآخر ۱۲۳۶ھ سے دو شنبہ جمادی الاوّل ۱۲۳۶ھ تک کے معارف درج کیے تھے، دیباچہ میں اسے ''تقریرات ہفت روزہ'' لکھا گیا ہے یہ فارسی نثر کا مختصر رسالہ ہے جس کا خطی نسخہ اس وقت ڈاکٹر سیّد عارف نوشاہی صاحب اسلام آباد کے پاس ہے جو ایک مجموعہ رسائل (شمارہ ۸) میں شامل ہے، موصوف نے اس کا عکس اپنے مجموعہ مقالات ''نقد عمر'' کے آخر میں لگا دیا گیا ہے۔ ملفوظات کے اس مجموعہ کی دریافت انہی کا کارنامہ ہے۔

ملفوظات چہل روزہ

یہ بھی شاہ غلام علی دہلوی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ جس کے جامع خواجہ غلام محی الدین قصوری ہیں ان کے احوال وآ ثار کی تفصیل کے بعد اس مجموعہ کا تعارف کروایا جائے گا۔

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ

حضرت مولانا خواجہ غلام محی الدین قصوری ؒ بن شیخ مصطفی بن شیخ مرتضیٰ،

Marfat.com

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں سے تھے، حدود ۱۲۰۲ھ/ ۱۷۸۷ء میں ولادت ہوئی، مولوی امام الدین نے لکھا ہے :

"از اشراف خاندان صدیقیہ ایشان بودند ولادت باسعادت ایشان در ۱۲۰۲ھ بود تخمیناً و نسب ایشان بحضرت امیر المؤمنین ابی بکر صدیق می رسد۔"(۱)

آپ کے اجداد میں سے حاجی حافظ قاری عبدالملک، قصور کے علماء کی درخواست پر سندھ سے آ کر قصور میں سکونت پذیر ہوئے تھے اور علم قرأت میں سرآمد روزگار تھے(۲)۔ حاجی عبدالملک نے سندھ سے آ کر قصور میں شادی کی تھی، حاجی صاحب کے خسر اصلاً قصوری تھے جن کا مدفن گنبد اخوند سعید، قصور میں ہے (اولیائے قصور ص ۹۷)

آپ کے والد حضرت غلام مرتضٰی قصوریؒ بھی ظاہری و باطنی علوم میں یکتائے زمانہ تھے، انہوں نے پنجاب میں سکھ گردی سے تنگ آ کر بطرف پشاور ہجرت فرمائی، احمد شاہ دُرانی کے ہم عصر تھے احمد شاہ دُرانی جب پنجاب آیا تو اس نے یہاں کے جن علماء سے مذہبی مسائل میں مشاورت کی ان میں حضرت "حافظ غلام مرتضٰی کا نام بھی آتا ہے(۳)۔

۱۲۰۰ھ/ ۱۷۸۸ء میں انتقال کیا، حافظ غلام مرتضٰی، قاری عبدالملک کے پوتے تھے اور حاجی فتح علی متقی سیالکوٹی کے خلیفہ کے مرید اور چاروں سلاسل میں اجازت یافتہ تھے۔

---

(۱) امام الدین کھوتکی: مقامات طیبین، قلمی مخزونہ خانقاہ حضرت مولوی غلام نبی للّٰہی ،للہ شریف، ضلع جہلم ص ۹

(۲) غلام سرور، مفتی، لاہوری: حدیقۃ الاولیاء مرتبہ ومحشی محمد اقبال مجددی، لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۳۹

(۳) رسالہ مسائل فقہ، قلمی مملوکہ جی معین الدین صاحب، لاہور

Marfat.com

آپ کے والد حضرت غلام مصطفی بھی علوم ظاہری و باطنی، حسن صورت و سیرت اور بذل و ایثار میں طاقِ فرد تھے۔(۱) آپ کی عمر ایک سال تھی کہ آپ کے والد غلام مصطفی نے انتقال کیا (۲) (یعنی ۱۲۰۳ھ/ ۱۷۸۸ء) آپ کے چچا مولانا محمد قصوریؒ نے آپ کی پرورش و تعلیم و تربیت کی، مروجہ کتب معقول و منقول پڑھائیں (۳) اور اپنے چچا ہی سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات بھی سبقاً پڑھے تھے (۴)۔ اور سلسلہ قادریہ کے اشغال سیکھے اور اسی سلسلہ میں ان سے بیعت ہوئے انہوں نے آپ کو خلافت و اجازت دے کر اپنا قائم مقام نامزد کیا اور ان کی زندگی ہی میں آپ کو اتنی مقبولیت ہوئی کہ بہت سے اضلاع کے طالبانِ حق آپ سے بیعت ہوئے، مولوی امام الدین لکھتے ہیں:

"ایشان را بخلافت خاصۂ خود سرفراز ساختہ قائم مقام خویش نصب ساختند و روبروی حضرت عم جی صاحب ایشان قبولیت تمام رونمود، بسیار کس درآن اضلاع بر دست ایشان بیعت نمودہ" (۵)

لیکن اس فضل و کمال کے باوجود آپ کا طبعی رجحان حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہونے اور نسبت مجددیہ حاصل کرنے کی طرف تھا۔

---

(۱) غلام سرور، مفتی: حدیقۃ الاولیاء ص ۱۴۰

(۲) محمد حسن کیرتپوری: حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، مراد آباد، ۱۳۲۲ھ ص ۴۸۱

(۳) ایضاً

(۴) یادداشت مولانا قصوری، قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۵) امام الدین: مقامات طیبین، قلمی ص ۹

Marfat.com

حضرت شاہ غلام علیؒ کی خدمت میں

حضرت مولانا قصوریؒ کے اعزہ بانس بریلی میں رہتے تھے، آپ ان سے ملنے کے لیے گئے تو واپسی پر حضرت شاہ غلام علیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے بڑی مہربانی وشفقت فرمائی اور کنایۃً آپ کو نسبت مجددیہ حاصل کرنے کی ترغیب دلائی چونکہ اس وقت آپ کے مرشد اور چچا بقید حیات تھے اس لئے آپ اس وقت ادب کی وجہ سے قصور چلے گئے (۱) لیکن پھر چچا کی وفات کے بعد حدود (۲) ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء میں آپ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر فیض یاب ہوئے۔

اوراس دوران آپ مسلسل گیارہ ماہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں رہے، مولوی امام الدین کا بیان ہے:

"چون بار اول در خدمت شاہ صاحب قبلہ یازدہ ماہ در خدمت بابرکت ماندند"

مرشد ومرید (۳)

حضرت شاہ صاحب نے مولانا قصوری پر خاص توجہ مبذول فرمائی تھی دونوں

(۱) محمد حسن: حالات مشائخ نقشبندیہ ص ۴۸۱

(۲) جیسا کہ ملفوظات چہل روزہ کے تجزیہ میں بیان کیا جائے گا آپ دہلی میں مختلف سنین میں مقیم تھے، اول براہِ واپسی بانس بریلی، دُوم بعد وفات عم بزرگوار خود بغرض حصول فیض وبیعت اور ملفوظات چہل روزہ کے اندرونی شواہد سے آپ کے قیام دہلی اور اخذ نسبت کا سنہ ۱۲۳۳ھ متعین ہوتا ہے، آپ نے ۱۲۳۷ھ میں دہلی میں پھر ورود فرمایا ہے (ملاحظہ ہو تجزیہ ملفوظات چہل روزہ)

(۳) یہ عنوان مکاتبات عبدالرحمن اسفرائنی باشیخ علاء الدولہ سمنانی کے مجموعہ مرشد ومرید مطبوعہ، تہران ۱۹۷۲ء سے مستعار لیا ہے۔

Marfat.com

بزرگوں کے مخلصانہ روابط کا اندازہ کرنے کے لیے خودان کی تحریرات کے اقتباسات دیئے جارہے ہیں۔

جب مولانا قصوری ؒ بیعت کے لئے حاضر خدمت ہوئے تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ آج امر عظیم کا ظہور ہونے والا ہے کہ ایک فاضل ہم سے اخذ طریقہ کرے گا:

”روزی احقر باراده بیعت بحضرت ایشان در طریقه قادریه عالی شان حاضر محفل منیف گردید روبحضار آورده فرمودند که امروز امری عظیم ظهور میکند که فاضلی از ما اخذ طریقه می نماید“(۱)

پھر شاہ صاحب نے آپ کے دونوں ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں لے کر ہوا میں معلق کیے اور فرمایا کہ جو فیض حضرت غوث الاعظم ؒ آباً و طریقۃً ملا ہے وہ تمہیں بھی نصیب ہوگا۔

مولانا قصوری کے اسی قیام دہلی (۱۲۲۳ھ/ ۱۸۱۸ء) کے دوران محفل مبارک میں ان کے مخلص دوست خواجہ نجیب الدین خان قصوری (۲) بھی آئے تو فی الفور حضرت شاہ صاحب ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور کامل بشاشت سے فرمایا کہ غلام محی الدین کو کہاں کا پیر بنائیں؟ خواجہ نجیب الدین نے عرض کیا: ”پیر قصور“ یہ سن کر حضرت شاہ صاحب کو جلال آ گیا فرمایا کہ تم بہت کم ہمت ہو ہم تو انہیں سارے پنجاب کا پیر بنانا چاہتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) ملفوظات چہل روزہ

(۲) خواجہ نجیب الدین خان قصوری کے علاوہ ملفوظات چہل روزہ کی مجالس میں پیر ابراہیم چشتی قصوری بھی حاضر بتائے گئے ہیں جس سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت مولانا غلام محی الدین نے دہلی کا یہ سفر ان دونوں قصوری دوستوں کی ہمراہی میں کیا تھا۔

(۳) ملفوظات چہل روزہ

Marfat.com

۲۷ شعبان روز چہار شنبہ وقت چاشت حضرت شاہ صاحب نے انہیں اجازت القاو حلقہ سے نوازا اور حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی اور مولوی محمد عظیم کو بطور گواہ طلب فرمایا کہ دیکھ لو کہ یہ لائق اجازت ہیں؟ شاہ رؤف احمدؒ نے فرمایا کہ بے شک قابل اجازت ہیں، مولوی محمد عظیم نے کہا کہ آپ کا فرما دینا کافی ہے گواہی کی کیا حاجت؟ اس کے بعد حضرت شاہ صاحب نے مولانا قصوری کو قریب بلایا اور چھ طریقوں قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، مجددیہ، کبرویہ کے القا کی اجازت دی اور کلاہ شریف جو کہ آپ کے پیرانِ کرام کی طرف سے تھا خود اپنے دست مبارک سے مولانا کے سر پر رکھا پھر دیر تک اپنا ہاتھ آپ کے سر پر بطور شفقت رکھ کر فرمایا کہ ہر چھ طریقوں کا فیض ہم جدا جدا تمہارے سینے میں القا کریں گے اس پر مولانا قصوری نے اپنا سر حضرت شاہ صاحب کے قدموں پر رکھ دیا اور دیر تک اسی حالت میں رہے۔

پھر ۲۷ رمضان کو خرقہ خلافت بخشا اور یہ مبارک خرقہ خود اپنے ہاتھوں سے پہنایا شاہ رؤف احمد اور مولوی محمد عظیم صاحبان نے خرقہ پہنانے میں مدد کی۔(۱)

نماز عید الاضحیٰ کے لیے حضرت شاہ صاحب مسجد میں گئے تو وہاں مولانا قصوریؒ بھی حاضر تھے، نماز سے فراغت کے بعد انبوہ کثیر آپ کی قدم بوسی کے لیے اُمڈ پڑا، عین اژدہام میں فرمایا کہ مولوی قصوری کہاں ہیں، مولانا حاضر خدمت ہو کر دولت قدم بوسی سے مشرف ہوئے اور اپنے سینہ مبارک سے چمٹا کر توجہ قوی سے القا فرمایا۔

"بدل مبارک چسپانیدند و بہ توجۂ قویہ القای حرارت در دل غلام نمودند"(۲)

اس وقت دہلی کا مفتی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا تو شاہ صاحب نے پھر مولانا کو طلب فرمایا تو مفتی صاحب سے کہا کہ تین چار ماہ ہوئے ہیں کہ یہ مولوی قصور سے

---

(۱) ایضاً (۲) ایضاً

Marfat.com

آیا ہے اور فقط تین ماہ مجھ سے کسب نسبت کی ہے اور اتنی قلیل مدت میں اس درجہ کو پہنچ گیا ہے کہ تم چھ ٦ سال میں بھی وہ مقام حاصل نہیں کر سکے، ایک مرتبہ حضرت قصوری سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مولانا صاحب مولویت چھوڑیں اور آہ پیدا کریں:

روزی خطاب باحقر نمودہ فرمودند کہ مولوی صاحب مولویت رابگذارید و آہ بیاموزید، از برکت فرمودہ حضرت ایشان روزِ دوم نورِ ماہِ آہ در دلِ سیاہ تافت (۱)

پھر حضرت میرزا مظہر جانِ جاناںؒ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے، فرمایا:

"بعد ازان سپرد حضرت میرزا صاحب وقبلہ نمودند و فرمودند کہ این شخص در خانہ شما آمدہ است ہرچہ تمامتر عنایت در حق او فرمایند، بعد ازاں بدست مبارک خود برخاستند و اندرون تشریف بردند" (۲)

حضرت شاہ صاحب اور مولانا قصوریؒ کے روابطِ روحانی کا اندازہ مولانا قصوری کے ان دو مکاتیب سے بھی ہوتا ہے جو انہوں نے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں ارسال کیے تھے یہ دونوں خطوط اب تک غیر مطبوعہ ہیں:

---

(۱) ایضاً (۲) ایضاً

Marfat.com

مکتوب اوّل

بجناب تربیت مآب قبلة المریدین و کعبة المسترشدین غوث السالکین و قطب السماوات والارضین حضرت شیخی و امامی و مرشدی و مرشدالانامی دامة الحیات والافاضات مرید طالب مزید مدبر روسیاه و مقصر سراسر گناه دامن گرفته بالیقین بنده غلام محی الدین عفی عنه، عنوان سرنامه عریضه رابحلیه لباس استدعاء عفو تقصیرات مطرز ساخته میرساند چون اخذفیض ازباطن شیخ کامل منوط بار ادت تامه است ، الحمد للّٰه که باوصف امتداد مفارقت صوری فتوری در منقاریت معنوی راه نیافته مع ہذا بطرف ایں قرب باطن قانع نشده دائما طامع حضور ظاہر ہستم که مبادا باین اعتذاراویس دار اوج صحابیت بحفیض تابعیت فروافتد امید واری ازفضل حضرت باری آن ست که قبل از ملول منیه بحصول این امنیه مشرف خواہدساخت

باکریمان کارہادشوارنیست

وچون بحقیقت کارنگر یده شود معلوم میگردد که کارہاہم موقوف براعتقادست

ماکه باشم اے تو مارا جانِ جانان

ناکه ما باشم باتو درمیان

Marfat.com

ہر طور غور این اہل جور بعد الکور لازم ہمت سامی گرامی است

سپردم بہ تو مایۂ خویش را تو دانی حساب کہ و بیش را

الٰہی ظل سعید بر مفارق ہر قریب و بعید مدید باد

مکتوب دوم

بموقف عرض فیض معرض ارشاد پناہی قبلہ گاہی مربی کامل معلم مکمل پیشواء راغبان عقبیٰ وراہ نما طالبان مولا امام محراب اصابۃ واصطفاہام قباب انابۃ و احبا کعبۂ محرمان ارادۃ محرمان سعادت ذوالکرامات السنیۃ والمقامات العلویۃ قطب المدار غوث الابرار مرشدنا و مولانا و ہادینا و اولینا سلمہ اللہ تعالی وابقاہ مادامت الثریا والثری غلام مستہام مفروق مکسور صحیح المثال معقل الاحوال لفیف لغموم مہموز الہموم ناقص الفرح مضاعف الترح مقرون الانین مسکین غلام محی الدین بعد از تقدیم مراسم سجود و رکوع بصد خشوع و خضوع میر ساند بہ شرف اصغا ملقی باد مجاری امور بتوجہ آن مرشد جمہور بخیر و شر درواشغال تنور اشتیاق حضور انا فانا در فوروفور فرمان معطر العنوان محتوی براجازت ہر چہار طریقہ غریقہ در بحر انوار و

Marfat.com

تاکید تعمیر اوقات باذکار ومراقبات و تدریس علوم
ظاہریہ در اغلب انات دریں کہ نادانند کہ دربودن
شما در آن ملک باعث ہدایت خلق اللہ باشد در آمدن از انجا
تعجیل ننمائند و مفصلا بعرض رسانیدن ہمگی سوانحہ
وارده از حال مفارقت تازمان مکاتبت عز ظہورو شرف
صدور آورده این غرقاب گرداب کربت وغربت را
بساحل یسرت ونضرت رسانید:

دراں دیدن چناں بے خویش دیدم کہ بردل خواستم بردیدہ سودم

زہی سعادت غلامی کہ خواجہ اش بنامہ وپیامی
بیاد آرد و زہی بخت مسترشدی کہ مرشدش
بتذکار کامش برآرد:

من آن خاکم کہ ابر نو بہاری
کند ازفضل برمن قطرۂ باری
ولی چون شہ مرا بردرشت از خاک
سزد گر بگذارنم سر بر افلاک

قبلۂ من طبق ارشاد فیض بنیاد بسا طالبان راداخل طریقۂ
عالیہ قادریہ نمودہ شد و دراوقات معینہ حلقہ ساختہ
فرمودہ توجہ بطریقی کہ ارشاد فرمودہ اند بایشان نمودہ
می شود و ارادت عجیبہ و حالات غریبہ ظہور میکند و
درین ضمن نسبت فدوی تیز است رجا صادق کہ اگر
یک چند درین جااقامت پذیر شدم بہ عنایت آن وہب

Marfat.com

الولایة جم غفیر وجمع کثیر ازتیة ظلمانی بدعت و ضلالت بمنزل نورانی سنت و ہدایت فائز خواہد شد و در تدریس علم تفسیر و حدیث و فقه و تصوف ہم جید بلیغ مبذول می گردد ، تشریح سوانح وار ده آنکه از وقتیکه بنده درگاه داخل این مکان شده اکثر مردم چه آشنا وچه غیر وچه علماء وچه غیر فراوان اخلاص این طالب مناص بهمرسانیده اند و بحسب ظن و خویش مستفید میگردند سیما استقامت نشان سعادة عنوان طالب رضاء رحمن محمد سکندر خان که در عین علائق از مجردان طریقت و درعین مجاز از طالبان حقیقت است و ار نظر ہمت او عدم و وجود مساوی الحال و در ایثار نفس و مال ہم مثال درس مثنوی حضرت مولوی معنوی از بنده میکند واز حقائق دقائق آن استفسار مینمائد مستشفی میگردد، روزی مشاء الیه بتاریخ بیست وسوم ماه جمادی الاول ذکر احقر بمسامع رئیس المکان رسانیده مشتاق ملاقات گردانیده رئیس الوقت چون اغماض رعونت حطام دنیا دید در سردارد و در صدد آن است که قدری خود (در) دربار او رفته تحصیل ملازمت دو سه کرت نقیب خود معه مرکوب برائے طلب بنده فرستاده غلام از انجاکه تربیت یافته الطاف آن عارف الہی و عکس پذیر مرأت اخلاق آن صیقل پناہی است از اجابت دعوات

Marfat.com

اوانی مطلق و از حضور در مجلس اہل غنا و غرور مستنکف تمام و نمی خواہد کہ در شہادت و غیبت مرتکب امری شود کہ منجربہ مخالفت آن مقدار گردد بحکم الانسان حریص مما منیع رغبت رئیس بملاقات این تارک الجلیس ساعت بہ ساعت مترقی و متزائد، امید کہ او خود بجہت ملاقی بمکان نیازمند خوہند آمدہ ہرچہ ثمرہ برآن مرتب خواہد شد عرض حضور پرنور داشتہ آید، فتوحات و نذور شأمان ارسال حضور بہم رسیدہ ان شاء اللہ متعاقب صحائب کدام راجل یا راکب سفتحہ نمودہ مرسل نمودہ مرسل شدہ فیض عدہ ساختہ آید پیشتر توجہ آن مقناطیس القلوب مطلوب الٰہی ظل الفیاض قریب و بعید بسیط و مدید بادبالنبی و الہ الامجاد در خدمت تمام برادران نسبی و دینی تحیات معروض و از جمیع اخوان الطریق حدیث و عتیق بند گیات غلامانہ مستجاب باد زیادہ آداب (۱)

حضرت شاہ غلام علیؒ نے مولانا قصوریؒ کے بارے میں فرمایا تھا کہ حضرت غوث الاعظمؒ نے حضرت امیر معاویہؓ کو خلیفہ پنجم لکھا ہے ہم مولانا قصوریؒ کو اپنا خلیفہ پنجم قرار دیتے ہیں:

"حضرت ایشان (شاہ غلام علی) میفرمودند کہ

(۱) مکاتیب طیبہ (مجموعہ مکتوبات مولانا غلام محی الدین قصوریؒ) جامع صاحب مکتوبات خود مولانا قصوری، قلمی مکتوبہ ۱۲۹۳ھ بخطِ فضل حسین، مکتوب اول و دوم

Marfat.com

حضرت غوث الاعظم حضرت معاویه را خلیفۂ پنجم نوشته اند ما غلام محی الدین را خلیفه پنجم خود گردانیدیم۔‘‘(۱)

(۱) محمد مظہر، شاہ: مناقب احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ ۵۷

Marfat.com

ارشادنامہ حضرت شاہ غلام علیؒ دہلویؒ برائے حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ فقیر عبداللہ معروف غلام علی عفی اللہ عنہ گذارش می نماید کہ جامع کمالات و فضائل ظاہر و باطن حضرت مولوی غلام محی الدین صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ ،طریقہ ازین فقیر گرفتہ بذکر و مراقبات و اشغال این طریقہ شریفہ مواظبت نمودند، الحمد للہ کہ بہ عنایت الٰہی بیمن متوسل پیران کرام رحمہم اللہ تعالیٰ در لطیفہ قلب و دیگر لطائف عالم امر ایشان توجہ و حضور و جمعیت و جذبات و واردات و انوار حاصل شد و استغراق و بے خودی کہ مقدمہ (۶۷ ب) فنا است و فنا رابقاء لازم دست داد، باز توجہات لطیفہ نفس ایشان کردہ شد درآن جانیز استہلاک و اضمحلال در نسبت پیدا کردند، امید کہ فنا انا و زوال عین و اثر مرحمت کردد باز بہ عنایت الٰہی سبحانہ بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم از نسبتہائے خاصہ حضرت مجدد شدند سبحان اللہ یعطی لمن یشاء وھو الوھاب بدست ایشان دست من

Marfat.com

است و مقبول ایشان مقبول من جعلہ اللہ سبحانہ للمتقین اماما و اخلصہ لنفسہ سبحانہ و لحبیبہ محمد (ﷺ) تعلیم و تلقین طریقہ فرمایند و بہ توجہ و ہمت القای انوار نسبت در قلوب طالبان نمایند، پس وصیت می کنم ایشان را بدو ام ذکر و خلوت و انزوا و یاس از خلقت و امید از خدا و صبر و قناعت و تسلیم و رضا و در مشکلات بواسطہ پیران کبار التجا بہ جناب کبریاء و پرداخت نسبت باطن و عدم چون و چرا در قضا و دیدن واقعات (۶۸-۱) ناشی از فضل الٰہی سبحانہ یا از تقدیر خدا عم نوالہ قل ان صلوتی و نسکی و محیاتی و مماتی للہ رب العالمین و بذالک امرت و انا اول المسلمین و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین، اسئل اللہ سبحانہ الا ستقامۃ علی ہذہ الطریقۃ الشریفۃ لی و لہ حق سبحانہ و تعالیٰ بر این نوشتہ استقامت و استدامت ایشان را و این فقیر را کرامت فرماید، آمین

مقصود ازین التزام اذکار و اشغال طریقہ برائے خدا بودن است، اللّٰہم اجعل حیاتی و حیاتہ کلہا لک و لا تکلمنا الی انفسنا طرفۃ عین و اجعل حبک احب الینا من الماء الباء والی العطشان، آمین برحمتک یارحیم یارحمن یا ارحم الراحیم عم نوالک

تمام شد، من المرقوم غلام حسن

Marfat.com

غلام علی ۱۱۵۱ھ (نقل مہر (۱) حضرت شاہ غلام علی، ورق ۶۷۔ الف۔ ۶۸۔

الف

اس اجازت نامہ پر ثبت مہر حضرت شاہ غلام علیؒ میں ۱۱۵۱ھ ہے، اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ حضرت غلام محی الدین قصوریؒ ۱۱۵۱ھ میں حصولِ نسبت کے لیے دہلی حاضر ہوئے تھے بلکہ یہ تو مہر کے بننے کا سنہ ہے، اس مہر میں نقل شدہ سنہ ۱۱۵۱ھ بالکل غلط ہے کیوں کہ حضرت شاہ غلام علیؒ کی ولادت ۱۱۵۶ھ کی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے تلمذ

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ متعدد مرتبہ دہلی گئے تھے، ہمارا قیاس ہے کہ حضرت شاہ غلام علیؒ کے دامن ارادت سے وابستہ ہونے کے دوران ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء ہی میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوکر صحاح ستہ کی سند لی، ان اسناد میں سے۔

۱...... سند مشکوٰۃ شریف، نقل

۲...... سند مسلم شریف، نقل

۳......سند بخاری شریف، یہ سند خود حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے، جس پر حضرت شاہ عبدالعزیز کی مہر بھی مثبت ہے جس کا سجع اس طرح ہے:

هو العزيز ولى الرحيم ۱۱۸۹ھ

یہ مہر پرانی ہے، اس زمانہ میں ہر سال مہریں نہیں بنتی تھیں، یہاں اس مبارک سند کا عکس (بطور دستاویز) دیا جارہا ہے۔

(۱) یہ اجازت نامہ بیاض مولانا غلام حسن مرید مولانا غلام نبی للہیؒ، ذخیرہ شیرانی، دانش گاہ پنجاب، لاہور، نمبر ۵۲/ ۷۸۵/ ۳ سے منقول ہے۔

Marfat.com

۴...... چوتھی سند حصن حصین کی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

یقول الفقیر المسکین غلام محی الدین الحنفی القریشی الصدیقی ساکن القصور رزق اللہ تعالیٰ دوام الحضور اجازنی مشافھۃً بقراۃ الحصن الحصین من کلام سید المرسلین شیخنا و مولانا حضرت شاہ عبدالعزیز المحدث الاوحدی الدھلوی الاحمدی قال اجازنابہ شیخنا و والدنا الشیخ ولی اللہ قال اجازنا بہ و بسائر تصانیف الشیخ ابو طاھر عن ابیہ عن القشاشی عن الشمس الرملی عن الزین زکریا عن الحافظ تقی الدین محمد بن فھد الھاشی المکی عن مولفہ ابی الخیر محمد بن محمد بن الجزری الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین و علینا معھم یارب العالمین، آمین آمین آمین۔

یہ چاروں اسناد مشکوٰۃ شریف کے ایک خاص خطی نسخہ کے شروع میں مجلد ہیں، یہ نسخہ حضرت قصوری کے مطالعہ میں رہتا تھا (۱) نیز بخاری شریف کی سند مولانا غلام دستگیر قصوری نے بھی نقل کی ہے، اس سند کے الفاظ بالکل اسی عکسی سند بخاری کے ہیں اور مہر کا سجع بھی بالکل یہی ہے۔ (ملاحظہ ہو: ابحاث فرید کوٹ مولفہ مولانا غلام دستگیر قصوری، مطبوعہ ص ۳۸) ان اسناد کے ساتھ حضرت شاہ عبدالعزیز نے آپ کو ایک کلاہ اجازت بھی عنایت کی تھی جس کے بارے میں مولانا غلام دستگیر نے لکھا ہے اس وقت میرے پاس ہے۔ (ایضاً ص ۳۸)

(۱) یہ متبرک خطی نسخہ اس وقت حکیم سیّد ارشاد حسین شاہ صاحب، قصور کے پاس تھا، جنہیں ان کی وفات (۱۰، اپریل ۱۹۸۹ء) کے بعد افغانان تاجر مخطوطات کو فروخت کر دیا، اب معلوم نہیں کہ کہاں ہے۔

Marfat.com

قیامِ دہلی

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری ؒ کے تین مرتبہ دہلی حاضر ہونے کے اسناد وسنین معلوم ہیں۔

اوّل۔قبل از وفات عم بزرگ و مرشد اوّل حضرت شیخ محمد قصوری، اس وقت آپ اپنے اعزہ سے ملنے بانس بریلی گئے تو حضرت شاہ غلام علی ؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے لیکن بیعت نہیں کی، یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ سے پہلے کا ہے۔

دوسری مرتبہ جب کہ آپ کے عم بزرگ نے وصال فرمایا تو اس کے بعد حاضر خدمت ہوکر حضرت شاہ غلام علی اور حضرت شاہ عبدالعزیز ؒ سے ظاہری و باطنی استفادہ کیا، جیسا کہ ملفوظات چہل روزہ کے تجزیہ میں بحث کی جائے گی کہ مولانا کا ورود دہلی و بیعت حضرت شاہ غلام علی ؒ ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ کا واقعہ ہے۔

مولوی امام الدین نے اسی حاضری دوم کو سہواً حاضری اوّل لکھ دیا ہے اور اس کی مدت قیام گیارہ ماہ بتائی ہے (۱) حالانکہ ملفوظات چہل روزہ سے آپ کے خانقاہِ شاہ غلام علی ؒ میں تین چار ماہ قیام کی مدت مذکور ہے۔

پھر تیسری مرتبہ آپ نے ۱۲۳۷ھ/ ۱۸۲۱ء کو دہلی میں قیام کا ذکر اپنی ایک یادداشت میں کیا ہے جو کہ تحفہ اثنائے عشریہ کے آخر میں تحریر ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں۔

الحمد للہ والمنہ کہ بتاریخ دھم ماہ جمادی الاوّل در سنہ دوازدہ صد وسی و ہفتم از ھجری مقدسہ محمدیہ علیہ وآلہ واصحابہ الصلوٰۃ السرمدیہ در دار الارشاد شاہ جہاں آباد مقابلہ و تصحیح این کتاب فصیح (تحفہ اثناء عشریہ)

---

(۱) امام الدین: مقامات طیبین، قلمی ص ۱۰

Marfat.com

باختتام رسید و دربعض مواضع عبارات عربیه شکی باقی مانده ان شاء الله تعالیٰ بشرط بهم رسیدن کدام نسخه صحیحه از اله آن نموده آید و منم بندهٔ مسکین طالب دوام حضور فقیر غلام محی الدین متوطن بلدهٔ قصور رزقنی الله تعالیٰ کمال مرتبه الاحسان بحرمه سید البشر والجان علیه الاف التحیة والسلام من الملك العلام۔

مخطوطہ کے آخر میں یہ قطعہ تاریخ اتمام ہے:

تاریخ اتمام تصنیف این کتاب شریف

تحفه را یك فن مدان که درو | سوی هر معرفت سراغ آمد
سوی الفاظ و معانیش بنگر | هست دریا که ایاغ آمد
بس که نورِ هدایت است درو | سال تاریخ او ز "چراغ" آمد

اس قطعہ سے ۱۲۰۴ھ (چراغ) برآمد ہوتا ہے جو تحفہ اثناء عشریہ کا سال تکمیل ہے، تحفۂ اثناء عشریہ کا سال تالیف ۱۲۰۰ھ کتاب کے خاتمہ میں مندرج ہے یقینا حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اس کی تکمیل میں مصروف رہے ہوں گے اور ۱۲۰۴ھ میں اسے مکمل کیا، چونکہ یہ ''قطعہ اتمام تصنیف'' مصنف کے ایک تلمیذ کی تصنیف ہے اس لئے اسے لائق اعتنا سمجھنا چاہیے۔

تحفہ اثنائے عشریہ کا یہ خطی نسخہ سیّد نجیب علی نے کتابت کیا اور اس کے ۶۳۶ صفحات ہیں، سطور فی صفحہ ۲۵ ہیں، یہ نسخہ کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد (ذخیرہ مولانا قصوری) میں محفوظ ہے۔

Marfat.com

سلسلۂ ارشاد

مولانا قصوری ؒ حضرت شاہ غلام علیؒ کی وفات (۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ھ) کے بعد تیس سال تک مسند ارشاد پر متمکن رہے، طالبان حق کو توجہ دینا، درس و تدریس اور اولاد کی تعلیم و تربیت میں عمر عزیز صرف کی چنانچہ آپ کے خلفاء میں سے جن حضرات کی خانقاہیں اب تک معروف ہیں ان میں سے

۱...... مولانا غلام نبی للٰہ شریف، ضلع جہلم، پنجاب

۲...... ڈیرہ اسمٰعیل خان

۳...... بھیرہ

۴...... نمک میانی

اور مولوی امام الدین کی روایت کے مطابق نہ صرف ہندوستان بلکہ بلخ تک آپ کے خلفاء صاحب ارشاد تھے۔(۱)

اپنے مخلصوں کی پاس خاطر کے لیے سال میں ایک دو مرتبہ سفر ضرور فرماتے تھے چنانچہ پاک پٹن، لاہور، بھیرہ، نمک میانی، شاہ پور، چوہڑ کانہ، ڈیرہ اسمٰعیل خان اور ڈیرہ غازی خان وغیرہ عموماً جایا کرتے تھے، رمضان شریف کا پورا مہینہ موضع مٹھ ٹوانہ میں گزارتے تھے، لاہور میں آپ کا قیام مزنگ میں ہوتا تھا۔(۲)

ایسی گفتگو جسے شطحیات صوفیہ کہا جاتا ہے سے مکمل اجتناب کرتے تھے، شرع شریف سے سرمو تجاوز نہیں کرتے تھے۔

وفات

روز پنجشبہ ۲۱ ذی قعدہ بوقت عین زوال بحالت مراقبہ ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء میں

---

(۱) امام الدین: مقامات طیبین ص ۱۲ (۲) ایضاً ص ۱۵

Marfat.com

مولانا قصوریؒ نے وصال فرمایا، عمر تقریباً (۶۹) برس تھی بہت سے اصحاب کبار نے قطعات تاریخ وفات لکھے جو سلسلۃ الاولیاء اور مجمع التواریخ اور مقامات طیبین میں درج ہیں۔

اولادِ امجاد

آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادہ حافظ عبدالرسولؒ اور دو صاحبزادیاں تھیں۔

حضرت صاحبزادہ عبدالرسول ۱۲۳۵ھ میں تولد ہوئے (۱)۔ حضرت قصوریؒ نے ان کی ولادت سے ایک سال پہلے ہی اپنی تصنیف تحفہ رسولیہ میں اپنے ہاں تولد فرزند کی بشارت اور فرزند دلبند کو نصائح تحریر کئے ہیں (۲)۔ نیز اس میں صاحبزادہ کی جن صفات کا ذکر کیا ہے صاحبزادہ صاحب واقعی ان تمام صفات کے حامل تھے، صاحبزادہ صاحب نے علوم متداولہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے ہی کی اور اس کے علاوہ علمائے زمانہ سے بھی اکتساب کیا اور والد کی زندگی ہی میں درس وتدریس اور ارشاد وتلقین کا سلسلہ شروع کر دیا (۳)۔

حضرت عبدالرسول فسادِ زمانہ کے سبب تصنیف وتالیف نہیں کر سکے، حافظ سیّد محمد صاحب نے لکھا ہے:

> ''از تصانیف کتب بہ سبب فساد زمانہ اکثر مجتنب می بودند ...چند خطبہ جات جمعہ و عید از تصانیف آنجناب مشہور و مقر علماء زمانہ اند۔'' (۴)

راقم حافظ عبدالرسول قصوریؒ کے مکاتیب کا ایک مجموعہ مرتب کر رہا ہے۔

صاحبزادہ حضرت حافظ عبدالرسول قصوریؒ نے بعمر انسٹھ (۵۹) سال ۱۲۹۴ھ/

---

(۱) غلام محی الدین کنجاہی: مجمع التواریخ قلمی ورق ۱۴ ب

(۲) غلام محی الدین قصوری، مولانا: تحفۂ رسولیہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۰۸ھ ص ۵۷۔ ۶۲

(۳) سید محمد، حافظ: بستان معرفت، لاہور، ۱۳۰۳ھ ص ۳ (۴) ایضاً ص ۳۔ ۴

Marfat.com

۱۸۷۷ء بروز سہ شنبہ ۲۱ محرم وفات پائی (۱) اور قصور ہی میں اپنے والد بزرگ کے احاطہ میں دفن ہوئے صاحبزادہ صاحب کی نرینہ اولاد نہیں تھی، صرف دو لڑکیاں تھیں، شجرہ نسب یہ ہے:

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ

- صاحبزادہ عبدالرسول
  - مائی حیات بی بی (زوجہ سید غلام حسین بن (۲) گل شیر شاہ)
    - سید محمد شاہ
      - منظور معروف بہ حاجی شاہ
        - باقر علی (لاولد)
        - عارف شاہ (لاولد)
        - حیات بی بی (زوجہ سید ارشاد حسین شاہ)
          - صفدر محمود
          - اختر مسعود
          - خالد محمود
          - راجہ شاہ مرحوم
      - محمد معصوم (ف ۱۳۱۰ھ)
    - سید احمد شاہ
      - روف احمد (۳)
        - محمدی
        - امۃ الرحمٰن
      - نذیر احمد (از زوجہ دیگر دو دختر)
        - شبیر احمد شاہ (مصنف انوار محی الدین)
          - منیر احمد شاہ
        - علی احمد شاہ
- بی بی حافظ زوجہ مولانا غلام علی قصوری
- بی بی پارسا زوجہ مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری

---

(۱) سید محمد، حافظ: بستان معرفت، ۱۵، ۱۶، امام الدین: مقامات طیبین، قلمی ص ۲۶

(۲) سید غلام حسین کے اور دو بیٹے کرم حیدر شاہ اور حسن شاہ آپ کی دوسری بیوی کرم بی بی کے بطن سے بھی تھے۔

(۳) صاحبزادہ روف احمد شاہ کا عقد ۱۳۳۳ھ کو صاحبزادی محترمہ صدیقی (ف ۱۳۵۰ / ۱۹۳۲ء) بنت حضرت شاہ ابوالخیر مجددی سے ہوا، تعلقات خراب رہے صاحبزادی صاحبہ میکے ہی رہیں ان سے دو صاحبزادیاں محمدی اور امۃ الرحمٰن تولد ہوئیں (زید، ابوالحسن فاروقی: مقاماتِ خیر، دہلی ۱۳۹۲ھ ص ۱۲۔ ۱۳)

Marfat.com

اس وقت حضرت صاحبزادہ حافظ عبدالرسولؒ کی دختری اولاد، حضرت مولانا غلام محی الدینؒ کے مزار مبارک واقع قصور پر سجادہ نشین ہے، جناب حکیم سیّد ارشاد حسین شاہ صاحب اور جناب علی احمد شاہ صاحب اپنے طور پر بزرگوں کے عرس کرتے ہیں۔

خلفاء

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ کے بڑے جلیل القدر تلامذہ و خلفاء تھے، جنھوں نے پنجاب کے انتہائی نامساعد حالات میں بھی اسلام کی شمع فروزاں رکھی۔

آپ کے صاحبزادے حافظ عبدالرسولؒ آپ کے جانشین و خلیفہ تھے، ان کے علاوہ آپ کے مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱...... حضرت مولانا غلام نبی للّٰہی، خانقاہ شریف لِلّٰہ، ضلع جہلم

۲...... مولانا غلام مرتضیٰ بیر بل شریف، ضلع سرگودھا

۳...... مولانا حافظ نور الدین چکوڑی، ضلع گجرات

۴...... مولانا علم الدین و حافظ محمد الدین برادران حافظ نور الدین چکوڑی مذکور

۵...... مولانا مفتی غلام محی الدین، نمک میانی

۶...... صاحبزادہ غلام احمد، نمک میانی

۷...... مولانا غلام محمد، مرالی نزد ڈیرہ اسمٰعیل خان

۸...... مولانا بدر الدین، اوچ لدھے کی، نزد للیانی (مضافات لاہور و قصور)

۹...... مولانا غلام دستگیر قصوری ہاشمی، داماد، شاگرد و خلیفہ

۱۰...... مولانا محمد اشرف بھیروی (۱) حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے بھی صحبت یافتہ

---

(۱) مولانا محمد اشرف بھیروی نے ۱۲۷۹ھ میں انتقال کیا (غلام محی الدین کنجاہی: مجمع التواریخ، قلمی ورق ۱۱ ب)

Marfat.com

تھے۔(سلسلۃ الاولیاء ص ۱۱۸)

۱۱...... مولانا کرم الٰہی بھیروی

۱۲...... مولانا عطاء اللہ قندھاری

۱۳...... مولانا محمد صالح کنجاہی

۱۴...... مولانا سلطان احمد کانگڑہ والے

۱۵...... میاں غلام محمد ساکن قصبہ چودھواں، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

۱۶...... میاں شیر محمد کلاچی والہ

۱۷...... مولوی غلام حسن ساکن ڈیرہ اسماعیل خان

۱۸...... پیر فضل شاہ (پنجابی شاعر) مدفون نواں کوٹ، لاہور

حضرت مولانا قصوریؒ کے خلفاء ان کے علاوہ بھی تھے، ان تمام حضرات کے حالات قلمبند کرنا ممکن نہیں ان شاء اللہ زیر ترتیب کتاب حیات مولانا قصوری میں تفصیل سے لکھے جائیں گے۔

ان خلفاء میں مولانا غلام دستگیر قصوری، مولانا غلام نبی للہی، مولانا حافظ غلام مرتضیٰ بیربلوی اور حافظ نور الدین چکوڑی کے کارہا دینی وروحانی بہت معروف ہیں۔

حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری کے خلفاء میں علمی تحقیقات خصوصاً علم کلام کے تبحر میں جو شہرت مولانا غلام دستگیر قصوری کو حاصل ہوئی وہ کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوئی، انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی، اہل تشیع اور غیر مقلدین کے نظریات کا بھر پور علمی انداز میں ردّ کیا، انگریزوں کے زیر اثر پاکستان وہند کے علماء میں جو آزاد خیالی کے مسموم اثرات سرایت کر رہے تھے ان کے خلاف باقاعدہ ایک محاذ بنا کر راسخ العقیدگی کو فروغ دیا سب سے بڑا کارنامہ یہ انجام دیا کہ فقہ حنفی جس کی بنیادیں اسی آزاد خیالی کی فضا میں کمزور کی جارہی تھیں کا بھر پور طور پر دفاع کیا، آپ کی بہت سی

Marfat.com

تصانیف ورسائل ہیں جن میں سے اکثر آپ نے خود شائع کئے تھے جواب بہت حد تک کمیاب ہیں، عزیز القدر جناب محمد ثاقب رضا قادری کو رب کریم جزائے خیر دے کہ انہوں نے یہ چھوٹے بڑے گرانبہا رسائل جمع کر دیئے ہیں جن کے دو ضخیم مجموعے اردو تراجم سمیت شائع ہو چکے ہیں (۱)۔ تیسری جلد زیر ترتیب ہے۔

کتب خانہ

حضرت مولانا قصوریؒ کا نہایت بیش قیمت کتب خانہ تھا جو بالآخر تباہ و برباد ہو گیا راقم احقر کو اللہ کے فضل و کرم سے اس کے باقی ماندہ آثار میں سے سات الماریاں کتابوں سے بھری ہوئی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔

حضرت صاحبزادہ عبدالرسولؒ اس کتب خانہ کو نہایت عزیز رکھتے تھے چنانچہ روزِ وفات نہایت حسرت سے کتب خانہ کی چابیاں اپنے نواسے حضرت سیّد حافظ محمد مرحوم کو عنایت کیں، لکھتے ہیں:

''کلید ہای کتب خانہ حوالہ این فقیر کردند (۲)

اس کی تباہ شدہ حصے میں مخطوطات کے متفرق اوراق سے بھری ہوئی ایک بوری بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا جس سے یہ واضح ہوا کہ فقہ، حدیث اور تصوف کی نادر کتب جن سے آج دنیا کے اہم کتب خانے محروم ہیں اس کتب خانہ کی زینت تھیں پھر سیّد محمد صاحب مرحوم کی مجذوب اولاد کے ہاتھوں یہ کتب خانہ لٹنا اور تباہ ہونا شروع ہوا۔

---

(۱) رسائل محدث قصوری جلد اول و دوم، شریک مرتب مولانا محمد افروز قادری چریا کوٹی و مفتی محمد سعید صابر نعیمی، ناشر اکبر بک سیلرز، لاہور

(۲) محمد قصور، حافظ، سیّد: بستان معرفت ص ۱۳

Marfat.com

راقم کے معاصر بزرگ مولانا سیّد محمد طیب شاہ ہمدانی ساکن قصور کی روایت ہے کہ ان میں سے ایک مجذوب الحال صاحبزادہ جس چوغہ والے بزرگ کو دیکھتے تھے اسے بے دریغ کتابیں دے دیتے تھے، اس دوران مولانا ہمدانی صاحب کو بھی کچھ مخطوطات انہوں نے بطور تحفہ دیئے جواب تک ان کے پاس محفوظ ہیں۔

راقم کو ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کا ایک رقعہ دستیاب ہوا ہے جس میں حافظ سیّد محمد صاحب مرحوم سے مخطوطات بطور استفادہ مستعار لینے کا ذکر ہے۔

آخر اس کا تباہ شدہ باقی حصہ حکیم سیّد ارشاد حسین شاہ صاحب مذکور کے قبضے میں ۱۹۵۰ء کو آیا جسے انہوں نے حفاظت سے رکھا اور راقم کی مسلسل جدوجہد سے حکیم صاحب قبلہ نے یہ سارا کتب خانہ ۱۸ فروری ۱۹۷۴ء کو کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں محفوظ کروادیا ہے۔

تصانیف

حضرت مولانا قصوریؒ کثیر التصانیف عالم تھے، لیکن نشیب و فراز زمانہ سے بہت سی کتابیں تلف ہوچکی ہیں اب تک احقر کو آپ کی تصانیف میں سے صرف اٹھارہ رسائل اور مجموعہ ہای مکاتیب کا علم ہوا ہے جن کی مختصر فہرست یہ ہے:

۱...... شرح گلستان سعدی ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء
مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، قلمی بخط مصنف مولانا قصوریؒ

۲...... رسالہ علم میراث بسال رمضان ۱۲۲۷ھ/ ۱۸۱۲ء
قلمی بخط مصنف مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد

۳...... تحفۂ رسولیہ (خصائص، مناقب و معجزات حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) بسال

Marfat.com

۱۲۳۴ھ (فارسی نظم)

متعدد مرتبہ طبع ہوا، طبع محمدی لاہور ۱۳۰۷ھ کا مطبوعہ نسخہ راقم کے پیش نظر ہے۔

۴......زادالحاج (مسائل حج وزیارت) پنجابی نظم

اب تک اس کے دو خطی نسخے راقم کی نظر سے گزرے ہیں:

(i) ذخیرہ حافظ محمود خان شیرانی، کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور نمبر ۶۶۷

(ii) نسخہ کتب خانہ شخصی مولانا سیّد محمد طیب شاہ ہمدانی، قصور بخط مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم

۵......رسالہ نظامیہ (در بحث وحدت الوجود) فارسی نظم، بفرمائش شیخ معاصر سیّد نظام الدین کھیم کرنی (ف ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء) (۱)

اس کے دو خطی نسخے میرے علم میں ہیں:

۱......کتب خانہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع، لاہور (۲)

۲......کتب خانہ مولانا سید محمد طیب شاہ ہمدانی قصور

۶......رسالۃ المبرورۃ فی تجویز اسماء المشہورۃ (دررد مولوی محمد خرم دہلوی) فارسی نثر

اس رسالہ میں غلام محی الدین، عبدالرسول اور عبدالنبی وغیرہ نام رکھنے کے جواز میں دلائل بھی دیئے گئے ہیں، اس کا خطی نسخہ بخط مولانا غلام نبی للّٰہی، کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد میں محفوظ ہے۔

۷......حلیہ مبارک حضرت نبی کریم ﷺ، قلمی ذخیرۂ شیرانی، دانش گاہ پنجاب، لاہور نمبر ۱/۶۲۸۰

---

(۱) محمد بشیر حسین: فہرست مخطوطات شیع، لاہور، ۱۹۷۲ء ص ۲۹۵

(۲) مبارک علی شاہ: ذکر خیر (درحالات مولانا شاہ عبدالحق محدث قصوری) ص ۵-۶

Marfat.com

۸...... الفاظ چند، قلمی، ذخیرہ شیرانی ۳/ ۶۵ ۳۳ ۳

۹...... دیوان حضوری قصوری

آپ کے نعتیہ اشعار اور مناقب بزرگان کا مجموعہ ہے اس کے دو خطی نسخے معلوم ہیں۔

۱...... مملوکہ حکیم سیّد ارشاد حسین شاہ صاحب، قصور

۲...... مملوکہ سیّد شبیر احمد شاہ مرحوم

اس دیوان کے بعض اجزاء (قصیدہ محمدی، قصیدہ شفائی، نعت شریف، مدح حضرت غوث الاعظمؒ در بعض مدحیات پنجابی) مع اُردو ترجمہ مولوی غلام رسول گوہر نقشبندی نے قصور سے ۱۹۷۶ء میں بنام احسن الکلام گوہر نظام شائع کیے۔

۱۰...... اسرار الحقیقۃ (مدح)

قلمی مخزونہ کتب خانہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسمٰعیل خان (۱)

۱۱...... خطبات حضوری (مجموعہ خطبات عیدین و جمعہ) مطبوعہ لاہور

۱۲...... مکاتیب طیبہ (مجموعہ مکتوبات مولانا قصوریؒ) مرتبہ صاحب مکتوبات خود مولانا قصوریؒ

اس میں اپنے پیر بزرگوار حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ اور دیگر احباب کے نام مکتوبات ہیں اس کے دو خطی نسخے موجود ہیں:

۱...... ذخیرہ شیرانی، کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۱۵۱/ ۷ ۸۴ ۷ ۳

۲...... کتب خانہ شخصی محمد اقبال مجددی، ذخیرۂ مجددی (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور)

۱۳...... مکاتیب شریفہ بنام مولانا غلام نبی للہی جامع حضرت للہی، اس کے دو خطی نسخے

(۱) تسبیحی، محمد حسین: کتابخانہ ہای پاکستان، اسلام آباد ۱۹۷۷ ص ۱۷۷

Marfat.com

موجود ہیں:

ا...... ذخیرہ شیرانی

۲...... ذخیرہ محمد اقبال مجددی، ذخیرہ، مجددی (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور)

۱۴...... مکتوبات بنام مولوی محمد صالح کنجاہی

مشمولہ ضمیمہ سلسلۃ الاولیاء مولفہ محمد صالح کنجاہی، قلمی مملوکہ پروفیسر احمد حسین احمد صاحب، گجرات

۱۵...... مکتوبات بنام مولوی غلام محمد، اس کے دو خطی نسخے موجود ہیں۔

اول ...... بخط مصنف (صاحب مکتوبات) مملوکہ حکیم سیّد ارشاد حسین شاہ صاحب، قصور

دوم...... نقلش مملوکہ محمد اقبال مجددی، کاغذ کہنہ

۱۶...... مجموعہ مکتوبات حضرت قصوری بنام یاران خود

متفرق مکتوبات کا مجموعہ جامع راقم محمد اقبال مجددی

مکتوبات شریفہ (متفرق مکتوبات حضرت غلام محی الدین قصوری مولانا غلام دستگیر قصوری مرتبہ رضوانہ خالق، مقالہ برائے ایم فل فارسی، جی سی یونیورسٹی، لاہور (۲۰۰۸ء)

۱۷...... بیاض نظم ونثر

۱۲۳۲۔۱۲۶۹ھ اس میں اپنے معاصرین کے سنین وفات وغیرہ نظم کیے ہیں، خطی نسخہ کتب خانہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع میں ہے۔ (۱)

شرح درود مستغیثات، پنجابی نظم، مشمولہ رسالہ دراظہار انکار المنکرین تالیف مولانا نبی بخش حلوائی لاہوریؒ، لاہور ۱۹۷۳ء ص ۴۹۔۶۴

Marfat.com

ان کے علاوہ مولوی امام الدین نے ان رسائل کا ذکر کیا ہے جن کے وجود کا تا حال ہمیں علم نہیں ہے۔لیکن ان میں سے بعد میں چند ایک معلوم ہو گئے ہیں۔

۱......خلاصۃ التقریر فی مذمت الغنا والمزامیر (۲) (فہرست مشترک ۳/۱۷۰۶)

۲......قصیدہ شفاعتیہ، این رسالہ خرد در مدح پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم (است)

۳......مدح پیرزال در زبان نظم فارسی و پنجابی و مدح حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ (ممکن ہے کہ یہ آپ کے دیوان کا جزو ہوں۔) مطبوعہ، قصور

۴......شجرہ ہای خود طریقہ مجددیہ، قادریہ و چشتیہ در نظم فارسی (۳)

رسالہ ردّ فرقہ وہابیہ۔ در اثبات استماع موتی است۔ (۴)

مولوی امام الدین نے آپ کی آخری زندگی کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی ہے۔

''اخیر عمر خود ایشاں در مذمت فرقہ ضالہ نجدیہ وہابیہ از حد زیادہ می کردند دوستان و آشنایان خود را از کید و مکر آن مردو دان خبردار می فرمودند چنانچہ در رد آنہا یکی از غزل (۵) معمورہ اند'' (۶)

۵......حواشی مشکوٰۃ المصابیح

یہ وہ نسخہ شریفہ (مکتوبہ ۹۹۱ھ) ہے جسے آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث کی خدمت میں دہلی میں پڑھا تھا اور جس میں شاہ صاحب کی عطا کردہ سند

---

(۱) محمد بشیر حسین ڈاکٹر: فہرست مخطوطات شفیع۔ص ۱۹۷

(۲) امام الدین: مقامات طیبین ص ۱۳

(۳) ایضاً ص ۱۴ (۴) ایضاً ۱۳

(۵) یہ غزل آپ کے کتب خانہ کے ایک خطی مجموعہ (تحفہ وہابیہ رسالہ در رد وہابیہ از مولوی عبدالحق پٹنی گجراتی) کے مابین مجلد ہے یہ مجموعہ اس وقت کتب خانہ مسجد مولوی محمد شریف نوری، لاہور میں موجود ہے

(۶) امام الدین: مقامات طیبین ص ۱۴

Marfat.com

حدیث اصل مع مہر مجلد ہے، یہ حواشی نہایت باریک خط میں آپ نے خود تحریر کئے ہیں، حکیم ارشاد حسین کی وفات کے بعد ان کے فرزندوں نے یہ بیش بہا خطی نسخہ افغانان کو فروخت کر دیا ہے۔

۵...... تصحیح و تحشیہ تفسیر حسینی (جلد اول) حضرت قصوری نے یہ جز خود اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔

کئی مقامات کے حواشی پر اپنا نام بصراحت تحریر کیا ہے یہ کام قبل ۱۲٦۷ھ کا ہے۔

٦...... اردو اشعار: ایک اور بیاض حضرت قصوری کی ہے جس میں آپ نے اردو اشعار اور شجرات بھی نظم کیے ہیں یہ پورا مجموعہ ہمارے نزدیک بیاض ثانی کے طور پر ہے۔

۷...... شجرہ نامہ قادریہ و نقشبندیہ، قلمی نسخہ ذخیرہ حضرت خواجہ قصوری در کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد، شمارہ ۵٦۷۵

۸...... جواز استمداد من اہل القبور تالیف حضرت قصوری کا رد محمد بن غلام اکبر خوشابی نے سماع موتیٰ و استمداد کے نام سے لکھا تھا، خطی نسخہ مخزونہ نیشنل میوزیم، کراچی نمبر ۱۴۸۔۱۹٦۸۔N.M (فہرست نسخہ ہای خطی فارسی)

Marfat.com

ملفوظات چہل روزہ

مشائخ کے ملفوظات ہماری مذہبی، معاشرتی اور فکری تاریخ کے سب سے اہم ماخذ ہیں، انہیں نظر انداز کر کے کوئی مورخ بھی کسی عہد کی معاشرتی زندگی اور انسانی فکر و عمل کے نشیب و فراز کی صحیح عکاسی نہیں کر سکتا۔

اس اعتبار سے جب ہم حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ کی ملفوظات کے پیش نظر مجموعہ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو اس وقت اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہمیں اس دور کے ملفوظاتی لٹریچر میں انتہائی فقدان نظر آتا ہے، خصوصاً تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) جبکہ سارا ہندوستان سیاسی انتشار کا شکار تھا اس اہم موضوع کی طرف بہت کم توجہ کی گئی، اس سے اندازہ لگانا دشوار نہیں ہے کہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ جیسی ہمہ گیر شخصیت کے ملفوظات کا اب تک صرف ایک ہی مجموعہ سامنے آیا ہے وہ بھی پوری زندگی کے سخنان نہیں ہیں بلکہ چند ماہ کے ہیں یعنی

درالمعارف

دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ اس دور کا قلیل ملفوظ لٹریچر ١٨٥٧ء کی جنگ آزادی کے شعلوں کی نذر ہو چکا ہے۔

ملفوظات چہل روزہ میں اس کے جامع فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ شاہ صاحب کے ملفوظات سے آپ کے خلفاء نے دفاتر جمع کرر کھے ہیں:

”بعضی خلفائے اجلہ را یافتم کہ بقصد نفع عباداللہ در صدد جمع اکثر ملفوظات آن کریم الذات شدہ بتدوین دفاتر پرداختہ اند“

ظاہر ہے کہ ان دفاتر میں سے بہت ہی کم مواد اس وقت دنیا کے غیر معروف

Marfat.com

کتب خانوں میں دبا پڑا ہوگا، یہ بھی مسلمہ امر ہے کہ یہ سخنان میدان تصوف کے کسی نووارد کے نہیں ہیں بلکہ اس بزرگ شخصیت کے کلمات ہیں جس کی زندگی کے چھیاسٹھ سال صرف دہلی جیسے مرکزی شہر میں گزرے جہاں کے اثرات سارے ہندوستان پر براہِ راست پڑتے تھے، اگرچہ پیشِ نظر ملفوظات کا یہ مجموعہ بھی ساری زندگی کا نہیں ہے بلکہ صرف چالیس روزہ حاضری کی رُوداد ہے لیکن یہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ دورِ آخر کے تمام تر تجربات کا حاصل ہے۔

سال تدوین

قارئین کو تعجب ہوگا کہ اس مجموعہ ملفوظات میں سال تحریر کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا اگرچہ بعض مقامات پر تاریخیں مندرج ہیں مثلاً ۲۹ شعبان ۲۲۔ ۲۳ رمضان المبارک اور عید الفطر وغیرہ لیکن سال حاضری کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا۔

اس سے سال تحریر کا اندازہ لگانا کچھ دشوار نہیں کیوں کہ مختلف مقامات پر اس میں ایسے کئی اشارات ملتے ہیں جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ مجموعہ کس سن میں مرتب ہوا اس میں ایک مقام پر شاہ صاحب کا یہ ارشاد درج ہے کہ جب ہم دہلی پہنچے تو اس وقت ہماری عمر سترہ برس تھی اور آج ساٹھ (۶۰) برس ہمیں یہاں قیام کیے گذر چکے ہیں، اس سے یہ قرآئن سامنے آتے ہیں:

۱...... آپ کی ولادت جیسا کہ ہم نے شروع میں ۱۱۵۶ھ/ ۱۷۴۳ء لکھی ہے۔

۲...... لہٰذا آپ (۱۱۵۶+۱۷ = ۱۱۷۳ھ/ ۱۷۵۹ء) میں دہلی پہنچے

۳...... اب اگر ۱۱۷۳ھ میں ساٹھ سال مدت قیام جمع کریں تو ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء برآمد ہوتا ہے جو اس ملفوظات کے مجموعہ کا قیاسی سال ترتیب اور حضرت جامع کی حاضری کا سال ہے۔

Marfat.com

یہ ملفوظات مولانا غلام محی الدین نے اپنی دوسری حاضری کے موقع پر جمع کیے۔

چند اہم نکات

اس مجموعہ کے چند قابل توجہ مختصات کا بیان بے محل نہ ہوگا۔

۱......اس میں جا بجا حضرت مرزا صاحب وقبلہ کے اقوال نقل کئے گئے ہیں اس سے قارئین اس غلط فہمی کا شکار نہ ہوں کہ یہاں حضرت میرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ کے علاوہ کوئی اور شخصیت بھی مراد ہیں۔ جنہیں قبلہ کہا گیا ہے بلکہ یہ حضرت شاہ غلام علیؒ کا تکیہ کلام تھا جیسا کہ آپ کے دوسرے معروف مجموعہ ملفوظات اور درالمعارف میں متعدد مقامات پر ایسا ہی درج ہوا ہے۔ (۱)

حاصل یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب وقبلہ ایک ہی شخصیت کی طرف اشارہ ہے۔

۲......اس میں انگریزوں کی صنعت انجماد آب (برف سازی) کا بھی ذکر آ گیا ہے وہ اس طرح کہ آپ کو ایک مرتبہ ٹھنڈے پانی کی طلب ہوئی، پانی حاضر کیا گیا تو اس کی خنکی طبع شریف کے موافق نہیں تھی آپ کے ایک مرید نے جو حکومت انگریزی کا ملازم تھا عرض تھا کہ:

> ''انگریز صنعتی مہیا ساختہ اند کہ آب فی الفور در ظرف منجمد می گردد لاکن بر آن مبلغہا بسیار خرچ می شوند''

یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس بھی انجمادِ آب کا ایک طریقہ ہے جس میں کچھ خرچ نہیں ہوتا، چنانچہ آپ نے حاضرین میں سے خواجہ حسن مودودیؒ سے

---

(۱) رافت، روف احمد: درالمعارف، ترکی، ۳۵، وبہ بعد

Marfat.com

فرمایا کہ دوسو مرتبہ اس پانی پر الا اللہ کی ضرب مع بادکش لگاؤ چنانچہ ایسا کیا گیا تو پانی فی الفور سرد ہو گیا۔

۳...... ملفوظات ہذا کے مطالعہ سے یہ بھی انکشاف ہوتا ہے کہ حضرت شیخ صدیق جالندھری نے اپنے مرشد کے مکتوبات کی شرح لکھی تھی۔

۴...... اس کے خاتمہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جامع ملفوظات ہذا اپنے قیام درگاہ حضرت شاہ غلام علیؒ کے دوران یہ سخنان بلندنشان مختلف کاغذات پر تحریر فرماتے رہے پھر واپس قصور پہنچ کر اس کی تسوید سے تبییض کا موقع نہ مل سکا، آپ کے خلیفہ ارجمند حضرت مولوی غلام نبی للہیؒ نے متعدد مرتبہ اس کی طرف آپ کی توجہ بھی مبذول کروائی لیکن یہ کام تعویق میں ہی رہا، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی پھر صاحبزادہ حضرت حافظ عبدالرسول بن جامع ملفوظات کے ایما پر ان متفرق اور کہنہ پرچوں کو جمع کر کے ''بہ ترتیب لائق وترکیب فائق'' مجموعہ کی صورت میں جمع کیا۔

Marfat.com

مولوی محمد صالح کنجاہی نقشبندی

مجمع التواریخ کے مصنف کا تعلق پنجاب کے مردم خیز قصبہ کنجاہ سے ہے، جو گجرات سے سات میل بجانب مغرب پھالیہ روڈ پر واقع ہے۔

یہاں کے علماء وشعراء میں سے ملا محمد اکرم غنیمت، علامہ محمد ماہ صداقت اور مولوی محمد صالح نے اپنی بھرپور صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا کر تخلیقی ادب میں قابل قدر اضافہ کیا جس کی وجہ سے یہ قصبہ اہل قلم کی توجہ کا مرکز بن گیا، ان کے علاوہ یہاں کے نامور علماء میں سے شیخ ابوالبقا کنجاہی مرید حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ (ف ۱۰۶۴ھ/ ۱۶۵۳ء جو ملا غنیمت کے چچا تھے (۱)، قاضی محمد عبدالنبی ف ۱۰۸۸/ ۱۶۷۸ء میں کنجاہ کے قاضی تھے۔(۲)

قاضی محمد خوش محمد بن قاضی عبدالنبی، حضرت نوشہؒ کے مرید اور کنجاہ کے قاضی تھے۔(۳)

قاضی عبدالنبی مرید حضرت نوشہؒ بھی کنجاہ کے قاضی (۴) اور شرح قصیدہ بردہ، رسالہ در حالات حضرت نوشہ (مشمولہ رسالہ (۵) اور تذکرہ قاضی رضی الدین

(۱) صداقت، محمد ماہ، ثواقب المناقب، قلمی مملوکہ مولانا سیّد شرافت نوشاہی

(۲) محمد عالم عبدالباسط: تاریخ سادات خوارزمیہ ص ۷۰

(۳) احمد علی سندیلوی: مخزن الغرائب، قلمی ورق ۱۰۱-ا، علی حسن: صبح گلشن ۱۵۶، شرافت نوشاہی: شریف التواریخ ۳/ ۱۴۱، محمد اسلم پسروری: فرحت الناظرین مترجم محمد ایوب قادری ۸۹

(۴) احمد بیگ لاہوری: رسالہ قلمی مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی ورق ۳۶۲

(۵) ایضاً ورق ۱۱۲-۱۲۲

Marfat.com

کے مصنف تھے، ان کے اشعار صداقت نے نقل کئے ہیں۔(۱)

خاندانی تحریرات کے مطابق قاضی رضی الدین کا انتقال ۱۱۱۳ھ/۱۷۰۱ء میں ہوا، مفتی غلام سرور نے سال وفات (۲) ۱۱۵۲ھ درست نہیں لکھا ہے۔(۳)

شیخ نظر محمد مرید (۴) حضرت نوشہؒ کے دو بیٹے تھے اوّل ملا محمد اکرم غنیمت اور دوسرے کا نام معلوم نہیں ہے، اس معلوم صاحبزادے کے دو فرزند تھے علامہ محمد ماہ صداقت اور شیخ محمد (۵)

ملا محمد اکرم غنیمت کا شمار پنجاب کے معروف ترین فارسی شعراء میں ہوتا ہے، انہوں نے پنجاب کو نیرنگ عشق جیسی مثنوی دے کر ادبی دنیا میں بلند مقام عطا کیا ہے (۶)۔

علامہ محمد ماہ صداقت، شیخ عبدالرحمن دہلوی کے مرید تھے، ان کے والد، نواب ارادت مند خان شرف الدولہ بہادر کی طرف تحویلدار خزانہ تھے، مہمات ملکی میں ان کے ہمراہ رہتے تھے (۷)، صداقت کابل میں پیدا ہوئے (۸) مروجہ علوم اپنے چچا ملا غنیمت سے پڑھے تھے، ان کو نظم ونثر پر کامل عبور تھا، ثواب المناقب (۹) (در حالات ومقامات حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قدس سرہ) آپ کا لاثانی شاہ کار ہے، اس کے علاوہ فتح نامہ نواب عبدالصمد خان، ساقی نامہ، مثنوی مہتاب، مثنوی

---

(۱) ایضاً ورق ۱۱۹

(۲) غلام سرور، مفتی لاہوری، خزینۃ الاصفیاء ۱/۲۰۲۔ مطبع ثمر ہند، لکھنو ۱۸۷۳ء

(۳) شرافت نوشاہی: شریف التواریخ ۳/۱۶۳۔۱۸۰

(۴) صداقت: ثواب المناقب، قلمی ورق ۱۲۵

(۵) شرافت: شریف التواریخ ۳/۵۱۵

(۶) ایضاً ۳/۲۶۰۔۳۱۰

(۷) صداقت، ثواب، قلمی ورق ۹

(۸) ایضاً ورق ۹

(۹) ثواقب المناقب، قلمی

Marfat.com

چراغان، گل صنوبر، قصہ کلیلہ و دمنہ، دیوان اشعار، رباعیات ابدار، مخمسات رنگین، رقعات، لطائف ہزلیات اور مطلع الاسرار بھی آپ کی تصانیف ہیں، آپ کا انتقال ۱۱۴۸ھ/ ۱۷۲۵ء میں ہوا۔(۱)

صداقت کے علاوہ کنجاہ میں میاں جعفر شاہ بن شاہ درگاہی بھی تھے، حضرت شاہ محمد غوث لاہوری نے ان سے ملاقات کا حال لکھا ہے۔(۲)

صاحب مرآۃ العالم بختاور خان کے مقرب لطف اللہ موہب کا تعلق بھی کنجاہ سے تھا، ان کے صرف دو شعر ملتے ہیں۔(۳)

شیخ یحییٰ کنجاہی نے رائے حاکم سنگھ دیوان کی فرمائش پر مثنوی نیرنگ عشق کی فارسی میں شرح لکھی تھی جس کا خطی نسخہ کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں محفوظ ہے۔(۴)

آباؤ اجداد

ان کے والد کا نام مولوی محمد صالح بن مولوی محمد یار تھا، محمد یار نے وظائف و معمولات کا ایک مجموعہ اپنے بیٹے محمد صالح کے لیے لکھا تھا، وضاحت کرتے ہیں:

''تمام شد درودِ مستغاث برائے برخوردارِ سعادت اطوار نیک کردار نور چشم راحت جان لخت جگر محمد صالح تحریر یافت در ۱۲۴۰ ہجری مقدس یک ہزار و دو صدو

(۱) شرافت نوشاہی: شریف التواریخ، جلد سوم حصہ حصہ سوم ۶۸ ـ ۱۰۳

(۲) شاہ محمد غوث: رسالہ ردکسب سلوک و بیان طریقت وحقیقت، مطبوعہ پشاور، ۱۲۸۳ھ ص ۴۲

(۳) محمد اسلم پسروری: فرحت الناظرین ۱۹۴

(۴) قصبہ کنجاہ کی تاریخ وشخصیات سے متعلق ملاحظہ ہو راقم کا مقالہ ''کنجاہ'' شامل اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہِ پنجاب، لاہور

Marfat.com

چھل بود۔"

مولوی محمد صالح کے پردادا کا نام محمد ادہم تھا(۱)۔اور جد مادری کا نام محمد ابراہیم بن محمد ادہم تھا،فرماتے ہیں:

"حضرت میاں شیخ محمد ابراہیم طیب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ عالم و عامل در زہد و تحمل رفیع الشان بود علم ظاہری از بسیار اساتذہ حاصل نمودہ بود چنانچہ از خدمت حضرت میاں محمد فیض و حضرت مرزا مقصود بیگ و حضرت حافظ محمد یونس و حضرت میاں محمد صالح گجراتی رحمۃ اللہ علیہم و در علم باطن مرید حضرت شاہ سید میر است و والدبزرگوارش حضرت میاں محمد ادہم مرحوم مرید حضرت شاہ محمد غوث (لاھوری) بود، حسن صورت و سیرت وبلقای جہاں آرای خواجہ ہر دوسرای صلی اللہ علیہ وسلم در عالم رویا مشرف شدہ... جد مادری اوستاد پاک نہاداین خاکسار نژاد است،و فاتش روز دو شنبہ وقت ظہر بیست و نہم ماہ ربیع الآخر در سال یک ہزار و دو صد وچھل و سہ (۱۲۴۳ھ) از ہجرت بود قبرش در کنجاہ پایان مرقد حضرت پیر سبز غازی است۔(۲)

(۱) احمد حسین احمد،قریشی: مولوی محمد صالح کنجاہی،مقالہ مشمولہ رسالہ شاہین،زمیندار کالج گجرات،دسمبر ۱۹۶۸ء ص ۱۳۵

(۲) محمد صالح کنجاہی: سلسلۃ الاولیاء،بخط مصنف قلمی مملوکہ جناب پروفیسر قریشی احمد قلعہ داری،گجرات

Marfat.com

کنجاہی کے جد مادری حافظ نور احمد بن حافظ یار محمد تھے، حافظ احمد یار بقول کنجاہی ۱۲۴۳ھ میں فوت ہوئے:

چون جناب حافظ احمد یار باحکم خدا
شد ز دنیا جانب عقبیٰ روان نیک خو
سال تاریخ وفات آنجناب زندہ دل
گفته در شد روزِ محشرباد احمد یار او(۱)
۱۲۴۳ھ

حافظ یار محمد مذکور نے ۱۲۲۶ھ/۱۸۱۱ء میں انتقال کیا:

قطعہ تاریخ وفات حضرت حافظ یار محمد صاحب گنیانوالہ که جد مادری این خاکسار بود چنانچه جد مادری این خاکسار حافظ نور احمد بن حافظ احمدیار بن حافظ یار محمدبود:

حامد الله تارک الدنیا
قدوۂ کاملان اہل تمیز
سال تاریخ او حضوری رب
آفتاب بہشت بالا نیز (۲)

میاں محمد ابراہیم کنجاہی مذکورہ کے ایک صاحبزادے بابا میاں اسمٰعیل نے ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء میں وفات پائی۔

وقت پیشین روز شنبه شانزدہم از ربیع الآخر:

---

(۱) غلام محی الدین کنجاہی: مجمع التواریخ، ورق ۱۰۔ا

(۲) ایضاً ۱۰۔الف

Marfat.com

ربیع الآخرین را شانزدہ بود
بروز شنبہ وقت ظہر گردید
سنین ارتحالش جستم از عقل
خرد گفتا بخاک پاک خوابید (۱)

میاں اسمٰعیل کے برادر کلاں میاں احمد یار نے ۱۲۶۹ھ/ ۱۸۵۲ء انتقال کیا:

وقت دمیدن صبح روز آدینہ بیستم ذی قعد:

بیستم ذی قعد روز آدینہ بود
نیز بدن دمیدان صبحدم
سال تاریخش بجستم از خرد
گفت با آہ و فغاں ھی درود غم (۲)

کنجاہی کے دادا مولوی محمد یار کا انتقال ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۶ء میں ہوا:

روز پنجشنبہ وقت پیشین یاز دہم صفر
"باد منظور جناب وھاب (۳)"

۱۲۷۴ھ

کنجاہی نے اپنے خاندان کی بعض خواتین کے سنین ہائے وفات بھی لکھے ہیں، ان سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے والد کی جد مادری کا نام عظمت خاتون (ف ۱۹ رمضان ۱۲۴۳ھ/ ۱۸۲۷ء) اور جد پدری سلطان بی بی (ف بروز بدھ ۱۴ صفر ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء) اور کنجاہی کی دادی کا نام حسن بی بی (ف سوموار ۲۹ رمضان ۱۲۸۰ھ/ ۱۸۶۳ء) اور کنجاہی کی والدہ کا نام حیات بی بی (ف شب شنبہ ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء)

(۱) ایضاً ورق ۱۲۔الف
(۲) ایضاً ورق ۱۲۔الف
(۳) ایضاً ۱۲ب

Marfat.com

تھا۔(۱)

محمد صالح کنجاہی (والد، کاتب و مرتب مجمع التواریخ)

مولوی محمد صالح کنجاہی، کتاب مجمع التواریخ کے مصنف کے والد، استاد، مرتب اوراس کے کاتب کی حیثیت سے قابل ذکر ہیں، وہ سکھ عہد کے کہنہ مشق خطاط، پر مغز، شاعر، باعمل صوفی اور جید عالم تھے،حدود ۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۵ء میں پیدا ہوئے۔(۲)
ان کی تعلیم و تربیت ان کے نانا شیخ محمد ابراہیم کنجاہی کے ہاں ہوئی جو اپنے وقت کے جید عالم دین تھے(۳) مروجہ علوم کی تحصیل کے بعد مولوی محمد صالح کا زیادہ وقت اہل طریقت کی صحبت میں گزرا، جن مشائخ سے زیادہ عقیدت تھی ان میں حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری، نانا شیخ محمد ابراہیم کنجاہی، شیخ محمد قاسم ابوالوفاء ساکن گولیکی، سید محمد بقاء اور سید شاہ میر پشاوری نبیرۂ حضرت شاہ محمد غوث لاہوریؒ قابل ذکر ہیں لیکن زیادہ رجحان حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری کی طرف تھا۔
مولوی محمد صالح کنجاہی کے خیالات و نظریات سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ اس وقت کی فضا اور مشائخ کے حالات کا مجمل سا خاکہ پیش کیا جائے جن سے محمد صالح متاثر تھے۔

میاں محمد قاسم ابوالوفاؒ

نہایت متبع شرع بزرگ تھے، اپنے والد میاں محمد اسلم کے شاگرد و مرید تھے۔

(۱) غلام محی الدین کنجاہی: قطعات تاریخہائے وفات خواتین براوراق اولین خطی نسخہ سلسلۃ الاولیاء مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد، گجرات

(۲) احمد حسین احمد: مولوی محمد صالح کنجاہی، شاہین ۷ ۱۳۸ـ۱۳

(۳) رجوع کنید باحوال اجدادِ غلام محی الدین کنجاہی

Marfat.com

۲۷ جمادی الآخر ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء میں انتقال کیا، قصبہ گولیکی (کنجاہ سے جانب جنوب) میں دفن ہوئے مولوی محمد صالح نے خود لکھا ہے:

''عابد و زاہد و فقیہ و شب خیز و طبیب کامل در زمان خود بود، شاگرد و مرید والد بزرگوار خود حضرت میاں محمد اسلم است و وی مرید والد خود حضرت حافظ بڈھا است و وی مرید والد خود حضرت حافظ امان اللہ و ودی مرید حضرت میاں محمد مصطفی لاہوری است و وی مرید حضرت میاں جان محمد لاہوری است و وی مرید حضرت میاں وڈا صاحب است رحمتہ اللہ علیہم و بہ شاہ صاحب حافظ سید عبدالرحیم (ساکن مگھووال) نیز اعتقاد کمال داشت، دانا و شیریں زبان متکلم بود بخیر الکلام ماقل و دل نیکو خو و روشن رو پیوستہ بہ تبسم و از اقوال و افعال ما لایعنی محترز کمال بود حضرت سید محمد بقاء را باوی اعتقاد تمام بود بجائے پیر میدانستی پیر روشن ضمیر این فقیر (محمد صالح) است و وفاتش روز شنبہ وقت بامداد بیست و ہفتم از ماہ جمادی الآخر در سال یک ہزار و دو صد و پنجاہ و دو (۱۲۵۲) از ہجرت بود، قبر آں صاحب در موضع گولیکی است کہ سہ کروہ بطرف جنوب از کنجاہ (۱)

(۱) محمد صالح کنجاہی: سلسلۃ الاولیاء قلمی ورق ۶۸ ب۔ ۶۹۔ ا

Marfat.com

سید محمد بقاءؒ

سید عبدالرحیم (۱) کے فرزند ارجمند تھے ۱۲۵۹ھ/ ۱۸۴۳ء میں انتقال کیا، قصبہ مگھووال میں اپنے والد کے پایان میں مدفون ہیں، مولوی محمد صالح ان سے بڑے متاثر تھے، اپنی عقیدت مندی کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

''از علم ظاہری و باطنی حظی وافر داشت ...فرزند حافظ سید عبدالرحیم است طریق نقشبندیہ از حضرت غلام شاہ داشت و وی از والد خود حضرت غلام علی و وی از حضرت شاہ محمد بقا سہرندی و طریقہ سہروردیہ از حضرت میاں محمد قاسم ابو الوفاء داشت ... و حضرت میاں صاحب قصوری (مولانا غلام محی الدین) وی را باین القاب یاد میفرمود، سید محمد بقا تارک الدنیا ولی کامل مکمل فناء فی اللہ بقاباللہ باین گداخیلی میل خاطر میداشت کہ در تحریر نمی آید، الحمد للہ علی ذلک، وفاتش روزِ شنبہ وقت صبح چہارم جمادی الاول در سال یک ہزار و دو صد و پنجاہ و نہ از ہجرت، قبرش پایان خوارزمی سادات والدبزرگوار خوداست'' (۲)

(۱) حضرت سید عبدالرحیم ''در علم ظاہری و باطنی کامل بود، در توحید و تفرید بلند شان داشت، حضرت نور شاہ را باوی اعتقادِ تمام بود کہ بجای پیر میدانستی، مریدان وی بسیار بودند، اول ارادت قادریہ بحضرت مراد شاہ داشت، بعدہ در طریق نقشبندیہ و قادریہ بحضرت شاہ محمد بقاء و أو از خواجہ قطب الدین و أو از خواجہ محمد زبیر و أو از خواجہ حجتہ اللہ و أو از خواجہ محمد معصوم

(۲) محمد صالح: سلسلۃ الاولیاء قلمی

Marfat.com

خوارزمی سادات میں سے تھے:

سید شاہ میر پشاوریؒ

حضرت سید شاہ محمد غوث (۱) لاہوریؒ بن سیّد حسن پشاوریؒ کے خواہر زادے تھے، مولوی محمد صالح نے انہیں اپنا پیر روشن ضمیر لکھا ہے، ان کی قبر پشاور میں ہے:

"پیر روشن ضمیر حضرت سید شاہ میر رحمتہ اللہ علیہ در عہد خود عالی شان بود خواہر زادہ و مرید حضرت سید محمد غوث است، بصورت ظاہری و باطنی کمال آراستہ بود، در سوق و درد مرتبۂ عالی داشت، قبرش در پشاور و

(۱) حضرت شاہ محمد غوث لاہور کے مشہور عالم اور شیخ طریقت متعدد عربی و فارسی کتابوں کے مصنف اور بخاری شریف کی نہایت ہی بسیط شرح کے مؤلف تھے، آپ کا شجرۂ نسب و طریقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے ملتا ہے، پشاور میں ۱۰۸۴ھ/ ۱۶۷۳ء کو پیدا ہوئے اپنے والد حضرت سید حسن کی وفات ۱۱۱۵ھ/ ۱۰۷۳ کے بعد ظاہری و باطنی علم کے حصول کے لئے دور دراز کے سفر کئے اور اس وقت کے اجل علماء و مشائخ سے استفادہ کیا ایک عالم کو ظاہری و باطنی فیض پہنچا کر ۱۷ ربیع الاوّل ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء میں انتقال کیا مزار مبارک لاہور میں بیرون دہلی دروازہ ہے، آپ کی تصانیف میں سے شرح آپ کی تصانیف میں سے شرح غوثیہ ۱۱۳۱ھ/ ۱۷۱۸ء (شرح صحیح بخاری فارسی) قلمی بخط مصنف مملوکہ امیر شاہ قادری، پشاور، رسالہ درکسب سلوک و بیان معرفت و طریقت (فارسی) مطبوعہ پشاور ۱۸۶۶ء، رسالہ ذکر جہر قلمی مملوکہ مولانا سید محمد امیر شاہ قادری، شرح قصیدہ غوثیہ، مطبوعہ، لاہور، ۱۹۱۰ء اسرار التوحید (عربی) و دیگر رسائل در وحدت الوجود بخط مصنف، روٹو گراف مملوکہ مولانا سید محمد امیر شاہ، رسالہ مناجات، عربی بخط مصنف، مملوکہ ایضاً رسالہ اصولِ حدیث، مطبوعہ پشاور، مع اردو ترجمہ (ر۔ک محمد امیر شاہ: تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ، مطبوعہ پشاور، محمد اقبال مجددی: شاہ محمد غوث لاہوری، مقالہ مشمولہ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، دانشگاہِ پنجاب) ام سلمٰی: محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث لاہوری (مقالہ برائے حصول درجہ دکتری (عربی) دانشگاہِ پنجاب لاہور)، مطبوعہ پشاور، ۱۹۹۰ء

Marfat.com

فرزندش حضرت میر سید قبول متورع و متقی و متزہد
کمال بود، رحمتہ اللہ علیہ "(۱)

وفات

مولوی محمد صالح کی وفات ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء کو کنجاہ میں ہوئی، حضرت پیر سید سبز غازی، کنجاہ کے دروازے کے سامنے دفن ہوئے، ان کا مزار نہایت کسمپرسی کی حالت میں علم و حکمت کی بے بسی پر نوحہ خواں ہے(۲) مولوی تاج الدین ساکن (باگڑیانوالہ) نے قطعات تاریخ وفات کہے تھے، جو سلسلۃ الاولیاء (بخط مولوی تاج الدین) کے آخر میں درج ہیں (۳) ملاحظہ ہو:

صالح محمدیکه عزیز زمان خود بود
بمه دوستانش نور ہدی بگفتا
سال وفات اوچوں ز ہاتف سوال کردم
ناگه سروش گفتا وی باخدا برفتا ۱۳۰۷ھ
خوش منش خوش روش و خوش کلام
رفت چو زین دارِ فنا پر محن
سال وصالش چو بجستم خرد
گفت که "واہ بودچه شیریں سخن" ۱۳۰۷ھ
دریغا که جامع کمالات دوست
ز دنیا بملک فنا رفت وے

(۱) محمد صالح: سلسلۃ الاولیاء، خطی
(۲) احمد حسین احمد قریشی: مولوی محمد صالح کنجاہی مقالہ مشمولہ رسالہ شاہین، گجرات ۱۶۳
(۳) ایضاً

Marfat.com

سنینش ملک گفت یا آہ آہ
کہ بیہات بیہات بیہات ہے ۱۳۰۷ھ

مولوی صالح کے ایک ہی فرزند حافظ غلام محی الدین کنجاہی تھے، جو کتاب مجمع التواریخ کے مصنف ہیں۔

تصانیف

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد صالح کی تصانیف ضائع ہوگئی تھیں، جس کی وجہ ان کی اولاد کی ان کے حین حیات وفات اور ناخلف تلامذہ ہیں، فقط وہی کتابیں بچ سکی ہیں جو انہوں نے اپنی زندگی میں ہی کتابت کر کے اپنے مشائخ کرام مولانا غلام محی الدین قصوریؒ اور صاحبزادہ حافظ عبدالرسولؒ کی خدمت میں قصور بھیجی تھیں، ذیل میں بعض تالیفات کا مجمل تعارف کروایا جارہا ہے:

سلسلۃ الاولیاء

یہ مولوی محمد صالح کی سب سے اہم تصنیف ہے ۱۲۶۷ھ/ ۱۸۵۰ء میں لکھی گئی ،حواشی میں اس سنہ کے بعد کی بھی تاریخیں درج ہیں اس کتاب میں حضرت نبی کریم (ﷺ) سے لے کر معاصر مشائخ تک مجمل طریقہ سے مشائخ کے مناقب درج ہیں، متقدمین کے حالات سرسری ہیں اور ان میں کوئی امتیازی نکات نہیں لکھے گئے وہی مروجہ روایات نقل کرنے پر اکتفا کی ہے البتہ قریب العہد اور معاصرین کے حالات کے سلسلہ میں یہ کتاب ایک منفرد ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے اور مجمع التواریخ دراصل اسی سلسلۃ الاولیاء کا تکملہ ہے۔

سلسلۃ الاولیاء میں حسب ذیل معاصرین کے حالات قابل توجہ ہیں:

Marfat.com

سیّد شاہ میر پشاوری، شیخ محمد ابراہیم کنجاہی، محمد قاسم ابوالوفاء، مخدوم عبدالکریم، شاہ غلام علی دہلوی، مولانا غلام محی الدین قصوری، حافظ یار محمد، سید جملہ شاہ، سید نور شاہ، حافظ عبدالرحیم، سید بقاء اللہ، سید عباد اللہ، غلام محی الدین سیالکوٹی ثم کشمیری نبیرہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، محمد صالح گجراتی، حافظ محمد اعظم، مولوی شکر اللہ، میاں صدر الدین، میاں احمد جی، حافظ نصر اللہ، شاہ عبدالعزیز دہلوی، خلیفہ غلام رسول لاہوری، حافظ غلام محمود، پیر اعظم شاہ، خواجہ سلیمان تونسوی، میاں مفتی محمد کاظم معروف کاکے شاہ، پیر کرم شاہ محلانوالہ، میاں محمد اشرف بھیروی۔

سلسلۃ الاولیاء کے فقط تین خطی نسخوں کا احقر کو علم ہے:

۱...... نسخہ بخط مصنف نوشتہ برائے متبنیٰ و خواہر زادۂ خود غلام یٰسین، بسال ۱۲۹۵ھ مملوکہ جناب پروفیسر قریشی احمد حسین احمد، گجرات، پاکستان۔

۲...... مملوکہ جناب محمد حلیم خان پٹن، ملتان (۱)

۳...... نسخہ بخط مولانا سید شرافت نوشاہی مرحوم، ساہن پال، گجرات

مجمع التواریخ

یہ کتاب، مولوی محمد صالح نے اپنے بیٹے کی وفات (۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء) کے بعد مؤلف کے مسودات کی مدد سے مرتب کی اور اس میں ایک مفید ضمیمہ کا اضافہ کیا، جس میں مصنف کے حالات بھی لکھے، جو نہایت قابل قدر ہیں، یہ نسخہ مولوی محمد صالح نے ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء میں نہایت خوش خط کتابت کر کے اپنے مرشد حافظ عبدالرسولؒ کی خدمت میں قصور بھیجا تھا، جو ہمیں ۱۹۷۴ء میں حضرت حافظ محمد قصوریؒ کے کتب خانہ سے دستیاب ہوا۔

(۱) تسبیحی، محمد حسین: کتابخانہ ہای پاکستان، مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد

Marfat.com

نغمۂ توحیدی

یہ کتاب دراصل معمولات مظہریہ (حالات وملفوظات حضرت میرزا مظہر جانِ جاناںؒ) مولفہ مولوی نعیم اللہ بہڑائچی کی تلخیص ہے، اس کا خطی نسخہ جناب محمد ضیاء، مدرس گورنمنٹ ہائی سکول، پسرور کے پاس ہے۔(۱)

مجموعۂ وظائف

یہ مجموعہ مولوی محمد صالح نے ۱۲۷۷اور ۱۸۸۹۔ ۱۸۷۲ء میں جمع کیا تھا یہ بھی مرتب وکتابت کر کے نہایت دیدہ زیب خط جلد اور کاغذ و روشنائی سے مزین کیا اور حضرت حافظ عبدالرسول قصوری کی خدمت میں ارسال کیا تھا جو آج حکیم سید ارشاد حسین صاحب ساکن قصور کے پاس محفوظ ہے، ایک اور مجموعہ وظائف مکتوبہ ۱۲۹۴ھ برائے متبنی خود غلام یسٰین کا ذکر پروفیسر قریشی احمد حسین صاحب نے اپنے مقالہ میں کیا ہے۔(۲)

مکتوبات

اس مجموعہ میں مولوی محمد صالح نے اپنے معاصر عرفا کے مکتوبات جو ان کے نام آتے رہے تھے یکجا کر دیئے ہیں اس میں آٹھ مکتوبات مولانا غلام محی الدین قصوریؒ کے، بارہ خواجہ عبدالرسول قصوریؒ، ونو پیر کرم شاہ محلانوالہؒ اور ایک مکتوب شیخ محمد عمرؒ بن شاہ احمد سعید مجددیؒ کا ہے۔

یہ مجموعہ سلسلۃ الاولیاء کے خطی نسخہ بخط مصنف مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد صاحب میں بطور ضمیمہ شامل ہے۔

دو بیاضیں

بیاض اوّل میں متقدمین، قریب العہد اور معاصرین کی شان میں قصائد کو یکجا

---

(۱) احمد حسین احمد: مولوی محمد صالح کنجاہی ۱۵۹ (۲) ایضاً

Marfat.com

کیا گیا ہے، اس کا آغاز ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ کو ہوا اور ۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۰ میں مکمل ہوئی، اس کا خطی نسخہ پروفیسر قریشی احمد حسین صاحب کے پاس ہے، دوسری بیاض میں مولوی محمد صالح نے اپنا طبع زاد کلام، نعت ومناقب مشائخ کرام اور شجرات طریقت وغیرہ نظم کئے ہیں۔

ذوقِ شعروسخن

مولوی محمد صالح کو فارسی زبان پر پوری دسترس حاصل تھی، اپنا مافی الضمیر بخوبی بیان کرسکتے تھے، پہلے قلندر پھر فقیر اور آخر میں صالح تخلص اختیار کیا، تاریخ گوئی پر کامل عبور تھا، سلسلۃ الاولیاء میں یہ اہتمام کیا ہے کہ مشائخ کے سنین نظم کردیئے ہیں، جن میں خاصی روانی پائی جاتی ہے۔

خطاطی

مولوی محمد صالح نے علمی کتب کی کتابت میں بڑا اہتمام کر رکھا تھا، عمدہ کاغذ، اعلیٰ روشنائی (سرخ وسیاہ) دل پسند تقطیع ہر وقت مدنظر رہتا تھا، ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں احقر کی نظر سے گزر چکی ہیں، ان سلسلۃ الاولیاء مملوکہ پروفیسر قریشی احمد، مجمع التواریخ، شورِ جنون، مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوریؒ، مجموعہ وظائف مملوکہ حکیم سیّد ارشاد حسین شاہ صاحب قصور، اپنی دیدہ زیبی کے لحاظ سے پُرکشش ہیں نیز منطق الطیر اور مثنوی بوعلی قلندر کے خطی نسخوں کا ذکر قریشی صاحب نے اپنے مقالہ میں کیا ہے۔(۱)

(۱) احمد حسین قریشی: مولوی محمد صالح کنجاہی ۱۶۱۔ ۱۶۳ (ان کے علاوہ غازی شہید بھیروی کی چہل چراغ کا ذکر فہرست مشترک ۸/ ۹۵ کیا گیا ہے)۔

Marfat.com

حافظ غلام محی الدین کنجاہیؒ

مجمع التواریخ کے مصنف حافظ غلام محی الدین کنجاہی رجب ۱۲۵۱ھ/ ۱۸۳۵ء کو کنجاہ میں پیدا ہوئے، مصنف کے والد مولوی محمد صالح کنجاہی لکھتے ہیں:

''ولادتش درماه رجب در سال یک ہزار و دو صد و پنجاه و یک از ہجری مقدس بود''(۱)

حافظ کنجاہی کی ابتدائی تعلیم وتربیت کے بارے میں ہمیں زیادہ معلوم نہیں ہے ہمارا خیال ہے کہ اپنے والد بزرگوار مولوی محمد صالح سے ابتدائی مروجہ کتابیں پڑھنے کے بعد حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ اور صاحبزادہ عبدالرسول قصوریؒ سے منسلک ہوگئے ہوں گے ابتدائی درسی کتب کی تحصیل کے بارے میں خود محمد صالح نے تصریح کی ہے:

''کتابہائے نظم چنانچہ بوستان وزلیخا و نیرنگ عشق که بس دقیق است بخوب وجه بیان نمودی که تسکین خاطر میگردیدی و ہمچنیں کتابهای فقه تعلیم می نمود و این بکمال عجب است کو بجز قرآن مجید ہرگز چیزی دیگر نخوانده بود''(۲)

جب ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۳ء میں مولانا غلام محی الدین قصوریؒ کا انتقال ہوا تو حافظ کنجاہی نے ان کی وفات کا قطعہ تاریخ لکھا یہ مصنف کی منظومہ پہلی تاریخ تھی، اس وقت ان کی عمر بیس سال تھی، محمد صالح لکھتے ہیں:

''اولین گفته او تاریخ وفات حضرت مولینا میاں صاحب

---

(۱) محمد صالح: مجمع التواریخ: ضمیمہ ورق ۱۸ (۲) ایضاً

Marfat.com

قصوری است و در آن وقت بیست سالہ بود"(۱)

مولانا غلام محی الدینؒ نے اپنے کئی مکتوبات میں حافظ غلام محی الدین کنجاہی کا ذکر کیا ہے، ایک مکتوب میں نصیحت فرماتے ہیں۔

"برخوردار سعادت اطوار میاں غلام محی الدین را تاکید پختہ کردن سبق یاد"(۲)

"برخوردار حافظ غلام محی الدین و دیگر دوستان دینی و مخلصان یقینی و اسلمہ مسنونہ مع اشواق مشحونہ پذیر باد، بالنون و الصاد"(۳)

حضرت صاحبزادہ عبدالرسول بن مولانا غلام محی الدین قصوری نے اپنے متعدد مکتوبات میں ان کا ذکر اچھے الفاظ میں کیا ہے، ملاحظہ ہو:

برادر دینی مخلص یقینی اتحاد آگیں مشفقی حافظ غلام محی الدین (۴)... احبی و اعزی میاں غلام محی الدین (۵) دیگر نور بصر حافظ غلام محی الدین (۶)

---

(۱) ایضاً

(۲) غلام محی الدین قصوری، مکتوبات بنام مولوی محمد صالح (مشمولہ بطور ضمیمہ در سلسلۃ الاولیاء) خطی مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد، گجرات، مکتوب دوم ورق ۱۔ب

(۳) ایضاً، مکتوب ششم ورق ۳ب مکتوب ہفتم ورق ۴۔ا مکتوب ہشتم ۴ب

(۴) عبدالرسول قصوری: مکتوبات بنام مولوی محمد صالح مشمولہ ہمیں ضمیمہ مکتوب نمبر ۱ ورق ۵۔الف

(۵) ایضاً، مکتوب چہارم و ششم ورق ۷ب

(۶) ایضاً، مکتوب ہشتم ورق ۸۔الف

Marfat.com

مصنف کا فن تاریخ گوئی!

جیسا کہ لکھا جا چکا ہے کہ حافظ کنجاہی کو بچپن ہی سے تاریخ گوئی کے فن سے لگاؤ تھا ۱۲۸۰ھ/ ۱۸۶۳ء میں جب حافظ کنجاہی نے حضرت صاحبزادہ عبدالرسول قصوریؒ کی مدح میں طویل فارسی قصیدہ لکھ کر ممدوح کی خدمت میں قصور بھیجا تو صاحبزادہ صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''عجب فصاحت و بلاغت و شیرین و نمکین بود بہ شعر متقدمین شباہت تمام دارد''(۱)

حافظ کنجاہی کے والد مولوی محمد صالح نے مصنف کی وفات کے بعد ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء میں مجمع التواریخ مرتب کر کے صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں ارسال کی، تو جواباً فرمایا:

''کلام الہام ترجمان حبیب الرحمن روحی و زوجی حضرت حافظ غلام محی الدین اسکنہ اللہ تعالیٰ فی اعلیٰ علین نور چشم و سرور صدر حاصل گردید''۔(۲)

حافظ کنجاہی کی وفات (۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء) کی خبر سن کر پنجاب کے مشہور تاریخ گو عالم و شاعر مولوی عبداللہ ساکن چک عمر نے اسی نسبت سے گنج تاریخ سے ان کی تاریخ وفات نکالی، فرماتے ہیں:

گنج تاریخ بہ دل پاکش ''گنج تاریخ'' گشت تاریخ (۳)

(۱۲۸۴ھ)

---

(۱) ایضاً۔ مکتوب اول ورق ۵۔ الف

(۲) ایضاً مکتوب ۱۲۔ ورق اب

(۳) مجمع التواریخ، ضمیمہ ہذا ورق ۱۸ ب

Marfat.com

وفات حافظ کنجاہی

انہوں نے ۱۳ رمضان المبارک ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء بوقت سحر روز پنجشنبہ کنجاہ میں وفات پائی اور وہ رجب ۱۲۵۱ھ/ ۱۸۳۵ء کو پیدا ہوئے اس حساب سے عمر صرف ۳۴ سال تھی۔

مصنف مولوی محمد صالح کے اکلوتے لڑکے تھے وفات پر باپ کو سخت صدمہ ہوا اور ان کا گھر بالکل اجڑ گیا، ان کے علاوہ ایک صاحبزادی بیگم بی بی تھیں جو غلام محمد قلعداری کے عقد میں تھیں، ان کے بطن سے غلام یٰسین تولد ہوا اور ایک بچی عابدہ بی بی بھی پیدا ہوئیں، عابدہ بی بی بھی جلد فوت ہوگئیں اس کے بعد بیگم بی بی دختر محمد صالح نے بھی باپ کے حین حیات ۱۱ ذی الحج ۱۲۱۸ھ میں انتقال کیا (۱) تو ان حالات میں مولوی محمد صالح کو انتہائی صدمہ ہوا ایسے میں اپنے نواسے غلام یٰسین کو متبنیٰ بنا کر مولوی محمد صالح زندگی کے باقی دن گزارنے لگے، مشہور تاریخ گو مولوی عبداللہ ساکن عمر چک نے حافظ غلام محی الدین کنجاہی کی وفات کے سانحہ کی خبر سن کر قطعہ تاریخ وفات لکھا، جس کے ہر مصرعہ سے سال وفات برآمد ہوتا ہے ۔

حافظ سالم کمال از دین ۔۔۔ آہ کہ آمادہ شد بخلد برین
شیخ سال وصال گو پس ازین ۔۔۔ آہ جان غلام محی الدین
گنج تاریخ بُد دل پاکش ۔۔۔ "گنج تاریخ" گشت تاریخش
(۲)

مولوی عبداللہ کے علاوہ دیگر معاصر علماء ومشائخ کو بھی حافظ غلام محی الدین کی

(۱) احمد حسین قریشی: مولوی محمد صالح کنجاہی۔ مقالہ مشمولہ رسالہ شاہین، گجرات ج ۵ ش ۲ دسمبر ۱۹۶۸ء ۱۴۹۔۱۵۰

(۲) مجمع التواریخ، ضمیمہ ورق ۱۸ ب

Marfat.com

ناگہانی موت نے خاصا متاثر کیا، حضرت حافظ عبدالرسول قصوریؒ نے اپنے مکتوبات میں اس سانحہ پر گہرے رنج والم کا اظہار کیا ہے، فرماتے ہیں:

از سنوح سانحہ ہوش ربا و جانگزاء انتقال فرزند آن مشفق بسیار از غم والم دامن گیر حال حسرت اشتمال شد، انا للّٰہ وانا الیہ رجعون اگرچہ این غم نہ آن غم است کہ بدستیاری معبرہ مجرہ و بیل قلم ازین دریای زخار عبور تواں کرد واین الم نہ آن الم است کہ باہ و ویلا سوز دل و حرکت جگر تواں بہ آورد مگر چونکہ سوائے اعتصام بحیل المتین صبر و شکیبای چارہ دیگر نیست، چار و نا چار بصیر گرایند، اللہ تعالیٰ آن مہربان را استقامت و صبر ارزانی فرمودہ بہ نعم البدل محفوظ العافیت فرماید، آمین یارب العالمین (۱)

مکتوب نہم میں پھر فرماتے ہیں:

"سابق، فقیر از انتقال و ارتحال ۔۔۔ حضرت میاں حافظ غلام محی الدین مرحوم مغفور خیلی از طرف آن مخلص صادق الوفا مضطرب الاوقات بود، حالاً از ملازمت طبیعت فیض طویت سامی زبانی حکیم پیر بخش صاحب ڈنگہ والا بسمع رسیدہ، نہایت قلقی بخاطر رسیدہ، بالعشی والابکار از جناب پروردگار حضرت پیران کبار و مزار پر انوار (مولانا غلام محی الدین

(۱) عبدالرسول قصوری: مکتوب ہشتم، نوشتہ ربیع الاوّل ۱۲۸۶ھ ورق ۸ ب ۹۔ الف

Marfat.com

قصوری) خواستہ میرود کہ بحق سبحانہ تعالیٰ آن متوفی راغریق بحار مغفرت فرمودہ ، آن مخلص را صحت و عافیت دارین نصیب کناد"(۱)

۱۲۹۳ھ میں جب مولوی محمد صالح نے مجمع التواریخ کا یہ نسخہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر حضرت صاحبزادہ عبدالرسولؒ کی خدمت میں قصور بھیجا تو اس کے حسن خط کی تعریف کے بعد مصنف کی ناگہانی موت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

از مہاجرت صوری آن برادر مہربان حزن و ملال کمال در دل نیاز منزل میماند و یاد شما گاہی از دل نمیرود و ہر وقت دعاہا بصد التجاہا برائے صلاح دارین و حصولِ مرادات کونین شما میکنم اللہ تعالیٰ بفضل خود آن مہربان را از غموم و ہجوم دنیا محفوظ داشتہ در محبت خود و محبان خود محو و مستغرق گرداناد (۲)

مجمع التواریخ

مجمع التواریخ میں حضرت نبی کریم ﷺ سے لے کر اپنے معاصر علماء و مشائخ و اقرباء کے سنین ولادت اور وفات نظم کئے گیے ہیں، بعض متقدمین کے سنین وفات غلط بھی ہیں اور بعض کے سنین وفات میں جو اختلاف چلے آ رہے ہیں ان کا لحاظ نہیں رکھا گیا، البتہ قریب العہد اور معاصرین کے سنین وفات کے لئے یہ کتاب منفرد ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

(۱) ایضاً مکتوب نہم رمضان ۱۲۸۷ھ ورق ۹۔ا،ب

(۲) مکتوب ۱۲۔نوشتہ جمادی الاخریٰ ۱۲۹۳ھ ق ۱۰ ب

Marfat.com

یہ کتاب محض قطعات تاریخ کا مجموعہ ہی نہیں ہے بلکہ ان قطعات میں اعیان کے مناقب بھی ملیں گے گویا یہ ایک منظوم تذکرہ ہے، خصوصاً اس میں پنجاب کے علماء و مشائخ کے سنین وفات نہایت قابل توجہ ہیں، جن کی تاریخ ہائے وفات کا علم نہیں تھا، پہلی مرتبہ اس کتاب کے ذریعہ پنجاب کے ان مشائخ کے سنین وفات کا علم ہوا ہے۔

خطی نسخہ

مجمع التواریخ کا خطی نسخہ جو مصنف کے والد مولوی محمد صالح نے ۱۲۹۳ھ میں خود کتابت کر کے اپنے اور اپنے بیٹے (مصنف) کے مرشد حضرت صاحبزادہ عبدالرسولؒ کی خدمت میں ارسال کیا تھا کے پہلے ورق پر لکھا ہے۔ ''جناب خواجہ عبدالرسول روشن دل'' حضرت صاحبزادہ اپنے ۱۲۹۳ھ کے ایک مکتوب بنام مولوی محمد صالح میں اس کتاب کے حسن خط کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جمادی الآخر ۱۲۹۳ ہجری اخلاص و اختصاص پناہ اتحاد و ارشاد دستگاہ احبی و اعزی حضرت محمد صالح اصلح اللہ تعالیٰ احوالہ و حصل امالہ و جعل الی خیر مآلہ بحرمۃ النبی وآلہ از مہجور مکسور محزون ملول عبدالرسول زرقہ اللہ و الرسول ،بعد تسلیما ذاکیات و اشتیاقات مضمرات و دعوات حصول مرادات مشہود آنکہ رقیمہ کریمہ و نسخہ مجمع التواریخ از دست میاں غلام احمد و اسمعیل بخیریت رسید از دیدن حسن خط مبارک وکلام الہام ترجمان حبیب الرحمن روحی و زوحی حضرت غلام محی الدین اسکنہ اللہ تعالیٰ فی

Marfat.com

اعلی علین نور چشم و سرور صدر حاصل گردید لیکن از مہاجرت صوری آن برادر مہربان حزن و ملال کمال در دل نیاز منزل میماند و یادِ تماگاہی از دل نمیرود ہر وقت دعاہا بصد التجاہائے برائے صلاح دارین و حصول مرادات کونین شما میکنم اللہ تعالیٰ بفضل خود آن مہربان را از غموم و ہموم دنیا محفوظ داشتہ در محبت خود و محبان خود مستغرق گرداناد، چیزی برائے برآمدن حاجات نوشتہ بعمل آرند"(۱)

اگرچہ اس نسخہ کے آخر میں ترقیمہ نہیں ہے، تاہم اس کے بخط مولوی محمد صالح ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کیوں کہ مولوی محمد صالح کے جن دستخطی ترقیموں کے یہاں عکس دیئے گئے ہیں مجمع التواریخ کا خط ان سے ملتا ہے۔

اس میں بعض قطعات مولوی محمد صالح نے اپنی تصنیف سلسلۃ الاولیاء کے حواشی پر نقل کر دیئے تھے انہیں حواشی کو پروفیسر قریشی احمد حسین احمد صاحب نے یکجا کر کے اس کی ایک نقل ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، لاہور کو دی تھی (۲) اور اس کی دوسری نقل اپنی کتاب تاریخ گجرات میں شامل کر دی ہے، اصل خطی نسخہ کے بارے میں پروفیسر قریشی صاحب لکھتے ہیں:

اس کا اصل مخطوط گم ہو چکا ہے............راقم نے سلسلۃ الاولیاء کے حواشی سے نقل کر کے مرتب کی ہے۔(۳)

(۱) عبدالرسول قصوریؒ: مکتوب دوازدہم جمادی الاخریٰ ۱۲۹۳ھ مشمولہ ضمیمہ سلسلۃ الاولیاء خطی

(۲) احمد حسین احمد قریشی: گجرات کی تمدنی تاریخ، خطی مملوکہ مصنف مدظلہ، جلد دوم ص ۱۴۱ حاشیہ

(۳) ذخیرہ ڈاکٹر وحید قریشی (اس نسخے کا ذکر فہرست مشترک ۱۰/۷۷ میں بھی کیا گیا ہے

Marfat.com

یہی گم شدہ خطی نسخہ ہمیں حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ کے کتب خانہ سے دستیاب ہوا ہے اس میں بہت سے قطعات ایسے ہیں جو قریشی صاحب کے نقل کردہ نسخہ میں نہیں ہیں۔

استدراک

کتاب جواہر علویہ تصنیف حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددیؒ کے اردو ترجمہ شائع کردہ ملک فضل الدین، کشمیری بازار، لاہور میں حضرت ابو علی فارمدیؒ اور حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ کے حالات کے سلسلے میں ان بزرگوں کے قطعات تاریخ وفات غلام محی الدین کنجاہی سے منسوب ہیں (۱) اور یہ قطعات غلام محی الدین کنجاہی کی مجمع التواریخ میں بھی موجود ہیں (۲)۔ اور مولوی محمد صالح نے سلسلۃ الاولیاء میں بھی ان بزرگوں کے قطعات تاریخ وفات، حافظ غلام محی الدین سے منسوب کیے ہیں (۳) اور یہ واقعی حافظ غلام محی الدین ہی کی تصنیف ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان قطعات کا تعلق جواہر علویہ کے اصل متن سے متعلق نہیں ہے جس کے وجوہ یہ ہیں:

۱۔ شاہ رؤف احمد رافت ۱۲۴۹ھ میں انتقال کر گئے تھے۔

۲۔ ان قطعات کے مصنف (غلام محی الدین) ۱۲۵۱ھ میں متولد ہوئے، گویا شاہ رؤف احمدؒ کی وفات کے وقت حافظ غلام محی الدین دو یا تین سال کے تھے۔

۳۔ حافظ غلام محی الدین کے والد مولوی محمد صالح کے قول کے مطابق غلام محی الدین نے پہلا قطعہ تاریخ، مولانا غلام محی الدین قصوریؒ کی وفات ۱۲۷۰ھ پر لکھا،

---

(۱) رافت، رؤف احمد مجددی: جواہر علویہ اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور ص ۴۶۔ ۴۷

(۲) غلام محی الدین کنجاہی: مجمع التواریخ۔ ورق ۷۔ ا، ب

(۳) محمد صالح کنجاہی: سلسلۃ الاولیاء ۴ قلمی ورق ۷۹ب۔ ۸۰۔ ا

Marfat.com

جبکہ شاہ رؤف احمدؒ کو انتقال کئے سترہ برس ہو گئے تھے۔

اس لیے ہمارا خیال ہے کہ ملک فضل الدین نے جواہر علویہ کے جس خطی نسخہ سے یہ ترجمہ کروایا ہے وہ نسخہ مولوی محمد صالح کے کتب خانہ میں رہ چکا ہوگا جس کے حواشی پر یہ قطعات منقول ہوں گے اور مترجم نے کم علمی کی وجہ سے اسے متن کا جز سمجھ لیا۔

حاصل یہ ہے کہ ان قطعات کا شاہ رؤف احمدؒ کے متن سے کوئی تعلق نہیں ہے ہم نے اپنے ایک سفر دہلی (۱۹۸۹ء) کے دوران حضرت ابوالحسن زید فاروقی مرحوم کے آبائی کتب خانہ میں اسی غرض سے جواہر علویہ کا وہ خطی نسخہ دیکھا ہے جو اس کے بزرگ مصنف نے نقل کروا کر حضرت شاہ ابوسعید مجددی دہلوی (ف ۱۲۵۰ھ) کو دہلی بھیجا تھا (مقامات خیر ۲۳) اس کے متن میں واقعی یہ قطعات تاریخ درج نہیں ہیں۔(ورق ۲۷۔۲۸)

Marfat.com

ملفوظاتِ چہل روزہ

اردو ترجمہ

Marfat.com

Marfat.com

ملفوظات چہل روزہ

اس ذات صمدیت کی تعریف جو ہزاروں آسائشوں کا باعث ہے، جس نے انسان کو ''ونحن اقرب الیہ من حبل الورید'' (یعنی میں انسان کی شاہ رگ سے بھی قریب ہوں) کا اعزاز بخشا اور اس حبیب معبود پر لامحدود درود ہو جس نے وھو معکم اینما کنتم (وہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں کہیں بھی تم ہو) کی خوشخبری ہر خوش نصیب کے کانوں تک پہنچائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور اصحاب پر بھی درود ہو جو طالبوں کے مرشد اور آفتاب حقیقت کے اسطرلاب ہیں۔

یہ بندۂ مسکین طالب دوام حضوری غلام محی الدین احمدی قریشی قصوری غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہ وستر عیوبہ کو قادر کریم نے اس ناپسندیدہ وکور باطن کو آپ (شاہ غلام علی دہلوی) کے حلقہ ارادات میں داخل کر کے استقامت عطا کی۔

پیر کامل مرشدِ ہادی مکمل رہنما ۔۔۔ شاہ اقلیم شریعت در طریقت مقتدیٰ
مخزن حلم و حیا و معدنِ علم و اداب ۔۔۔ منبع جود وعطا و مطلعِ صدق و صفا
خضر صورت سیرتش آب خضر را زندگی ۔۔۔ از نگاہش بشگفت دل ہمچو غنچہ از صبا
سرو باغِ استقامت شمع بزم معرفت ۔۔۔ زیب بخش مسند حضرت مجدد مجتبیٰ
بی نظیر اندر کرم حاتم گدائے کوئے او ۔۔۔ ہست احسان خانہ زادش زاد خوانش ھل اتی
ہست شیطان لعین را چوں عمر گردن زنی ۔۔۔ بر سرِ فرعون نفس آمد چو موسیٰ با عصا
ہر چہ می خواہد دلش موجود گردد در زمان ۔۔۔ بر ہدف دائم رسد تیر دعائش بی خطا
می رسد ہر دم براو مانند باران پی بہ پی ۔۔۔ فیض بوبکر و عمر عثمان علی المرتضیٰ

Marfat.com

شاہ عبداللہ غلامِ شاہ علی قطب الزمان   بس نمی گرددشنائش تا ابد بادش بقا(۱)

اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ (شاہ غلام علی) کے کلام فیض نظام کو براہ راست سننے کا موقع عطا فرمایا تو مجھے وہ دیدار نصیب ہوا جو بحکم اولیاء اذا راوا ذکر اللہ (اولیاء کے دیدار سے خدا کی یاد تازہ ہوتی ہے) میں نے آپ کی زبان سے وہ کلام سنا جو عقل وخرد کے سانپ کے زہر کا تریاق (توڑ) ہے۔

وہاں (آپ کی خانقاہ میں) مجھے آپ کے ایسے خلفاء اجل سے ملاقاتیں میسر آئیں جنہوں نے بندگان خدا کے نفع کے لئے آپ کے ملفوظات کی کئی جلدیں جمع کی تھیں (۲)۔ مجھے آپ کی ظاہری مفارقت کا خوف رہتا تھا، اس لئے میں نے چاہا کہ اس بحر بے کنار سے ایک قطرہ (کے مساوی) حاصل کروں اور اہل اللہ کے قول اذا ذکروا ذکر اللہ (جب اولیاء کرام کا ذکر کیا جائے تو یہ اللہ کا ہی ذکر ہوتا ہے) آپ کا ذکر ہی حضرت رحمن کی یاد کا باعث ہے اور اس حقیقت کہ حاضر غائب تک ہماری بات پہنچادے پر بھی عمل ہوجائے۔

ملفوظات کے بعض مجموعوں میں بظاہر بعض اشکال اور شبہات بھی نظر آتے ہیں، میں نے انہیں حل کرنے اور آسان بنانے کی کوشش کی ہے تا کہ اللہ کی توفیق سے ہر خاص وعام بھی ان سے محظوظ ہوسکے۔

جس روز یہ حقیر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہونے کے لئے آپ کی محفل مبارک میں حاضر ہوا تو (حاضرین سے) فرمانے لگے کہ آج ایک عظیم واقعہ کا ظہور ہونے والا ہے، ایک فاضل ہم سے طریقہ (سبق طریقت) حاصل کرنے والا ہے، اس طرح

(۱) یہ مدح خود خواجہ غلام محی الدین قصوری کی تصنیف ہے، جو آپ کے دیوان ہی بھی شامل ہے۔

(۲) یہاں اشارہ ہے حضرت شاہ غلام علی کے مشہور مجموعۂ ملفوظات درالمعارف جامع شاہ روف احمد رافت مجددی کی طرف

Marfat.com

آپ نے یہ کہتے ہوئے میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے مبارک ہاتھوں میں لیتے ہوئے بلند کئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرتے ہوئے کہا یا الٰہی ہر وہ فیض جو حضرت غوث اعظم (شیخ عبدالقادر جیلانی) کو ان کے اجداد سے وراثتاً ملا ہے اور جو انہیں دوسرے بزرگوں سے عطا ہوا ہے اور وہ فیض بھی جو انہوں نے خود حاصل کیا ہے، وہ بہت جلد ان کے نصیب میں فرما دے، اس کے بعد آپ نے میرا داہنہ ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ کر ہوا میں بلند کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ میں نے تمہارا ہاتھ حضرت غوث اعظم کے ہاتھ میں دے دیا ہے جو تمہارے تمام دینی اور دنیاوی امور میں ممد و معاون ہوں گے، اس کے بعد اپنے مبارک سر سے اپنی کلاہ اتار کر اپنے دستِ شریف سے میرے سر پر رکھی، پھر دعا خیر کی۔

جامع ملفوظات عرض کرتا ہے کہ اس بشارت کے حاصل ہونے کے باوجود اس کی فطری شقادت میں کوئی تبدیلی نہ آئی لیکن امید وابستہ ہے کہ اس مقرب بارگاہ کے طفیل آخر کار مجھے میرا مقصود ملے گا اور یہ عقدہ کا رحل ہو جائے گا۔

با کریماں کارہا دشوار نیست

ایک روز یہ حقیر آپ کی مجلس میں حاضر تھا کہ بیعت کے موضوع پر گفتگو شروع ہوئی تو آپ فرمانے لگے کہ سلسلۂ چشتیہ میں بیعت پر ہی طریقہ کا دارومدار ہے، یہاں تک کہ اس طریقہ کے بعض افراد کا قول ہے کہ مرشد کا فیض بیعت کے بغیر حاصل ہی نہیں ہوتا، لیکن میرے نزدیک بیعت کوئی لازم امر نہیں ہے، میری بیعت تو صرف توجہ کے لئے ہوتی ہے، جس پر میں اپنی ہمت سے توجہ کرتا ہوں، اُسے فیض مل جاتا ہے۔

ایک روز تجدید بیعت (تکرار بیعت) پر گفتگو ہوئی تو آپ فرمانے لگے کہ بعض لوگ اس سے منع کرتے ہیں لیکن میرے نزدیک تجدید بیعت صحیح امر ہے، شرط یہ ہے

Marfat.com

کہ طالب کے پہلے شیخ کا انتقال ہو چکا ہو، ہمارے حضرت میرزا صاحب وقبلہ (میرزا مظہر جانِ جاناں شہید) اپنے پہلے پیر حضرت سید نور محمد (۱) (بدایونی) رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت شیخ محمد عابد (۲) (سنامی) رحمۃ اللہ سے بیعت کی تھی۔

(۱) حضرت سید نور محمد بدایونی: آپ شیخ سیف الدینؒ بن خواجہ محمد معصومؒ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ تھے اپنے وقت کے جید عالم اور پابند شرع صوفی تھے، ہر وقت کتاب وسنن اپنے پاس رکھتے تھے اور اس کے مطابق عمل کرتے تھے ایک مرتبہ بیت الخلاء میں داخل ہوئے راست پاؤں پہلے رکھ دیا تو تین دن تک سیر باطنی بند رہا، آپ سے بیشمار انسانوں نے باطنی فیض حاصل کیا جن میں حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ کا اسم گرامی سرفہرست ہے جن سے سارے عالمِ اسلام میں مجددی سلوک کا عام رواج ہوا۔

تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔رافت، رؤف احمد: جواہر علویہ ۱۲۷۔۱۳۰۔(۲) نعیم اللہ بہرائچی: معمولات مظہریہ، کانپور ۱۲۷۵ھ (۳) شاہ غلام علی دہلوی: مقامات مظہری ۲۱۔۲۵ (۴) محمد مظہر مجددی: مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ ۴۲۔۴۴ (۵) غلام سرور، مفتی: حدیقۃ الاولیاء ۱۲۸۔۱۲۹، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

(۲) حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت، شاہ گل متوفی ۱۱۲۶ھ بن حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم کے خلیفہ اور حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ کے مرشد بزرگوار تھے، غایت درجہ متقی تھے (شاہ غلام علی دہلوی: مقامات مظہری ص ۳۰)

شیخ محمد عابدؒ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات میں سے چالیس مکاتیب شریفہ کا انتخاب کیا تھا، جس پر عربی میں مولوی نعیم اللہ بہرائچی صاحب معمولات مظہریہ، خلیفہ حضرت میرزا مظہرؒ نے دیباچہ لکھا، حضرت بہرائچی فرماتے ہیں: اللّٰھم لا احصی ثناءً علیك انت کما اثنیت علی نفسك ولا صلوۃ علی حبیبك ...الخ اما بعد فیقول العبد الضعیف العاصی محمد نعیم اللہ البہرائچی ھٰذا اربعون مکتوباً انتخبھا الشیخ الکامل المکمّل العارف باللہ الھادی عباداللہ الی اللہ القاسم الخزائن اللہ الشیخ محمد العابد السنامی قد سنا اللہ سرہ الاقدس ونور اللہ مرقدہ المقدس من المکاتیب الا مام الربانی التی تسمی باربعین مکتوباً... ان چہل مکتوبات کا ایک خطی نسخہ ذخیرہ حافظ محمود شیرانی، کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور ۸۶۸/۳۹۰۱ میں موجود ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

میرے لئے میرے مشائخ کا قول اور علم ہی حجت ہے اگر چہ آپ بذات خود بہت ذی علم اور متقی ترین فرد تھے۔

ایک روز یہ احقر عصر کے حلقہ میں آپ کے دربار فیض اثر میں حاضر تھا کہ اکابر مشائخ کے طریقہ کے بارے میں بات چل نکلی تو فرمانے لگے کہ میں اپنے پیروں کے طریقہ پر خوش بھی ہوں اور ناخوش بھی، خوش اس لئے یوں کہ ان کے طفیل مجھے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت حاصل ہوئی اور ناخوش اس لئے یوں کہ یہ طریقہ (نقشبندیہ) انتہا پذیر نہیں ہے ہم جس مقام پر بھی پہنچتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدعا نہیں ہے بلکہ اصل مقامات تو اس کے آگے ہیں، ساٹھ سال سے ہم تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں لیکن (طریقہ کی) انتہاء کو نہیں پہنچے، کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نہ حسنش غایتی دارد نہ سعدی راسخن پایان
بمیرد تشنہ مستسقی و دجلہ ہمچناں باقی

ان کی نسبت سنامی کے متعلق مولوی محمد صالح کنجاہی نے یوں وضاحت کی ہے۔ ''سنام بضم سین مہملہ وتشدید نون، قصبہ ایست از توابع سہرندہ (محمد صالح کنجاہی، سلسلۃ الاولیاء، بخطِ مصنف، قلمی، مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد گجرات۔ورق ۸۳ ب حاشہ)

آپکا انتقال ۱۸، رمضان (جواہر علویہ ص ۱۰۹) اور ۱۱۶۰ھ (مقامات مظہری ص ۱۴) کو ہوا، مزار مبارک باغ کے سامنے آزاد پور، دہلی میں ہے (مزارات دہلی ص ۱۴۴)، حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

۱۔ رسالہ درحالات حضرت شیخ محمد عابد سنامی، قلمی

۲۔ شاہ غلام علی دہلوی، رسالہ درحالات حضرت مظہر (مقامات مظہری) مطبوعہ دہلی ۱۲۶۹ھ ص ۱۲۔۱۵

۳۔ نعیم اللہ بہڑائچی: معمولات مظہریہ،

۴۔ رافت، روف احمد مجددی: جواہر علویہ ص ۱۰۸۔۱۰۹

Marfat.com

جب کہ اس کے برعکس دوسرے سلاسل کے شیوخ اپنے مرید کو اسرار توحید میں سے ایک سر اس پر منکشف ہو اور اُسے شوق و ذوق اور رقص و وجد جو کہ طمانیت قلب کا تقاضا ہے، حاصل ہو جائے تو فرماتے ہیں کہ تم واصل ذات ہو کر منتہی عارف ہو گئے ہو۔

آں ایشانند من چنیں ام یا رب

جامع ملفوظات ہذا عرض کرتا ہے کہ یہاں ''ناخوش'' کا لفظ مذمت کے طور پر استعمال نہیں کیا گیا، بلکہ تعریف کے لئے آیا ہے اور ناخوشی کے مراتب خوشی کے مراتب سے برتر ہیں کیوں کہ خوشی کا تعلق سیر صفات سے ہے اور ناخوشی سیر ذات سے تعلق رکھتی ہے، ذات میں سب کچھ سلب ہو جاتا ہے مگر صفات میں ثبات باقی رہتا ہے اور یہ ناخوشی وہی ہے جسے حدیث میں ''حزن'' سے تعبیر کیا گیا ہے، یعنی کان رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم دالم الفکر متواسل الحزن (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائمی طور پر فکر وحزن کی کیفیت میں رہتے تھے) چنانچہ ناخوشی تو غایت درجہ کی بلند ہمتی سے عبارت ہے، جو نہایت کمال قرب سے عبارت ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بلند ہمتوں کو پسند کرتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس پریشان حال (جامع ملفوظات) کو آپ (حضرت شاہ غلام علی) کے طفیل اس نافوشی کے جذبہ سے حصہ عطا فرمائے۔

ایک روز عصر کے وقت یہ احقر حضرت کے حضور حاضر تھا کہ آپ نے حضرت میاں رسول بخش چشتی مودودی کو توجہ دینے کے لئے طلب فرمایا تو حاضرین میں سے ایک نے عرض کی کہ وہ جامع مسجد کی طرف گئے ہیں، فرمانے لگے سیر کے لئے گئے ہوں گے، فرمایا کہ یہ کیسی فقیری ہے، فقر میں صبر لازم ہوتا ہے، اور صبر کا مفہوم حبس نفس ہے، جب میں خود مجاہدہ میں مشغول تھا تو میں نے خود کو پچیس سال تک ایک حجرہ میں

Marfat.com

محبوس کرلیا، نہ موسم سرما میں اور نہ ہی موسم گرما میں باہر آیا۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ میں سترہ سال کا تھا جب حضرت دہلی آیا اور اب میں دہلی ہی میں ساٹھ سال کا ہو گیا ہوں، ایک دن بھی میں نے ذکر، فکر، حلقہ اور مراقبہ کے بغیر نہیں گذار، مجھ پر ہر وقت خاتمہ کا خوف طاری رہتا ہے اور یہ خوف اس وقت تک رہے گا جب ہم بہشت میں قدم نہ رکھ لیں اور جب تک ہم رب العالمین سے یہ نہ سن لیں کہ رضیت عنك یا عبدی (اے بندے میں تجھ سے راضی ہو گیا)۔

ایک دن یہ احقر حاضر تھا کہ فقراء کی بے نیازی اور امراء کی خوشامد کے ترک کرنے کا ذکر بھی آیا تو فرمانے لگے کہ ایک روز ہم نواب شاہ نظام الدین صاحب (۱) کے فاتحہ وتعزیت کی تقریب میں ان کے گھر گئے تو وہاں دہلی کا انگریز حاکم مٹکاف (۲) بھی اس تقریب میں آیا تو اُس وقت تمام حاضرین اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے لیکن میں بدستور بیٹھا رہا جب وہ بیٹھ گیا تو میں نے اپنی پشت اس کی

(۱) شاہ نظام الدین، حضرت خواجہ باقی باللہ کی دختری اولاد میں سے تھے، مرہٹہ سردار سندھیا (۱۷۵۹ـ۱۷۹۴ء) نے انہیں اگست ۱۷۸۹ء کو دہلی میں اپنا گورنر مقرر کیا، مرہٹہ ریکارڈز میں ان کا ذکر مرہٹہ ایجنٹ کی حیثیت سے بھی آیا ہے، ملاحظہ ہو:

Poona Residency correspondence, vol.I, vol.ii (بامداد اشاریہ)

جادو ناتھ سرکار نے اپنے ایک خط میں شاہ نظام الدین کے حالات کے مآخذ کی ایک طویل فہرست دی ہے: ابراہیم بیگ، مرزا: تذکرۂ غمگین، گوالیار ۱۳۴۸ھ ص ۱۲۲، ۱۰۔۱۳

عبدالودود، قاضی: غمگین دہلوی، برہان، دہلی اکتوبر ۱۹۶۰ء، ذکر میر، مرتبہ نثار احمد فاروقی ۳۲۶ (مقامات مظہری، طبع سوم ص ۵۸۵)

(۲) Charles Theophilus Baron Metcalf (1785-1846) وہ تین مرتبہ دہلی کا ریزیڈنٹ بنا (ایک مرتبہ مددگار ریذیڈنٹ) لیکن یہ واقعہ اس کے ۱۸۱۱ء سے ۱۸۱۹ تک کے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے، مٹکاف کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

Buckland: Dictionany of indian biography,p, 287

Marfat.com

طرف کرلی تاکہ میری نظر اس کے چہرہ پر نہ پڑے، جب اس نے حاضرین سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اسے بتایا گیا، تو وہ میری قدم بوسی کے لئے آیا، جب وہ ہمارے قریب پہنچا تو مجھے اس کے منہ سے شراب کی بو آئی، تو ہم بہت ناراض ہوئے ہم نے اُسے کتے کی طرح ڈانٹے ہوئے دھتکار دیا، وہ ہماری طرف پھر لپکا، ہم نے اُسے پھر سخت لہجہ میں اس سے یہی کہا اور اسے اپنے نزدیک نہ آنے دیا، جب وہ اپنے گھر پہنچا تو ملازمین میں سے ایک سے کہا کہ میں نے سارے ہندوستان میں یہی ایک مسلمان دیکھا ہے۔

ایک روز مجھے نماز عصر کے بعد حاضری کا شرف حاصل ہوا تو فرمانے لگے کہ ہمارے طریقہ کے اکابر نے فرمایا ہے کہ ہم نے نہایت کو بدایت (آغاز) میں شامل کر دیا ہے، اس باب میں بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہاں نہایت سے مراد ''دائمی توجہ'' اور ''حضور مع اللہ'' ہے جس میں کم خطرگی یا گم خطر کی کیفیت ہوتی ہے، جب کہ دوسرے سلاسل میں اسی کو نہایت کہا گیا ہے لیکن ہمارے طریقہ (نقشبندیہ) میں تو یہ بدایت (ابتداء) میں ہی حاصل ہو جاتی ہے، ہمارے نزدیک تو نہایت دوسری کیفیت کا نام ہے اور وہ حضور میں توجہ کا گم ہو جانا ہے، اس کے بعد ذکر کثیر پر بات شروع ہوئی تو فرمانے لگے کہ ذکر کثیر دراصل دائمی ذکر قلبی کا نام ہے جس میں اس کے انقطاع کا احتمال نہیں ہوتا نہ کہ ذکر لسانی جس کے منقطع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے جس کی یہ آیت کریمہ دلیل ہے: رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع من ذكر الله ، یعنی ایسے مردان حق بھی ہیں جنہیں تجارت یا خرید و فروخت کی مصروفیات ذکر الٰہی سے محروم نہیں کرسکتیں اور نہ ہی ذکر قلبی سے، اس کے بعد آپ فرمانے لگے کہ اکثر لوگ ذکر قلبی کو ذکر خفی کہتے ہیں، یہ بات غلط ہے کیوں کہ خفیہ کے معنی پوشید، کے ہیں اور ذکر قلبی اگرچہ دوسروں سے پوشیدہ ہوتا ہے لیکن وہ ذاکر سے مخفی نہیں ہوتا وہ تو فرشتوں اور شیطان سے بھی پوشیدہ نہیں ہوتا بلکہ ذکر خفیہ تو ذاکر کے مذکور میں گم ہونے

Marfat.com

سے عبارت ہے کیوں کہ وہ تو اپنے اور اپنے ذکر کے سواء ہر چیز سے بے خبر ہوتا ہے، فرمانے لگے کہ میرا حال بھی ایسا ہی ہے، میں جب بھی اپنے دل پر توجہ کرتا ہوں تو اپنے آپ میں توجہ اور ذکر کا اثر تک محسوس نہیں کرتا، ہاں اور اگر کبھی ''غیبت'' میسر آجائے تو اس وقت میرا بال بال ذاکر ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد شب قدر کی بات ہونے لگی تو فرمایا کہ یہ شب بہت ہی بابرکت ہے جس میں عبادت مقبول اور دعا قبول ہوتی ہے، مقربین کو اس رات الگ سی قرب کی کیفیت کا احساس ہوتا ہے، فرماتے ہیں کہ ایک رات میں جامع مسجد (دہلی) میں اعتکاف میں تھا، وہاں میں رات کو سویا ہوا تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اٹھو اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کے لئے دعا کرو، میں اٹھا تو دیکھا کہ ساری مسجد منورہ ہوگئی ہے، گویا یہاں چراغاں کیا گیا ہے، خیال کیا کہ یہی شب قدر کا نور ہے، لوگوں میں یہ بھی مشہور ہے کہ اس رات درخت اور دیگر مخلوقات سجدہ کرتی ہیں لیکن یہ بات کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذری، ان ملفوظات کا جامع عرض کرتا ہے کہ وہ شخص جس نے وہاں (مسجد میں) آپ سے کہا کہ اٹھو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کے لئے دعا کرو، معلوم ہوا کہ وہ دراصل ہمارے حضرت (میرزا مظہر جان جانان) تھے جو کہ قطب ارشاد تو تھے ہی وہ قطب مدار بھی ہوں گے، فتدبر

ایک روز یہ احقر اور پیر ابراہیم چشتی قصوری (۱) چاشت کے حلقہ کے وقت

(۱) پیر ابراہیم خویشگی چشتی قصوری، ہندوستان کی برطانوی حکومت کا ایجنٹ تھا، سیر کے لئے انگلستان بھی گیا تھا اور اپنا سفرنامہ سیرستان کے نام سے فارسی میں لکھا تھا جو طبع ہو چکا ہے (ملتان ۱۸۵۴ء) اس کی بعض یادداشتیں لندن سے ۱۸۴۸ء کو بھی شائع ہوئی تھیں، برطانوی عہد حکومت میں وہ پنجاب کے بعض علاقوں یعنی بہاولپور وغیرہ کا پولیٹیکل ایجنٹ بھی رہا تھا۔

Memoires of Muhammad ibrahim Qusuri, London, 1848

Marfat.com

خدمت گرامی میں حاضر ہوئے تو ایک بزرگ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے تبرک کی شیرینی آپ کی خدمت میں لایا، آپ نے اُسے بوسہ دیا، سینہ، آنکھوں سے لگا کر سر پر رکھا اور فرمانے لگے کہ میں چشتیوں کا بہت معتقد ہوں پھر فرمایا کہ سلطان جی (حضرت نظام الدین اولیاء) تو ایک موجزن دریا ہیں، فرمانے لگے کہ چشتیوں میں سلطان جی جیسا محدث کوئی نہیں گذرا، فرمایا کہ حضرت فرید الحق والدین گنج شکر مجھ پر بہت عنایات فرماتے ہیں، ایک روز میں مراقبہ کی حالت میں تھا کہ میرے گھر تشریف لائے میرا سارا گھر ان کے نور سے منور ہوگیا، موصوف درمیانہ قد کے تھے، فرمایا کہ آؤ تمہیں ایک شغل سکھاؤں، مجھ پر اپنے شیخ کی غیرت نے غلبہ کیا تو میں نے عرض کی کہ حضرت وہ شغل جو میرے پیر نے مجھے ارشاد فرمایا ہے میرے لئے وہی کافی ہے، مجھے اب کسی دوسرے شغل کی ضرورت نہیں ہے، اس وقت حضرت گنج شکر کی اولاد میں سے ایک صاحب جو آپ کے مرید بھی تھے اس مجلس میں تھے، آپ نے ان سے فرمایا کہ چشتی حضرات کی طرز پر تم ذکر جہر کرو کہ ان کا فیض یہاں پہنچے، انہوں نے ایسا ہی کیا تو ساری مجلس پر ''وجد و رقص'' کی کیفیت طاری ہوگئی۔

ایک روز عصر کے حلقہ میں حاضری نصیب ہوئی، اس وقت حاجی گل محمد کابلی (۱) آپ کی خدمت میں چند دانے عمدہ اور پاکیزہ آموں کے لائے جس پر آپ

(۱) حاجی گل محمد کابلی، غزنی (افغانستان) سے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں آئے، نسبت باطنی حاصل کر کے مقامات عالی کو پہنچے اور خلافت یاب ہو کر اپنی ولایت کے مقتدا بنے (جواہر علویہ ۲۴۳) حضرت شاہ عبدالغنی مجددی نے لکھا ہے کہ حج کے لئے گئے تو وفات ہوگئی

از غزنین بخدمت حضرت ایشاں حاضر آمد، کسب نسبت نمودہ بہ خلافت مشرف گشت بمردمان ولایت فائدہ رسانید، چند کس را اجازت داد بہ حج رفت و وفات یافت (مقامات مظہری، تکملہ ۱۸۲)، مقامات مظہری (طبع سوم) ۵۷۰-۵۷۱ حضرت شاہ غلام علی کا ایک مکتوب (نمبر ۱۰) بھی انہی کے نام ہے۔

Marfat.com

ان سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آؤ میں تمہیں پیر بنادوں، پھر فرمانے لگے کہ میں تو حضرت غوث الثقلین اور حضرت شاہ نقشبند رضی اللہ عنہما کا خاک روب اور مہتر ہوں، یہ دستور ہے کہ گاؤں کا حاکم اپنے ساتھ رہنمائی کے لئے ایک خاکروب کو اپنے قافلہ کے ساتھ لے لیتا ہے تاکہ وہ چوروں اور رہزانوں سے محفوظ رہ سکے، میں بھی اس طرح حضرت غوث الثقلین اور حضرت شاہ نقشبند کا مہتر ہوں۔

ایک روز فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ اس ایوان کی جو کہ میری نشست گاہ کی عمارت ہے بنوانے لگا، تو معمار نے کہا کہ صرف اس کی چھت کے لئے چھتیس روپے درکار ہیں، اس وقت ہمارے پاس ایک کوڑی بھی نہیں تھی، میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی اس نے اُسی وقت وہ روپیہ بھیج دیا۔

اس اثنا میں خواجہ نجیب الدین خان قصوری آپ کی محفل مبارک میں حاضر ہوئے تو آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پوری خوشدلی سے فرمانے لگے کہ غلام محی الدین (جامع ملفوظات حاضر) کو کہاں کا پیر بنائیں؟ تو خواجۂ مذکور نے عرض کی کہ قصور کا پیر، تو آپ یہ سن کر طیش میں آگئے اور فرمایا کہ تم بہت ہی کم ہمت ہو، میں تو انہیں پورے پنجاب کا پیر بناؤں گا، وہ تو لاہور، ملتان اور وٹیالہ (بٹالہ) کے بھی پیر ہوں گے۔

پھر فرمانے لگے کہ جب مولانا خالد رومی (۱) جو کہ بے نظیر فاضل تھے، یہاں تشریف لائے تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہم تجھے قطب بنانا چاہتے ہیں، جس پر بعض لوگوں کو ہنسی آئی اور مولانا کو بھی تعجب ہوا، آخر وہی ہوا جو ہم نے کہا تھا، وہ اس وقت اپنے علاقہ کے قطب ہیں۔

ان ملفوظات کا جامع عرض کرتا ہے کہ مولانا خالد روم کے مقتدر علماء میں سے

(۱) مولانا خالد کردی رومی کے حالات مقدمۂ کتاب حاضر میں ملاحظہ کریں۔

Marfat.com

تھے، ان میں خدا طلبی کا جذبہ پیدا ہوا تو محض آپ کے کمالات سن کر آپ کے مشتاق ہو گئے اور معرفت الٰہی حاصل کرنے کے لئے روم سے شاہ جہان آباد(۱) دہلی کا عزم کیا، انہیں یہاں آنے میں ساڑھے سات ماہ لگے، جب وہ پشاور شہر پہنچے تو خواب میں انہیں آپ (حضرت شاہ غلام علی) کی زیارت ہوئی، جب بیدار ہوئے تو ذکر الٰہی کے ساتھ ان کے لطائف خمسہ بھی جاری ہو چکے تھے، جب وہ آپ کے سراسر نور (حلقہ) میں داخل ہوئے تو انہوں نے آپ کی بالکل وہی صورت دیکھی جس سے ان کا اشتیاق بہت ہی بڑھ گیا اگرچہ آپ کا اشفاق ہر طالب خدا کے لئے مساوی ہے لیکن ان کے سفر کی کوفت، مسافرت اور مولانا کی فطری بلند استعداد کے باعث آپ نے اشفاق مربیانہ سے ممتاز فرمایا، اپنی قوی ہمت صرف فرما کر انہیں چند ماہ میں ہی سلوک کی انتہا پر پہنچا دیا، خلعت خلافت سے بھی مشرف کر کے رخصت فرمایا، آپ کی خانقاہ میں آنے والوں سے معلوم ہوا ہے کہ اب مولانا سارے روم کے مرجع بن چکے ہیں۔

ایک روز فجر کے بعد یہ غلام حاضر خدمت تھا، ایک شخص یہ خبر لایا کہ فلاں عورت جو کہ حضرت کی مریدہ تھی کارات کو انتقال ہو گیا ہے، اس وقت اس کا جنازہ تیار ہے، آپ نے اس پر افسوس کیا کہ وہ ہماری بہت مخلصہ تھی، اس کے بعد حاضرین سے فرمایا کہ ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر جمع کریں تا کہ میں اس کی روح کو بخش سکوں،

(۱) قدیم دہلی یعنی شاہ جہان آباد جسے مغل بادشاہ شاہ جہان (۱۰۳۷ـ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۲۸ـ۱۶۵۸ء) نے آباد کروایا تھا تعمیر کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو:

1 Ehlers, Eckart and Thomas Krafft: Shahjahanabad /old Delhi, Delhi, Manohar,2003,

2 Chenoy, Sharma Mikra: Shahjahanabad (A City of Delhi) Delhi, Munshiram Manoharlal,1998

Marfat.com

حدیث میں آیا ہے اگر کسی مردہ کے لئے ستر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھا جائے تو اس کو جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے، اگر وہ عذاب کا مستحق ہو تب بھی (بخشش ہو جاتی ہے)۔

اس کے بعد آپ فرمانے لگے کہ ہر وہ شخص جو ہمارے طریقہ میں داخل ہے کے بارے میں ہمیں قوی امید ہے کہ اسے قبر کا عذاب نہیں ہوگا، اور ہم نے اس کا تجربہ بھی کیا ہے، اور فرماتے تھے کہ ایک ہندو عورت تھی اس نے ہمارے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ کلمہ طیبہ کا بہت ہی ورد کرتی تھی، جب اس کی وفات ہوگئی تو میں اس کی قبر پر گیا تو دیکھا کہ اس کی قبر اس قدر منور، وسیع اور پاکیزہ تھی کہ میں اب یہ آرزو کرتا ہوں کہ میری قبر بھی اسی طرح کی ہو جائے۔

آپ کی مجلس شریف میں ایک مرید نے عرض کیا کہ قبر کیا ہے؟ حضرت کی توجہ سے آپ کے ہزار ہا مریدوں کی قبور منور ہو چکی ہیں اور ہوتی رہیں گی، فرمانے لگے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایک روز آپ فرمانے لگے کہ ایک عورت تھی جو ہمارے طریقہ میں داخل ہونے کی تمنا رکھتی تھی لیکن اس کا شوہر یہ بات میرے سامنے بیان نہ کر سکا، یہاں تک کہ وہ خاتون فوت ہوگئی، پھر اس کے شوہر نے آکر مجھے اس کی اس خواہش سے آگاہ کیا تو میں نے اس کے حال پر توجہ کی اور اس کی روح کو اپنے طریقہ میں داخل کر لیا، وہ اُسی رات کو اپنے شوہر کے خواب میں آئی اور کہا کہ میرا مقصد حاصل ہو گیا ہے اور میں طریقہ میں داخل ہوگئی ہوں۔۔

ایک روز اس غلام نے عرض کی کہ حضرت شیخ اکبر نے فصوص (الحکم) میں لکھا ہے لا یوثر الهمة بدون الاستعداد ولهذا ما اثرت همة الرسول صلى الله عليه وسلم فى ابى طالب، یعنی مرشد کی ہمت مرید کی استعداد کے بغیر اثر نہیں کرتی، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے ابوطالب پر بھی اثر نہ کیا، یہ

Marfat.com

بات سن کر مجھے سخت مایوسی ہوئی کہ یہ بندہ خودتو ابوطالب سے بھی کم استعداد رکھتا ہے، آپ فرمانے لگے ہمارے نزدیک یہ قول معتبر نہیں ہے، اگر ہم پتھر پر بھی اپنی ہمت سے توجہ کریں تو اس میں سے بھی انوار الٰہی کا ظہور ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت توجہ کا ابوجہل پر اثر نہ ہونا آپ کے ارادہ اور توجہ کے نہ ہونے کے باعث ہے۔

ایک دن فرمانے لگے کہ اپنے شیخ کی رضا خالق اور خلق کی مقبولیت کا سبب ہے اور اس کی آزردگی نفرین کا موجب ہے اور خلق میں بھی نفرت پیدا ہو جاتی ہے، فرمانے لگے کہ شیخ کی رضا وہ کام کرتی ہے جو کوئی مجاہدہ اور ریاضت بھی نہیں کرسکتی، آپ نے اس موقع پر یہ حکایت بیان کی کہ حضرت میرزا صاحب وقبلہ کے ایک مرید حافظ محمد (۱) تھے، ان کا سلوک لطیفۂ نفس تک پہنچ کر رک گیا تھا، حضرت مظہر نے اس معاملہ میں مزید توجہ کی پھر بھی اس کا اثر ظاہر نہ ہوا، یہاں تک کہ ایک روز حضرت خواجہ بزرگ (بہاء الدین نقشبند بخاری) رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت مظہر سے فرمایا کہ اے فرزندان کا اس قدر سلوک کیا کم ہے؟ آپ اس مقولہ کو سن کر اس کی مزید ترقی سے ناامید ہو گئے، کئی روز بعد جب کہ حافظ مذکور ایک محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بدبخت نے حضرت مظہر کی ہجو، مذمت اور غیبت کا آغاز کر دیا تو حافظ صاحب کی رگ غضب بھڑک اٹھی تو انہوں نے اس کو خوب ڈانٹا، حضرت کو کشف کے ذریعہ سارے معاملہ کا علم ہو گیا تو آپ حافظ صاحب سے بہت خوش ہوئے، جب وہ آپ

---

(۱) حافظ محمد، حضرت میرزا مظہر جان جاناں کے خلفاء میں سے تھے، اس کے پہلے انہوں نے شیخ موسیٰ خان دھبیدی سے فیض پایا تھا، اور انہی کے حکم سے حضرت مظہر کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، انہیں سخت قسم روحانی قبض کا احساس تھا، آخر حضرت مظہر ان کے ایک کام سے خوش ہوئے تو ان کی یہ کیفیت دور ہوئی، ان کا انتقال عارضہ جنون میں ہوا (مقامات مظہری ۳۸۵۔۳۸۶ طبع سوم)

Marfat.com

کی خدمت میں پہنچے تو آپ فرمانے لگے کہ حافظ صاحب ادھر آئیں، اب آپ کی کشائش کا وقت آ گیا ہے، مبارک ہو، آپ نے پوری ہمت سے توجہ کی تو انہیں اس بندش سے خلاصی ہوئی۔

ایک روز عصر کے بعد آپ حاضرین سے مخاطب ہوئے آج سارا دن ہمیں انقباض رہا، ابھی کشادگی ہوئی ہے، اپنی اپنی حاجات کا دل میں تصور کریں، تمہارے لئے دعا کی جائے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔

اس دوران حضرت مولوی محمد عظیم (۱) جو کہ حضرت کے مجاز اور اخلاق درویشان سے آراستہ ہیں کھڑے ہوئے اور دست بستہ عرض کی کہ میری حاجت یہ ہے کہ مجھے قولاً، فعلاً، عملاً اور اعتقاداً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت نصیب ہو اور آپ (شاہ غلام علی) کی محبت میں کامل استغراق حاصل ہو، آپ نے ان کے بارے میں دعا کی اور ان کے حال پر توجہ فرمائی، عشا کی نماز کے وقت میری (جامع ملفوظات) ان سے ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ حضرت کی دعا اور توجہ کی تاثیر مجھ میں موجود ہے، یہ غلام اس وقت اپنی جائے قیام پر تھا کہ اس پر غلام اپنی انتہائی عنایت کے باعث طلب فرمایا اور دعا کے اس حلقہ میں داخل کر لیا۔

اسی اثنا میں موضع کوٹہ بوندی جو کہ دہلی سے بطرف اجمیر تین میل کے فاصلہ پر ہے کے قاضی حاضر ہوئے، اس وقت بیعت کے بارے میں بات ہو رہی تھی، آپ

(۱) مولوی محمد عظیم دیندار عالم تھے، باطنی نسبت حضرت شاہ غلام علی سے حاصل کی تھی، کئی سال خدمت میں رہے، مقامات مجددیہ حاصل کر کے خلعت سے مشرف ہوئے، شاہ صاحب سے تاحیات جدا نہ ہوئے، یہاں تک کہ شاہ صاحب کا وصال ہو گیا، انہیں شاہ صاحب کو غسل دینے کی سعادت حاصل ہوئی، پھر حرمین الشریفین چلے گئے، وہیں انتقال ہوا (جواہر علویہ ۲۴۳، تکملہ مقامات مظہری ص ۱۷۵) وہ ایک جید عالم بھی تھے (مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ص ۵۷)

Marfat.com

فرمانے لگے کہ ایک شخص، جس کا نام آپ نے بتایا تھا لیکن فقیر (جامع ملفوظات حاضر) کو اب بھول گیا ہے، اس کے لطائف خمسہ ہماری ایک ہی توجہ سے جاری ہوگئے، اُسے ''توجہ الی اللہ اور حضور فی اللہ'' کا مرتبہ بھی مل گیا، اس کے بعد آپ فرمانے لگے کہ مولانا خالد نے کہا تھا کہ مشائخ کبرویہ کے ہاں یہ رسم ہے کہ جب ایک مرید کسی سے بیعت ہوتا ہے، تو حاضرین پیر کا دامن پکڑتے ہیں، تاکہ وہ بھی فیض میں شریک ہوجائیں؟ لیکن ہمارے طریقہ میں معمول نہیں بنے، پھر بھی میں یہ کہتا ہوں کہ جب میں کسی کا ہاتھ بیعت کے لئے پکڑوں اور اُسے استغفار وتوبہ کی تعلیم دوں تو تمام حاضرین کو استغفار پڑھنی چاہیے تاکہ وہ سب پھر سے طریقہ میں داخل ہوجائیں، اس کے بعد آپ نے قاضی صاحب کو بیعت کے لئے اپنے پاس بلایا، اور چونکہ آپ پر اپنے اعمال کے قصور کی دید پر توجہ رہتی تھی اس لئے فرمایا سبحان اللہ و بحمدہٖ اس عیب چھپانے والے نے ہمارے کتنے پوشید عیب چھپا رکھے ہیں کہ اس قسم کے فضلاء وعلماء دور دراز سے فیض حاصل کرنے کے لئے ہمارے پاس آتے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے خوش گوئی کے طور پر فرمایا کہ ایک آدمی نے شاہ رفع الدین محدث صاحب سے بیعت کی، جب وہ اپنے دوستوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے اُسے مبارک باد دی، اس نے پوچھا کہ تم کس بات کی مبارک دے رہے ہو؟ اس لئے کہ تم شاہ صاحب سے بیعت ہوئے ہو، اس نے کہا کہ شاہ صاحب کو بھی مجھے مبارک دینی چاہیے کیوں کہ میں نے ان کا ہاتھ تھاما ہے اور انہوں نے میرا، اس لئے اس کام میں ہم دونوں برابر ہیں، تم ان کی مجھ پر کیسے فضلیت ثابت کرسکتے ہو؟ اس پر آپ نے تبسم فرمایا کہ میرا حال بھی بس یہی ہے، ہم نہیں جانتے کہ ہم پیر ہیں یا وہ پیر ہیں، آپ نے قاضی صاحب کو طریقہ میں داخل کرلیا اور ان کے حال پر پوری ہمت کے ساتھ توجہ کرنے میں مصروف ہوگئے، انہوں نے کہا کہ میرا تو آپ کی

Marfat.com

ایک ہی توجہ سے کام پورا ہو گیا تھا۔

ایک روز آپ مجھے مراقبۂ اقربیت کی تعلیم دے رہے تھے کہ فرمانے لگے کہ "مراقبہ" "ترقب" سے مشتق ہے جس کے معنی انتظار کے ہیں، یعنی فیض الٰہی کا انتظار کرنا اور پھر فرمایا کہ مراقبہ میں فیض کے لئے دو چیزوں کی شرط ہے، اول اس کے لئے لازم ہے کہ منشاء یعنی ذات احدیث پر اپنی توجہ مرکوز رکھے، دوم اُسے "مورد" یعنی اپنے دل کی طرف توجہ رکھنی چاہیے۔

ایک روز یہ غلام (جامع ملفوظات) عصر کے بعد حضرت کے حضور معلیٰ میں حاضر تھا کہ حضرت صاحبزادہ شیخ رؤف احمد (۱) صاحب اور احقر کو حضرت نے مخاطب کیا، فرمانے لگے کہ میں ایک نکتہ بیان کرنے لگا ہوں، توجہ سے سنو اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی دائرہ قلب میں داخل ہو جائے اور وہ اس میں وسعت اور کشادگی پیدا کر لے اور دوسرا جو بساط حاصل کیئے بغیر اس دائرہ سے اوپر تک چلا جائے تو ان میں سے فضیلت تو پہلے کی ہی ہوگی۔

ایک روز آپ مولانا روم کے یہ اشعار نہایت شوق کے ساتھ پڑھ رہے تھے

جان منی جانانِ من دینِ منی ایمان من
سلطان من سلطانِ من چیزی بده درویش را

کہ فرمانے لگے کہ وہ چیز تو "ذات بے پردہ صفات" کی رویت ہے اور وہ اس

(۱) حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی، حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے تھے، شاہ غلام علی کے خلیفہ تھے، عالم، مدرس، مفسر، فقیہ اور شاعر بھی تھے، ولادت رام پور میں ۱۲۰۱ھ/۱۷۸۶ء کو ہوئی، شاہ درگاہی کے بعد شاہ غلام علی سے منسلک ہوئے، حضرت شاہ صاحب کے ملفوظات ومکتوبات جمع کیئے۔ ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء کو وصال ہوا، مشائخ نقشبندیہ کا تذکرہ جواہر علویہ کے نام سے لکھا (تفصیل کے لئے دیکھیے: تفسیر روفی، مقدمہ)

Marfat.com

دنیا میں ممکن نہیں ہے، اسی لئے مولانا ناامید ہو کر دوسرے مقام پر فرماتے ہیں

چہ بہانہ میدہی شیدات را ای بہانہ شکر لبہات را

چوں نہ نالم زار از دستانِ تو چوں نئم در حلقۂ مستان تو

اس کے بعد فرمانے لگے کہ اس قسم کی گستاخی تو مولانا (روم) کو ہی زیب دیتی ہے، مجھے اس کی مجال کہاں ہے، پھر فرمانے لگے کہ جوشِ محبت میں اس قسم کی سو گستاخیاں بھی معاف کر دی جاتی ہیں۔

ایک روز نماز عصر کے بعد یہ بندہ (جامع ملفوظات) حاضر ہوا تو سماع پر گفتگو ہو رہی تھی، فرمانے لگے کہ مجھے سماع سے بہت ہی رغبت تھی لیکن اپنے پیروں کی مخالفت کے باعث میں سماع کی جرأت نہیں کرتا تھا، ایک روز مجھے بہت شدید (روحانی) قبض کا احساس ہوا، میں نے ہر طرح سے اس کا علاج کیا لیکن یہ قبض دور نہ ہوا، میں اسی طرح گردن میں ہاتھ ڈالے اور ہتھیلیاں سر پر رکھے متفکر حالت میں زمین پر بیٹھا ہوا تھا کہ سرنگی کی آواز مرے کان میں پڑی تو فی الفور وہ قبض دور ہو گیا اور ایک طاقتور جذبہ مجھ پر طاری ہو گیا، فرماتے تھے کہ اگر میں سماع سنوں تو دہلی کے تمام قوال مرے ہاں جمع ہو جائیں لیکن میں اپنے پیروں کے طریقہ کی مخالفت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں، کہ یہ (سماع) سم قاتل (۱) ہے اس کے بعد آپ نہایت شوق سے یہ شعر پڑھنے لگے۔

بر سرِ خاکِ ما بیا نغمۂ عشق می سرا

کز جذباتِ شرق تو نعرہ ز خاک بر زنم

(آپ نے یہ شعر) دو تین مرتبہ دہرایا جس سے حاضرین کے دلوں میں عجیب تاثر پیدا ہوئی، بعض تو نعرہ لگانے لگے اور بعض بے ہوش ہو گئے اور بعض آہ و بکا کرنے

(۱) یعنی قتل کرنے والا زہر

Marfat.com

لگے اس غلام کا تعلق تیسرے یعنی آخری گروہ سے تھا۔

ایک روز اس احقر (جامع ملفوظات) پر گریہ کی حالت طاری ہوئی تو کسی نے جا کر آپ سے کہہ دیا، جب یہ غلام آپ کے حضور حاضر ہوا تو فرمانے لگے کہ دوسروں پر تو گریہ کی یہ مصیبت ایک دو روز کے لئے ہی ہوتی ہے لیکن مجھ پر ہمیشہ گریہ طاری رہتا ہے وہ ختم ہونے والا ہی نہیں ہے۔

ایک روز مجھ سے خطاب کرتے ہوئے فرمانے لگے، مولوی صاحب مولویت چھوڑ دیجئے اور آہ پیدا کیجئے آپ کے اس فرمان کی برکت سے میرے سیاہ دل میں دوسرے روز ہی آہ کے ماہ کا نور چمکنے لگا، پس اس (نعمت پر) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ کرے اور اس میں کمی نہ آئے، تو اس احقر نے اُسی وقت آہ کی تعریف میں یہ دو شعر کہے ؎

مدّی کہ طرفہ بر سرِ آدم کشیدہ اند
آمدِ آہ و آں کہ پیش ز آفریدہ اند
مد آھی گر نہ بودی بر سرِ آدم پدید
او آدم بودی یعنی چرم گاؤ گوسپند

ایک روز یہ غلام عصر کے بعد حاضر ہوا تو اجازت اور خلافت کے موضوع پر بات ہوئی، فرمانے لگے کہ ہمارے نزدیک اس کا اصول مقرر ہے کہ کسی کو ہماری توجہ کے اثر سے، کسی کو لطیفہ قلب مع کیفیت اور جذبات کے ساتھ تزکیہ نفس حاصل ہو جائے تو وہ ہماری طرف سے مجاز مطلق ہے، اگرچہ ہماری طرف سے اُسے زبانی اجازت نہ بھی دی گئی ہو۔

اس کے بعد اس غلام سے فرمایا کہ تمہیں عنقریب اجازت دی جائے گی اور امتحان کے طور پر میں اپنے سامنے تمہیں توجہ دینے کے لئے کہوں گا، یہ غلام اٹھا اور تسلیمات بجا

Marfat.com

لایا۔

کسی اور دن چاشت کے وقت یہ غلام حاضر تھا کہ اجازت کا ذکر چل نکلا، فرمانے لگے کہ ہم جس کو ''اَجزتُ'' کہیں تو گویا اُسے ''اجزت من اللہ'' (اللہ تعالیٰ طرف سے اجازت) ہی گی۔

ایک روز اس غلام کو ''القا اور حلقہ'' کی اجازت عطا فرمائی، ۲۷ شعبان کے روز چہار شنبہ چاشت کے وقت آپ نے مولوی محمد عظیم صاحب اور صاحبزادہ حضرت رؤف احمد صاحب کو طالب فرمایا کہ تمہیں ہم نے گواہ کے طور پر بلایا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ غلام محی الدین کو اجازت دیں، آپ بتائیں کہ وہ اجازت کے قابل ہیں یا نہیں، صاحبزادہ صاحب نے عرض کی کہ وہاں وہ اس قابل ہیں، اور مولوی صاحب نے بھی عرض کی کہ آپ کا فرمان ہی کافی ہے کسی گواہی کی ضرورت نہیں ہے، اس کے بعد آپ فرمانے لگے کہ میں کہتا ہوں کہ یہ اجازت کے قابل ہو گئے ہیں، اس کے بعد اس غلام کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا کہ تمہیں چھ سلاسل یعنی قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، مجددیہ، اور کبرویہ کی اجازت دے دی ہے اور تم طالبوں کو ان چھ طریقوں کی اپنی کامل ہمت کے ساتھ (نسبت) القا کرنی چاہیے، پھر القا کے طریقہ کی تعلیم دی اور اس کے بعد اپنے دست مبارک سے کلاہ شریف میرے سر پر رکھی، پھر دیر تک اپنا ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھے رہے، اس کے بعد فرمانے لگے کہ ابھی بیٹھو کہ میں پھر سے تمہارے سینہ میں ان چھ طریقوں کا فیض جدا جدا طور پر القا کروں گا، پھر توجہ کی اور القا فرمایا، غلام اٹھا اور تسلیمات بجالایا اور بے اختیار ہو کر آپ کے پاؤں مبارک پر گر پڑا، دیر تک میں اپنا سر آپ کے بابرکت پاؤں پر رکھے رہا اور میں نے عرض کی ایک سگ گرگین ہوں اس شاہی اعزاز کے قابل نہیں ہوں، آپ نے محض عنایت وکرم ہے یہ فضل فرمایا، آپ فرمانے لگے کہ یہ میری کلاہ نہیں ہے بلکہ میرے پیروں کی

Marfat.com

ہے، پھر فرمایا کہ ۲۷ رمضان کو میں تمہیں خرقہ خلافت بھی دوں گا، جب ۲۷ کی رات آئی تو آپ نے اس غلام کو نمازِ مغرب کے بعد طلب فرمایا اور وہ خرقہ وکلاہ جو اس غلام کو عطا فرمانا تھا، پہلے خود پہنا اور پھر مجھے توجہ دی اس کے بعد اپنے دست مبارک سے خود پہنانے لگے اور صاحبزادہ صاحب اور مولوی صاحب سے فرمایا کہ تم بھی یہ پہنانے میں مدد کرو کہ پیروں کی یہی سنت ہے، اس کے بعد وہ دونوں بزرگ میرے دائیں اور بائیں آ گئے اور پہنانے میں مدد کرنے لگے اور کلاہ مبارک خود اپنے ہاتھ سے اس احقر کے سر پر رکھی، اس کے بعد پھر دوبارہ اجازت مرحمت فرمائی، فرمانے لگے کہ میں تمہیں اجازت مطلقہ دیتا ہوں، جو کوئی بھی تم سے فیض طلب کرے ہماری طرف سے تم اُسے اذکار القا کرو اور فیض پہنچاؤ، حق سبحانہ وتعالیٰ پیران کبار کے صدقہ اس میں تاثیرات اور ثمرات پیدا فرمائے، پھر غلام اٹھا اور آداب بجالایا۔

عیدالاضحیٰ کے روز آپ نماز کے لئے مسجد میں گئے، یہ غلام بھی حاضر تھا، نماز سے فراغت کے بعد لوگوں نے آپ کی قدم بوسی کے لئے اژدہام کیا، یہ غلام مسجد کے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا کہ ہجوم چھٹ جانے کے بعد میں بھی قدم بوسی کروں گا، لیکن عین اژدہام کے دوران آپ نے پوچھا کہ مولوی قصوری کہاں ہے؟ انہیں بلاؤ یہ غلام بڑی خوشی سے اٹھا اور اپنا سر آپ کے مبارک قدموں پر رکھ دیا، اپنے دستِ مبارک سے اس احقر کا سر اٹھایا، اپنے سینۂ مبارک سے چسپاں کر کے اپنی پوری توجہ سے حرارت میرے دل پر القا کی، اس کے بعد دعا کی، پھر یہ غلام واپس مسجد کے اُسی گوشے میں آ کر بیٹھ گیا۔

اسی دوران شہر کا مفتی بھی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا، انہوں نے اپنی داڑھی ترشوا رکھی تھی، آپ نے تبسم فرمایا، فرمانے لگے کہ سبحان اللہ تم بوڑھے ہو گئے ہو لیکن کیا تمہیں ابھی تک داڑھی نہیں آئی ہے؟ مفتی شرمندہ ہوا۔

Marfat.com

اس کے بعد غلام کو پھر طلب کیا اور فرمانے لگے کہ صرف تین چار ماہ ہوئے کہ یہ مولوی قصور سے آیا ہے، اس نے ان تین ماہ میں مجھ سے جو کچھ حاصل کیا ہے، تم چھ سال میں بھی حاصل نہیں کر سکے، یہ میرے بڑھاپے کی محنت ہے، اس کے بعد آپ حضرت میرزا صاحب وقبلہ (مظہر جانِ جاناں) کے مزارِ مبارک پر آئے اور اُن کے مزار مبارک سے قدم گاہ کی طرف سے خاک اٹھا کر اپنی آنکھوں، رخساروں اور دل پر ملنے لگے، پھر مزار مبارک کے پائین آکر اپنے دونوں پاؤں کے بل بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ اب ضعف کا مجھ پر نہایت غلبہ ہو گیا ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کی قوت نہیں رہی، آپ نے مجھے ساری عمر ناز ونعمت سے پالا ہے، اب اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کے طفیل میرا خیر وعافیت سے خاتمہ کرے، وہاں آپ نے اس غلام کو پھر طلب کیا، میں حاضر ہوا، آپ نے اس غلام کا ہاتھ پکڑا اور پھر دیر تک اسے ہوا میں اٹھائے رکھا اور پھر مجھے حضرت میرزا صاحب وقبلہ کے سپرد کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ یہ شخص آپ کے گھر آیا ہے، اس پر تمام تر عنایات فرمائیے، اس کے بعد اپنا ہاتھ مبارک چھوڑتے ہوئے اندر تشریف لے گئے۔

ایک روز یہ غلام عصر کی توجہ کے وقت حاضر ہوا، تو محمد حسن چشتی (١) جو کہ مقبول درگاہ ہیں، ہمارے نزدیک ہی بیٹھے ہوئے تھے، اس احقر سے خطاب کرتے ہوئے

---

(١) خواجہ محمد حسن مودودی چشتی، حضرت شاہ غلام علی کے خلیفہ تھے، ان کے حالات مقامات مظہری وغیرہ میں نہیں ملتے، شاہ رؤف احمد نے ایک محمد حسن کا ذکر کیا ہے جو مولانا خالد کردی رومی کے شاگرد تھے اور بغداد سے آکر حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے تھے اور بیت المقدس وشام جا کر ارشاد وتبلیغ کا آغاز کیا تھا (جواہر علویہ ص ٢٤١) حضرت شاہ صاحب کے اکیس مکاتیب ان کے نام ہیں، ان میں ان کے نام کے ساتھ نسبت کمھاری کا اضافہ ہے۔ (مکاتیب ٦، ١٦، ١٨، ٢١، ٢٥، ٥٥، ٦١، ٦٢، ٦٤، ٧١، ٧٩، ٩٣، ١٠١، ١١٠)

نسبت کمھاری، غالباً سہو کتابت ہے، علامہ سمعانی نے ایک نسبت الکماری (بفتح الکاف والمیم ......) کا ذکر کیا ہے (الانساب ١١ / ١٤٣) ممکن یہاں یہی نسبت مراد ہو۔

Marfat.com

فرمانے لگے کہ محمد محسن نے تمہارے حال کے مطابق یہ شعر کہا ہے ۔

نالہ ز من بود کہ بلبل زود برد
یک نفس وا شدنی داشت دلم گل زود برد

پھر اس بندہ نے زبان حال سے یہ عرض کی ۔

نیاورم از خانہ چیزی نخست
تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

ایک روز بتاریخ ۱۴ رمضان شریف جب کہ شدید گرمی بھی تھی تو اس سراپا گناہ نے حکمت عملیہ کے ذریعہ پانی ٹھنڈا کیا اور افطار کے وقت آپ کے لئے لے گیا، جب آپ نے اس غلام کہ دور سے دیکھا تو فرمانے لگے ۔

بگو مجنون چہ آوردی برای تحفۂ لیلی

تو اس غلام نے اس کا اپنے دل میں یہ جواب دیا ۔

دل صد پارہ آوردم اگر باشد بداں میلی

جب میں نے یہ (ٹھنڈا پانی) آپ کے حضور پیش کیا تو پوری رضا مندی کے ساتھ دعا فرمائی اللہ تعالیٰ تیرے دل کو اپنی معرفت کی ٹھنڈک سے ٹھنڈا کرے اور اس کے علاوہ بھی دعائیں کیں، جو ان شاء اللہ تعالیٰ قبول ہوں گی۔

ان ملفوظات کا جامع کہتا ہے کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کے حق میں یہ نہ کہا جائے کہ وہ صحیح مجنون ہے، جب آپ نے اس پریشان حال کے لئے لفظ مجنون فرمایا تو گویا آپ نے میرے ''کمال ایمان'' کی بشارت دے دی، اللّٰھم آمین ۔

Marfat.com

بریں مژدہ گرجان فشانم روا است
کہ ایں مژدہ آسائش جانِ ما است

مجھے ایک بزرگ سے معلوم ہوا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ لوگ مجھے بھی ''مجنون'' کہیں، آپ بازار گئے، ایک قصاب سے دو آنتڑیاں خریدیں، ایک ساری آلائش سمیت منہ مبارک میں ڈال لی اور دوسری اپنے کندھے پر رکھ لی، پھر آپ بازار گئے، جب لوگوں نے آپ کو اس حال میں دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے، دیکھو علی ''مجنون'' ہو گیا ہے، جب شاہِ مردان نے اپنے بارے میں لفظ ''مجنون'' سنا تو اپنے لباس میں پھولے نہیں سماتے تھے۔

ایک رات نمازِ مغرب کے بعد یہ غلام حاضر خدمت تھا تو ''ترک وتجرید'' پر بات ہو رہی تھی، فرمانے لگے کہ حضرت میرزا صاحب وقبلہ انتہائی گوشہ نشین اور تارک دنیا تھے، یہاں تک کہ آپ اپنے لئے بھی گھر کھانا نہیں پکواتے تھے، بھوک کے غلبہ کے وقت کچھ کھانا بازار سے منگوا لیتے اور اُسی پر کفایت کر لیتے تھے، نہ کسی سے ملاقات کرتے اور نہ ہی کسی کی دعوت پر جاتے اور امراء کی تو ہرگز دلجوئی نہیں کرتے تھے بلکہ اگر کوئی امیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اس کے مخالف باتیں کرتے تا کہ وہ دوبارہ نہ آئے اور اپنی ساری زندگی کرایہ کے مکان میں گذار دی۔

نواب غازی الدین خان کا والد (۱) آپ کا بہت ہی معتقد تھا، آپ کے لئے

(۱) پدر نواب غازی الدین خان سے مراد میر محمد شاہ امیر الامراء فیروز جنگ بن نظام الملک آصف جاہ اول ہے، جو ۱۱۲۰ھ کو تولد ہوا اور ۱۱۶۵ھ کو انتقال کیا (رفعت جنگ: شجرۂ آصفیہ مرتبہ حکیم شمس اللہ قادری، مطبوعہ، حیدر آباد، دکن، ص ۱۳) مختلف عہدوں پر فائز رہا، اُسے حضرت میرزا مظہر اور حضرت فخر جہان سے بڑی عقیدت تھی...... (مناقب فخریہ ص ۱۳)

Marfat.com

اس نے دیوان خانہ، مسجد اور کنواں بنوایا اور دعوت کے بہانہ سے اور پھر کئی طرح کے حیلے کر کے آپ کو وہاں بلایا، فراغت کے بعد جب آپ واپس آنے لگے تو وہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور عرض کی کہ یہ مکان میں نے آپ کے لئے تیار کروایا ہے، قبول فرمالیجئے، جس پر آپ غضبناک ہو گئے، اور فرمانے لگے کہ میں تمہیں صرف احمق سمجھتا تھا، اب معلوم ہوا ہے کہ وہ تم ہلبنق بھی ہو، موت کا فرشتہ میرے بڑھاپے کی وجہ سے مجھے اس دارفنا سے دارِ بقا میں لے جانے کے لئے پہنچ چکا ہے، ہاں اس کی تدبیر معلوم ہونا لازم نہیں ہے کہ میری زندگی اس رات تک میرے ساتھ وفا کرتی ہے یا نہیں، (رب کریم کا) رزق تو متواتر پہنچ رہا ہے۔

(ایک روز فرمایا) کہ جس دن حضرت خواجہ (نور محمد بدایوانی) نے حضرت میرزا (مظہر جانِ جانان) کو اجازت دینے کا ارادہ کیا، تو طریقہ کی تعلیم بھی دی، آپ فرماتے تھے کہ اجازت دینے کے لئے چند امور ضروری ہیں، اول علم، دوم عقل، سوم ترک وتجرید، دنیا سے لاتعلقی اور قطع تعلق کے بغیر اجازت بے کار ہے۔

فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے فرمایا ہے کہ درویش کے لئے لازم ہے کہ اس کے دست و پا شکستہ ہوں وہ دین اور یقین بھی صحیح طور پر رکھتا ہو، اس کے بعد اپنی زبان مبارک سے یہ شعر پڑھتے تھے ؎

من نہ آں صیدم کہ آزادی ہوس باشد مرا
از قفس گویم نفس تا در قفس باشد مرا

ایک روز یہ غلام حاضر ہوا تو آپ کا روئے سخن حضرت روف احمد صاحب، اس بندہ اور مولوی کرم اللہ (۱) کی طرف تھا، فرمانے لگے کہ تم شاعر اور مولوی لوگ بیٹھے

(۱) مولوی کرم اللہ محدث دہلویؒ، حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد خاص اور مجدد وقت تھے، شاہ عبدالعزیزؒ نے تفسیر عزیزی انہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

ہوئے ہو، اس شعر کے معنی تو بتاؤ۔

ایک دن یہ غلام چاشت کے حلقہ کے وقت حاضر ہوا، رسالہ آداب المریدین (۱) جو حضرت نجیب الدین سہروردی (۲) کی تصنیف ہے، ہاتھ میں لئے ہوئے تھے، فرمانے لگے کہ اس کتاب میں طریقہ نقشبندیہ کا ذکر نہیں ہے، اس طریقہ (سہروردیہ) میں شدید مجاہدات اور ریاضاتِ شاقہ کا صوفیہ نے بیان کیا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے،

کے لئے تالیف کی تھی، شاہ عبدالغنی لکھتے ہیں:

حضرت شاہ عبدالعزیز تفسیر عزیزی بخاطر اوشان تصنیف کردند ...اکثر اہل دہلی درفن قرأت ووجوہات سبعہ شاگردِ ایشان ہستند باواسطہ یا بلاواسطہ......(تکملہ مقامات مظہری نوشتہ شاہ عبدالغنی ص ۱۷۰)

صاحب نزہۃ الخواطر نے حدیقۃ الاحمدیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ کی ولادت و پرورش دہلی میں ہوئی اور علومِ ظاہری کی تحصیل حضرت شیخ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے کی اور شاہ رفیع الدین سے بھی شرف تلمذ حاصل تھا ۴۳ سال کی عمر میں حج و زیارت حرمین الشریفین سے مشرف ہوئے، پھر دہلی آکر خلق کثیر کو فیض یاب کیا اور پھر حج کے ارادہ سے سورت پہنچے تو سرطان کا مرض لاحق ہوا اور اس مرض میں شعبان ۱۲۵۲ھ کو انتقال کیا۔ سورت ہی میں دفن ہوئے (نزہۃ ۷/ ۳۹۴) آپکے والد کا نام عبداللہ تھا (نزہۃ ۷/ ۳۹۴) وہ مولوی فخر الدین کے دست حق پرست پر مشرف اسلام ہو کر انہی سے بیعت ہو گئے (تکملہ مقامات مظہری ص ۱۷۰) آپکا سالِ وفات حدائق الحنفیہ اور تذکرہ علمائے ہند میں ۱۲۵۸ھ ہے جو بے سند ہے ان کے مقابلہ میں صاحب نزہۃ الخواطر نے حدیقۃ الاحمدیہ کے حوالے سے ۱۲۵۲ھ لکھا ہے جسے ہم نے ترجیح دی ہے، ملاحظہ ہو (۱) رافت، رؤف احمد مجددی: جواہر علویہ ص ۲۴۰ (۲) عبدالغنی، شاہ: تکملہ مقامات مظہری، مطبع احمدی دہلی، ۱۲۶۹ھ ص ۱۷۰۔ (۳) فقیر محمد جہلمی: حدائق الحنفیہ ص ۴۷۳ (۴) رحمٰن علی: تذکرہ علماء ہند، ص ۳۹۶۔ (۵) عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ص ۷/ ۳۹۴

(۲) آداب المریدین، تصوف کی شہرۂ آفاق کتاب ہے، جو حضرت ابونجیب سہروردی کی تصنیف ہے، بہت سے مشائخ نے اس کی شروح بھی لکھی ہیں۔

(۳) حضرت ابونجیب، سہروردی سلسلہ کے ائمہ میں سے تھے ۵۶۳ھ کو وصال ہوا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ (بہاء الدین نقشبند بخاری) نے فرمایا ہے کہ (سلسلۂ نقشبندیہ) کی بنیاد جناب باری تعالیٰ کے حضور عجز وانکساری پر ہے اور اپنے پیر کے ساتھ اخلاص کا ہونا بھی لازم ہے، حضرت خواجہ نے بارہ روز تک جناب الٰہی میں مناجات کیں کہ مجھے ایسا نیا طریقہ عطا فرمایئے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے سب سے آسان اور قرب حاصل کرنے کیلئے ''اقرب ترین'' ہو جو موصل بھی ہو، بارہ دن کے بعد آپ کی دعا قبول ہوئی اور آپ کو نیا طریقہ عنایت ہوا (یعنی طریقہ نقشبندیہ)۔

ایک روز فرمانے لگے کہ دوسرے طریقوں میں مجاہدہ (باطنی ترقی) بنیاد ہے۔ لیکن طریقۂ نقشبندیہ میں مجاہدہ کی بجائے پیر کی مرید پر توجہ ہی رکن ہے لیکن ذکر تو ہر طریقہ میں (پہلی) شرط ہے)۔

ایک روز فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ حضرت میرزا صاحب وقبلہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے طریقۂ مجددیہ کیوں کر اختیار کیا، جواب دیا اس لئے کہ اس طریقہ میں اس قسم کی ریاضات مجاہدات نہیں ہیں اور میں ایک نازک مزاج میرزا تھا، میں سخت مجاہدات کا متحمل نہیں تھا۔

ایک رات مغرب کے بعد توجہ کے وقت ارشاد فرمایا کہ اہل محبت کے لئے اعمال (اوراد و وظائف) کی ضرورت نہیں ہے، ان کا تھوڑا سا ل عمل ہی کافی ہے بلکہ انہیں تو اس تھوڑے عمل کی بھی حاجت نہیں ہے اور (ہمارے) حضرت میرزا صاحب وقبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان میں سے ایک تھے۔

ایک روز یہ بندہ حاضرِ خدمت تھا کہ عشق ومحبت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی، فرمانے لگے کہ عشق جبلی بہت خوب ہوتا ہے اور مفید بھی، چنانچہ ایک روز حضرت میرزا صاحب وقبلہ ارشاد فرمانے لگے کہ میری جبلت میں عشق ہے، مجھے یاد ہے کہ میں ابھی صرف چھ ماہ کا تھا کہ ایک خوبرو عورت ہمارے گھر آئی، جب میری آنکھیں

Marfat.com

اس کی آنکھوں سے ملیں تو میرا دل اس کا گرفتار (اسیر) ہو گیا، جب وہ میری آنکھوں سے دور ہو جاتی تو میں بے قرار ہو جاتا اور آہ وزاری کرنے لگتا اور جب میں اُسے دیکھتا تو میری جدائی کو تسکین مل جاتی۔

ایک دن فرمانے لگے کہ ہمیں حضرت میاں صاحب یعنی شاہ عبدالعزیز صاحب سے یہ بات سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ جب حضرت شاہ نقشبند کمالات وافاضات کا شہرہ دنیا میں پھیلا، تو ایک زاہد ان کے اعمال (اورادووظائف) اور اوقات کا جائزہ لینے کے لئے ان کے پاس آیا، اس نے دیکھا کہ دن کے وقت تو آپ صرف فرائض اور سنتیں ہی ادا کرتے ہیں، جب رات ہو جاتی ہے تو عشاء کی نماز کے بعد پلاؤ کھاتے ہیں اور رات کو اکثر سو جاتے ہیں، رات کے تیسرے پہر اٹھ کر دس بارہ رکعت تہجد کے ادا کرتے ہیں، جس پر زاہد حیران رہ گیا، اس نے پوچھا کہ میں تو ساری رات آرام نہیں کرتا اور ذکر کرتے کرتے تو اپنا گلا پھاڑ لیتا ہوں، لیکن مجھے تو ایک نور بھی نظر نہیں آیا، اور تم رات کو اکثر سوئے ہوئے ہوتے ہو اور کھانا بھی کھاتے ہو تو پھر یہ نور کہاں سے آیا؟ آپ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ نور تو پلاؤ کھانے سے آیا ہے۔

ایک روز فرمانے لگے کہ نقشبندیہ علماء کا پسندیدہ طریقہ ہے کسی کو بھی اس پر اعتراض نہیں ہے اور اس طریقہ کو مشائخ متقدمین مثلاً حضرت غوث اعظم اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی اور دیگر اولیائے کرام نے پسند کیا ہے۔

ایک دن فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ ایک سائل ہمارے پاس آیا اور بھنگ کے لئے دو پیسے مانگے، میں نے دے دیئے، ایک مولوی وہاں بیٹھا ہوا تھا، اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگا حرام چیز کے لئے کسی کی مدد کرنا بھی حرام ہے، تم نے اُسے کیوں کر دے دیئے، ہم نے اس کے جواب میں کہا کہ مسلمان کے بارے میں ہمیشہ نیک خیال کرنا چاہیے اور ہر ممکن اس کے قول وفعل کی توجیہ کرنی چاہیے، ممکن ہے کہ اس

Marfat.com

کا ارادہ نان کہنے کا ہو لیکن اس کی زبان سے غلطی سے بھنگ نکل گیا ہو۔

ایک روز یہ غلام چاشت کی توجہ کے وقت آپ کی محفل مبارک میں حاضر ہوا، مریدوں میں سے ایک شخص آیا، اور کہنے لگا کہ میرے والد اور دادا غالی (۱) شیعہ تھے اور یہ بھی انہی میں سے ایک تھا، میری کوشش تھی کہ میں ہر ممکن اسے ترک کر دوں لیکن ایسا نہیں ہوتا تھا، ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق کے لئے نیاز دے، تیرا کام ہو جائے گا، میں نے ایسا ہی کیا، میری مشکل حل ہو گئی، پس وہ میرے پاس آیا اور توبہ کی اور صدق دل سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ صدیقیہ میں شامل ہو گیا اور اب وہ متصلب سنی ہے۔

ان ملفوظات کا جامع کہتا ہے کہ ایک جوان افغان قصور سے حرمین الشریفین کی زیارت لازم سعادت کے لئے گیا، راستے میں مغرب کی جانب ایک بستی کی ایک مسجد کے امام سے اس کی واقفیت اور دوستی ہو گئی، اس نے پیغام دیا کہ جب تم روضہ کی زیارت کے لئے جاؤ تو وہاں میرا اسلام شوق عرض کر دینا، کہ فلاں شخص زیارت کا انتہائی شوق رکھتا ہے لیکن وہ دو اشخاص کے باعث جو اس کے دشمن ہیں نہیں آسکتا، جیسا کہ کہا گیا ہے ۔

واجب است از ہزار دوست برید
تایکی دشمنت نباید دید

وہ سادہ لوح حاجی جو اس کے ارادہ (نیت) سے ناواقف تھا جب حضور نور علی نور کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوا، تو اس نے وعدہ ایفا کرتے ہوئے اس جہنمی امام کا پیغام سلام اس طرح پہنچا دیا، جب پیغام دینے والا سرکار سے غافل ہو کر وہاں

(۱) یہاں متن میں لفظ ''غلات'' آیا ہے، جو اہل تشیع کا ایک ایسا فرقہ ہے جو حضرت علیؓ کو خدا مانتا ہے (فرہنگ فرق اسلامی، فرہنگ فارسی عمید)

Marfat.com

ہی سو گیا تو اُسے خاتم الانبیاء کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، اس نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عالی شان جگہ پر جلوہ افروز ہیں اور آپ سے وابستہ اصحاب بھی وہاں حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہیں اور دونوں بزرگ (شیخین امیر المومنین ابوبکر صدیق اور عمر فاروقؓ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں حاضر ہیں، اس دوران حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آ کر سلام عرض کرنے لگے تو آپ نے اس کا جواب نہ دیا، انہوں نے پھر سلام عرض کیا، پھر کوئی جواب نہ ملا تو انہوں نے مایوس ہو کر حضور خیر الناس کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ اس بے سروپا سے جو غلطی سرزد ہوئی ہے وہ بتایئے تاکہ میں اس سے توبہ اور اس کا مداوا کر سکوں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ اس سے زیادہ خطا کیا ہو سکتی ہے کہ ایک بدفطرت میرے دوستوں (شیخین) کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور وہ انہیں بُرے الفاظ میں یاد کرتا ہے اور تو نے اب تک اُسے اس کی سزا نہیں دی ہے، آپ یہ فرمان عتاب آمیز سنتے ہی اٹھے، تھوڑی دیر بھی نہ ہوئی تھی، کہ آپ اس بدانجام امام کا سر کاٹ کر لے آئے، اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سلام کا نہ صرف جواب مرحمت فرمایا بلکہ مزید عنایات بھی فرمائیں، جب میں بیدار ہوا تو اس کی حقیقت جان کر اس پیغام کے پہنچانے پر شرمسار ہوا، میں نے توبہ کی، اور پھر اس وقعہ کی تاریخ کاغذ پر لکھ لی، جب واپس آیا تو پھر اُس مسجد کے گھروں کے قریب گیا اور اس بدبخت امام کا حال دریافت کیا تو اس کے مقتدیوں نے بتایا کہ فلاں وقت وہ اپنے دوستوں کے حلقہ میں بیٹھا کچھ بیان کر رہا تھا کہ اچانک دیوار کے پیچھے سے ایک ہاتھ نمودار ہوا، اس کا سر کاٹا، گردن سے الگ کر کے لے گیا، جس پر اس حاجی نے اپنے خواب کا سارا واقع ان سے بیان کیا اور پھر اس نے وہ کاغذ نکالا جس پر اس افسوسناک واقعہ کی تاریخ لکھ رکھی تھی اور دکھایا تو اس علاقہ کے تمام اہل تشیع نے

Marfat.com

مسلک اہل سنت قبول کرلیا ؎

بحمد للہ آں دہ مسلماں شدہ
اگرچہ گدا بود سلطان شدہ

اسی طرح اگر ہمارے حضرت (میرزا مظہر جانِ جاناں) کے منکروں کے سر بھی غیبی تلوار سے کٹ جائیں تو شاید وہ جہنمی بھی بہشت میں داخل ہو جائیں، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن وہ اشخاص جو ابو جہل جیسی شقی قسمت رکھتے ہیں اگر ہزاروں کرامات دیکھ لیں تب بھی وہ اپنے انکار پر ہی قائم رہیں گے ؎

ہزاروں دل مردہ از یک نگاہ
شود زندہ و خصم ناید براہ
نیاید ز بد نیکوی در وجود
ز ابلیس ہرگز نیاید سجود

پس گمراہی اور ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

ایک روز آپ فرمانے لگے کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور پوچھا کہ یزید پر لعنت کرنے کے سلسلہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ لعنت کا مستحق ہے یا نہیں، میں نے جواب دیا کہ لعنت کا تو میں مستحق ہوں جہاں تک تم سے ممکن ہو مجھ پر لعنت بھیجو، دوسرے کے حال کی میں خبر نہیں رکھتا، اگر اس مسئلہ کی تحقیق مقصود ہو تو شاہ عبدالعزیز صاحب کے پاس جا کر دریافت کرو کہ وہ اس معاملہ میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

ان ملفوظات کا جامع کہتا ہے کہ آپ کا جواب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث شریف کے مطابق ہے کہ اس شخص کو خوشی نصیب ہو جو دوسروں کے عیوب چھپاتا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ اس مسئلہ کا جواب دینا فقیہ کے لئے لازم ہے تو میں کہوں گا کہ ہاں یہی درست ہے لیکن اگر اس شہر میں کوئی دوسرا فقیہ نہ ہو، اور وہ صاحب حال

Marfat.com

بھی ہو اور پھر ہمارے حضرت کو اپنے حال کی متابعت بھی لازم ہے، جیسا کہ کتاب عین العلم (۱) میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب یزید پلید کا ذکر آئے تو چاہیے کہ اس مسئلہ پر کچھ بیان کیا جائے، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس کی کچھ تفصیل بیان کروں تا کہ یہ مسئلہ غیر واضح نہ رہ جائے۔

جاننا چاہیے کہ بحر مذاہب (۲) میں تحریر ہے کہ یزید پر لعنت کے مسئلہ پر اہل سنت و جماعت کے تین گروہ ہیں یعنی لاعنین، ساکتین اور مانعین، امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس معاملہ میں خاموشی ہی بہتر ہے، کیوں کہ آخر یہ مسئلہ مباحات میں داخل ہو جائے گا اور مباح میں ثواب لازم نہیں ہے، ایسا کرنا محض وقت ضائع کرنے کے مساوی ہے، چنانچہ میرزا بیدل (۳) نے کہا ہے ؎

اوقات که صرف گشت در لعن یزید

اے کاش شدی صرف درودی حسنین

شہابیہ (۴) میں کہا گیا ہے کہ وہ لوگ جو یزید پلید پر لعنت کرنے سے منع کرتے ہیں وہ اس بنیاد پر کہتے ہیں کہ اس پلید کا نام مسلمانوں کی زبان پر نہ آئے نہ اس لئے کہ وہ

(۱) عین العلم، امام محمد بن عثمان بن عمر بلخی کی تالیف ہے جو امام محمد غزالی کی احیاء العلوم کا خلاصہ ہے، اس کتاب کا عربی متن کئی مرتبہ طبع ہو چکا ہے ملا علی قاری نے اس کی شرح بھی لکھی تھی وہ بھی چھپ چکی ہے۔ (معجم المطبوعات ۱/۵۸۶، کشف الظنون ۲/۱۱۲)

(۲) بحر المذہب، (متن میں بحر المذاہب سہو کتابت ہے) امام ابی المحاسن عبدالواحد بن اسماعیل الرویانی شافعی (ف ۵۰۲) کی تصنیف ہے (کشف الظنون ۱/۲۲۶)

(۳) مرزا عبدالقادر بیدل (ف ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰) بارھویں صدی ہجری کے پاکستان و ہند کے نامور فارسی شاعر، صوفی اور عالم تھے، افغانستان سے ان کا ضخیم و جسیم کلیات شائع ہو چکا ہے

(۴) شہابیہ یعنی شہاب الاخبار فی الحکم والامثال والآداب مولفہ قاضی ابو عبداللہ محمد بن سلامۃ القضاعی (ف ۴۵۴ھ) شافعی، مطبوعہ بیروت ۱۴۰۵ھ (رک سلم الوصول الی طبقات الفحول ۳/۱۴۵)

Marfat.com

لعنت کا مستحق نہیں ہے، اسی طرح لباس برہنہ (۱) اور کتاب مصباح الزیت (۲) کے علاوہ حضرت امام ربانی کے مکتوبات شریف میں سے ایک مکتوب (۳) میں آپ خود فرماتے ہیں کہ بعض علماء اہل سنت و جماعت نے یزید پر لعنت کرنے سے منع کیا ہے وہ اہل عقائد کے اس اصول کے باعث ہے کہ کف اللسان عن الشہادتین لازم ہے ورنہ وہ تو ہزار ہا لعنت کا مستحق ہے، اس خبیث سے جو حرکت سرزد ہوئی تھی کسی یہودی یا نصرانی سے بھی نہیں ہوئی۔

ان ملفوظات کا جامع کہتا ہے کہ اس پلید پر لعنت کرنا اُسے بے نقاب کرنے کے برابر ہے اور پھر تو وہ ثواب کا بھی مستحق ہو جائے گا چنانچہ اگر کسی کو اس کے مال یا عدم استحقاق کے باعث اس پر لعنت کرنے سے منع کرنا یا صرف مخالفت کے لئے لعنت کرنے سے وہ شخص ثواب کا مستحق ہو جائے گا، یہ بھی جاننا چاہئے کہ لعنت کے دو مفہوم لیئے جاتے ہیں، ایک تو اصل رحمت سے دور ہونے کے معنی میں دوسرے کمالِ

---

(۱) لباس برہنہ، شاہ عنایت قادری قصوری کی تالیف ہے جو شیخ نصیر الدین لاہوری کے فتاویٔ برہنہ کے مغلق مقامات کی شرح ہے، شاہ عنایت لکھتے ہیں:

محامد متواترہ و مدائح متکاثرہ... بعدہ می گوید اضعف عباد اللہ الباری ابو المعارف عنایت اللہ الحنفی القادری القصوری ثم اللاہوری بر گاہ نسخۂ مولفہ شیخ نصیر الدین لاہوری مسمیٰ بہ فتاویٔ برہنہ... باغلاق و اشادات ذکر ساختہ کہ چہرۂ مقصود جلوہ گر نمی گردید... ایں دعا گوی خلق اللہ خواستہ کہ محال مغلقات وی را شرح دہد و ایں حاشیہ را بہ لباس برہنہ نامیدم... لباس برہنہ ابھی تک طبع نہیں ہوئی ہے، اس کا ایک قلمی نسخہ ذخیرۂ خواجہ غلام محی الدین قصوری اور دوسرا مولانا محمد طیب ہمدانی کے پاس تھا جو اب کتانجانہ گنج بخش، اسلام آباد میں ہے۔

(۲) کتاب الزیت کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔

(۳) مکتوبات امام ربانی ۱/ ۲۵۱

Marfat.com

رحمت سے دور ہونے کے باعث ہے، اس پلید پر لعنت کرنے کے معاملہ میں جو اختلاف ہے وہ اول الذکر ہی ہے، البتہ لعنت کی دوسری قسم پر تو سب کا اتفاق ہے کہ جائز ہے۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ نجف خان (۱) کے ابتدائی زمانہ میں رمضان شریف کے انوار و برکات کا شروع میں ہی ادراک ہو جاتا تھا، اس کے بعد آدھے شعبان میں جا کر محسوس ہوتا اور اب چند سالوں سے تو کفر کی ظلمت اتنی بڑھ گئی ہے کہ رمضان سے بمشکل ایک دو روز پہلے ہی معلوم ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ ۲۹ شعبان توجہ کے وقت حاضر خدمت ہوا تو فرمانے لگے کہ میرے بعض دوستوں (مریدین) کو درود شریف کی کثرت کے باعث باطن میں برکات کا احساس ہو جاتا تھا کہ آج چاند رات ہے، اس کے بعد مراقب ہوئے تو بڑی دیر کے بعد سر اٹھایا کہ اسی لمحہ میں تازہ برکات وارد ہوئی ہیں، لیکن میں یہ وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ آج رات چاند نکلے گا یا نہیں۔؟ لیکن حضرت کے فرمان کے مطابق اس رات چاند طلوع ہو گیا، اللہ تعالیٰ ہی اس کے اسرار صحیح طور پر جانتا ہے۔

---

(۱) مرزا نجف خان ایرانی تھا ۱۷۳۳ء کو اصفہان میں پیدا ہوا، ہندوستان آ کر مختلف نوابوں کے ہاں ملازم رہا، جنگ بکسر کے بعد اس نے انگریزوں کے لئے خدمات انجام دیں، لارڈ کلایو نے اس کے صلہ میں اس کی دو لاکھ سالانہ پنشن مقرر کر دی، وہ روہیلوں کا بہت دشمن تھا، اس کے لئے وہ مرہٹوں سے بھی اتحاد کر لیتا تھا، اس کے عہد میں شیعیت کو بہت فروغ ہوا، وہ ۱۷۸۱ء کو فوت ہو گیا، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو ایک مرتبہ خارج البلد کیا، روہیلوں کا سب سے بڑا مرکز حضرت میرزا مظہر کی خانقاہ تھی اس لئے نجف خان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ حضرت مظہر کو قتل کروا دے چنانچہ محرم ۱۱۹۵ھ کو حضرت پر حملہ کروایا اور ۱۰ محرم کو آپ کا وصال ہو گیا، یعنی آپ کی شہادت میں سیاسی و مذہبی دونوں اسباب کارفرما تھے، قاتل نجف فان کے ملازم تھے، جس کی تصدیق تاریخ محمدی اور مناقب فخریہ سے بھی ہوتی ہے، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مقامات مظہری، مقدمہ، ص ۱۱۳۔۱۱۷، طبع سوم

Marfat.com

ایک روز عصر کے بعد یہ غلام حاضر ہوا تو فرمانے لگے کہ دل کو ماسواء اللہ کے خالی کرنے اور صرف ایک ذات حق سبحانہ وتعالیٰ پر توجہ رکھنے سے نورِ حضور کا جو ظہور ہوتا ہے اس میں کامل تاثیر ہوتی ہے، فرماتے تھے کہ میں بازار میں سے گذر رہا تھا کہ ایک ہندو اپنے بت کے سامنے دل کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا ہوا تھا اور ہندی زبان میں لفظ ہری ہری بول رہا تھا، اس کے بعد آپ مولوی محمد عظیم صاحب اور مولوی کرم اللہ صاحب کی طرف متوجہ ہوئے فرمانے لگے کہ میں تو یہی کہتا ہوں اگرچہ مولوی حضرات ناراض کیوں نہ ہوں، ایک روز فرمانے لگے کہ اگرچہ مولوی حضرات مجھے مار ڈالیں لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ذات واحد کی طرف توجہ کرنے سے اس مقام پر برکت کا ظہور ہوا تھا۔

ایک روز میں آپ کے حضور حاضر تھا تو ہندوؤں کی عبادت کے متعلق بات چل نکلی، فرمانے لگے کہ خدا کی یاد کی تاثیر ہوتی ہے، اگرچہ ذاکر ہندو ہی کیوں نہ ہو، اُسے کسی نام سے بھی یاد کیا جائے تو توجہ اُسی طرف ہو جاتی ہے، لیکن اسماء حُسنیٰ کا ذکر جو شرع کے مطابق ہو جداگانہ تاثیر رکھتا ہے، انوار، جذبات، واردات، قربِ الٰہی اور وصولِ ذات کا ظہور بھی اسی ذکر سے ہوتا ہے۔

فرمانے لگے کہ ایک روز ایک ہندو ہمارے پاس آیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے رب کی یاد سکھائیں، ہم نے کہا کہ تم صبح کے وقت ایک دو ہزار مرتبہ اللہ کا وظیفہ کیا کرو، اس نے کہا کہ میں تو اُسے اس لفظ سے یاد نہیں کروں گا، میں نے کہا کہ تم صبح کے وقت اپنے دل کی طرف متوجہ ہو کر دو ہزار مرتبہ ''توئی توئی'' چند دنوں کے لئے کہو، چند دن کے بعد اس کے دل میں ''حضور اور توجہ الی اللہ'' کا ملکہ پیدا ہو گیا، اور وہ اسلام کی دولت سے مشرف ہوا۔

ایک روز ۲۲ رمضان شریف کو اشراق کی توجہ کے وقت حاضر ہوا تو فرمانے

Marfat.com

لگے کہ کل نیم چاشت کے وقت ایک ہندو ذاکر جو کہ مدت سے ہم سے اخلاص رکھتا ہے، آیا اور کہا کہ میں دن میں پچاس ہزار مرتبہ اپنے طریقہ پر خدا کا ذکر کرتا ہوں، جس کی برکت سے مجھے ''ماسواء اللہ'' کا احساس ہوگیا ہے، فرماتے تھے کہ میں نے اپنی ان آنکھوں سے اس کی برکت اور کیفیت اس کے دل میں دیکھی لیکن کفر کی وجہ سے اس کی یہ کیفیت مکدر تھی، ذکر ایمانی کے بغیر نورانی کیفیت پیدا ہی نہیں ہوسکتی، فرماتے تھے کہ اس ہندو سے مجھے شرم آتی تھی کہ کفر کی ظلمت کے باوجود وہ ذکر سے بالکل غافل نہیں تھا اور میں نورِ ایمانی کے باوجود اس میں غفلت کرتا ہوں، فرمانے لگے کہ کیفیت کے لئے صرف خدا پرستی کی ضرورت ہی نہیں ہے، ذکر کرتے رہنا چاہیے، کیفیت پیدا ہو یا نہ، کیوں کہ ذکر بذاتِ خود عبادت ہے ۔

گر نباشد از شکر جز نام بہر
زاں بسی خوشتر کہ اندر کام زہر

فرماتے تھے کہ روزانہ ۲۵ ہزار مرتبہ اسم ذات کا ذکر کرنا بہت لازم ہے، ان ملفوظات کا جامع کہتا ہے کہ آپ سلمہم اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ میں نور ایمان کے باوجود...... دراصل اپنے اعمال کے نقائص پر توجہ کے غلبہ کے باعث ہے، ورنہ تو آپ کی ایک نظر سے ہزاروں دلوں کی غفلت دور ہوجاتی ہے، نیز آپ کے اکثر اقوال حاضرین کے لئے اشارہ وکنایہ کے طور پر ہوتے تھے، داناؤں کے لئے بس اشارہ ہی کافی ہے۔

ایک دن آپ فرمانے لگے کہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے اللھم ارزقنی حبك وحب من یحبك وحب عمل یقربنی الی حبك اس میں ''حب'' سے مراد طریقۂ مراقبہ ہے اور ''من یحبك'' سے مراد مرشد ہے اور ''عمل یقربنی'' سے مراد ذکر ہے ان ملفوظات کا جامع کہتا

Marfat.com

ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''مرشد کل'' ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق ''حب مرشد'' کی طلب کیسی ہے؟ میں کہوں گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی دعائیں امت کے لئے بطور تعلیم کے تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعائیں اس لئے دہرائیں کہ وہ متبرک ہو جائیں اور مستجاب بھی ہو سکیں۔

ایک روز جمعیت باطن کے موضوع پر بات چیت ہو رہی تھی کہ فرمانے لگے کہ ''جمعیت'' کا مفہوم یہ ہے کہ تشویش جاتی رہے اور پھر کبھی دل میں واپس نہ آئے۔

ایک روز یہ غلام حاضر تھا فقر کے بارے میں فرمانے لگے ''فقر'' کیا ہے؟ دل کو مراد سے خالی کر لینا ہی فقر ہے نہ کہ ہاتھوں کو توشہ سے خالی کرنا (یعنی فقر آرزوں کے خاتمہ کا نام ہے نہ کہ تنگ دستی و غربت کا) پھر فرمایا کہ اسی طرح میرے نزدیک فقر وہ ہے کہ ظاہر باطن کے مطابق ہو یعنی ظاہر میں بھی اسباب دنیویہ پر نظر نہ ہو کہ یہی سنت کی اتباع ہے۔

ایک دن یہ غلام حاضر تھا کہ فنا و بقا کی بات ہونے لگی تو فرمایا کہ ''فنا'' دراصل دریا میں غوطہ لگانے کا نام ہے اور ''بقا'' بدن کے تمام اجزاء میں پانی کے سرایت کرنے کو کہتے ہیں،

ایک دن ارشاد فرمایا کہ فنا اور بقا کے موضوع پر صوفیہ کے بہت سے اقوال ہیں، امام محمد غزالی کہتے ہیں کہ فنا برے اخلاق (عادات) کے ختم ہونے کا نام ہے اور بقا دراصل اچھے اخلاق کے پیدا ہونے کا نام ہے اور قدیم نقشبندی بزرگوں نے کہا کہ ''فنا'' بے شعوری کا نام ہے جو کہ بکثرت ذکر کرنے سے حاصل ہوتی ہے، جب علم سے بے شعوری پیدا ہو جائے تو اسی کو فناء الفنا کہتے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی کی اصطلاح میں ''فنا'' ماسوا اللہ کے نسیان کا نام ہے جو بہت ہی دشوار ہے، کسی کسی کو اس دولت سے نوازا جاتا ہے اور آپ فرماتے تھے کہ حضرت غوث الثقلین نے فنا کو چار

Marfat.com

اقسام میں تقسیم فرمایا ہے: اول فناء خلق، دوم فناء ہوس، سوم فناء ارادہ اور چہارم فناء فعل، فرماتے تھے کہ ارادہ ہی ہوا و ہوس کی اصل ہے اور ہوا تو اس کی ذیلی شاخ ہے، ایک روز آپ فرمانے لگے کہ غوث الثقلین پر بقا کا غلبہ ہو گیا تھا۔

ایک روز رسمی علم کی تحصیل کے بارے میں بات ہونے لگی تو فرمایا کہ علم تو صرف بس اتنا حاصل کیا جائے کہ صیغہ معلوم ہو جائے اور علم نحو فقط شرح ملا (جامی) تک ہی درکار ہے، علم معانی کی صرف ایک دو کتابیں پڑھ لینا ہی کافی ہے تاکہ بات چیت میں فصاحت (روانی) پیدا ہو جائے، اس کے بعد علم تفسیر و حدیث کی تکمیل جو کہ انوار قلبی کا باعث بھی ہے میں قدرے توقف کرنا چاہیے، دینی علوم تو بس یہی ہیں اور باقی علوم کی تحصیل تو وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے، ایک روز آپ فرمانے لگے صرف کتاب الصلوٰۃ تک ہی کافی ہے، اس سے بھی انوار کا ادراک ہونے لگتا ہے اور معاملاتِ فقہ میں انوار دریافت نہیں ہوتے، جب کہ معاملات میں انوار موجود ہوتے ہیں۔

ایک روز آپ فرمانے لگے کہ ایک بار حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کا قدم مبارک مجھ پر ظاہر ہوا تو میں انتہائی شوق سے اس پر گر گیا اور پھر میں نابود ہو گیا، پھر موجود ہو گیا، پھر نابود ہو گیا، یہ معاملہ اسی طرح چند مرتبہ رونما ہوا، ان ملفوظات کا جامع کہتا ہے کہ حضرت شیخ صدیق جالندھری (۱) اپنے شیخ کے مکتوبات کی شرح میں بیان کرتے ہیں کہ بہت سے اولیاء پر بیعت اور عہد کے لئے دستِ قدرت ظاہر ہوا اور دیگر عارفوں پر بھی ظاہر ہوا ہے، اس طرح اگر ہمارے حضرت (شاہ غلام علی) پر بھی ''قدم قدرت'' ظاہر ہوا تو یہ کچھ بعید نہیں ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جب دوزخ ھل من مزید (مجھ میں مزید جہنمی بھیجو) کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھے

(۱) شیخ صدیق جالندھری کے حالات معروف تذکروں میں نہیں مل سکے اور نہ ان کی شرح مکتوبات شیخ خود کے وجود کا ہمیں تا حال علم ہے۔

Marfat.com

گا، اُس کے بعد دوزخ بس بس کہے گا۔

ایک مرتبہ یہ بندہ مغرب کے بعد توجہ کے موقع پر حاضر ہوا، اس وقت آپ پر ضعفِ دل کا غلبہ تھا، آپ نے ٹھنڈا پانی مانگا، پانی کا کٹورا حاضر کیا گیا، فرمایا کہ اتنا ٹھنڈا نہیں ہے، اس وقت ایک ایسا شخص حاضر تھا جو فرنگیوں کا ملازم تھا، اس نے عرض کی کہ انگریزوں نے ایک ایسی صنعت مہیا کی ہے کہ پانی برتن میں فی الفور جم جاتا ہے لیکن اس پر خرچ بہت زیادہ آتا ہے، جس پر آپ نے ایک جدید صنعت کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے بھی پانی ٹھنڈا کرنے کی ایک جدید صنعت تیار کی ہے کہ جس پر کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا، میں حاضرین میں سے کسی سے کہوں گا کہ دوسومرتبہ الااللہ کی ضرب پنکھے کے ساتھ پانی پر لگاؤ، پانی اُسی وقت ٹھنڈا ہوجائے گا، آس کے بعد حضرت صاحب نے خواجہ حسن چشتی مودودی سے فرمایا کہ تم حضرات چشتیہ کے طریقہ پر زور زور سے پوری قوت کے ساتھ پنکھے کی مدد سے جو پانی اس وقت موجود ہے اُسی پر کلمہ کی ضرب لگاؤ، پانی اُسی وقت ٹھنڈا ہوگیا۔

ایک دن یہ غلام آپ کے حلقۂ فیض رساں میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ایک درویش کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ آج ایک مخلص نے مجھے کہلا بھیجا ہے کہ میں تلی ہوئی مچھلی اس کے لئے بھیجوں، اس وقت مچھلی کہاں سے لائی جاسکتی ہے، زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ایک شخص ایک بڑی اور تازہ مچھلی لے کر آگیا تو آپ تمام مریدین کی طرف متوجہ ہوئے، فرمانے لگے کہ مجھے ایسا لگتا ہے عنایت خداوندی ہروقت میرے شاملِ حال ہے، میں نے مچھلی کی خواہش کی اُس نے اُسی وقت بھیج دی پس اس حکم کے تحت کہ ''جب تم اس کی نعمت سے نوازے جاؤ تو اس کا ذکر کرو'' میں نے اس کی اس نعمت کا ذکر کیا ہے۔

ایک شخص نے جو ہمارا منکر تھا، ایک روز اس نے اتنی سخاوت کی کہ اس نے علماء

Marfat.com

وفقراء کو بہت زیادہ بخشش دی لیکن اپنے عناد اور انکار کی وجہ سے مجھے کچھ نہ بھیجا، میں نے شکستہ دل ہو کر جناب الٰہی کے حضور عرض کی کہ اے خدا اگر اس نے مجھے محروم رکھا ہے تو تو مجھے محروم نہ کر، زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ کسی نے مجھے ایک سو روپے کی تھیلی پیش کر دی۔

۲۳ رمضان المبارک عصر کی توجہ کے وقت یہ غلام آپ کی محفل پاک میں حاضر ہوا، شدید گرمی کے باعث روزہ سے آپ پر اس قدر ضعف طاری ہوا کہ نہ بیٹھنے کی سکت رہی اور نہ ہی بات کر سکتے تھے، فرمانے لگے کہ میں قیامت کے روز ان دو آخری روزوں کا جناب الٰہی سے اتنا ثواب مانگوں کا اس امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سے روزہ فرض ہوا ہے اور اب تک ہے سے بھی زیادہ ہو، اسی اثنا میں ایک شخص حضرت کی نذر کے طور پر نوے روپے لایا، پہلے تو زکوٰۃ کا حساب کر کے اس میں سے زکوٰۃ ادا کر دی، باقی رقم اس نے فقراء میں تقسیم کر دی، اس کے بعد جناب الٰہی کی حمد وثنا کا آغاز کر دیا، فرمانے لگے: سبحان اللہ وہ کتنا سخی ہے اور عطا کرنے والا ہے کہ مجھ جیسے بے حیثیت وناچیز کو کہ نہ تو میرے پاس تعویذ ہے اور نہ ہی طومار ہیں اور نہ تو میں حضرت شیخ عبدالقادر (جیلانی) کے نواسوں میں سے ہوں، اور نہ ہی خواجہ قطب الدین (بختیار کاکی) کے بیٹوں میں سے ہوں، اس کے باوجود مجھے عزیز سمجھا گیا ہے، ہاں یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کے لئے قابلیت شرط نہیں ہے بلکہ یہ تو محض اس کی بخشش ہے۔

ایک روز آپ کے ایک مرید نے جو صاحب کشف تھا کہنے لگا کہ میں دیکھتا ہوں کہ آسمان کے فرشتے حلقہ بنا کر کھڑے آپ کی توجہ کے منتظر ہیں۔

ایک روز بندہ عصر کے بعد حاضر ہوا تو فرمانے لگے کہ ہمارا فیض اتنا عام اور موثر ہو گیا ہے کہ کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا، ہاں محض بحث اور حسد کی وجہ سے، ہمارا فیض

Marfat.com

دور دراز کے علاقوں تک پہنچ چکا ہے، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بغداد شریف، روم اور مغرب (میں بھی ہمارے خلفاء کے) حلقے ہوتے ہیں (۱) اور پھر خوش گوئی کے طور پر فرمایا کہ بخارا تو ہمارے والد کا گھر ہے۔

ایک روز آپ فرمانے لگے کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت خواجہ عبدالباقی (۲) کے نصیب تھے کہ انہیں حضرت مجدد الف ثانی جیسے مرید ملے اور یہ حضرت مجدد الف ثانی کی خوش نصیبی تھی کہ انہیں حضرت سید آدم بنوری (۳) جیسے مرید میسر آئے، لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ میرے اچھے نصیب ہیں ہیں کہ مجھے مولانا خالد جیسے مرید ملے۔

ایک روز عصر کے بعد یہ غلام حاضر خدمت ہوا، آپ کے حلقہ میں نیا داخل ہونے والا ایک مرید آیا، عرض کی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں بیابان میں جا رہا ہوں، اس کا آدھا حصہ گرد غبار اور ظلمت سے بھرا ہوا ہے اور دوسرا حصہ روشن اور گرد وغبار سے پاک ہے، میں روشن حصے میں چلا گیا تو راستے میں میں نے ایک حجرہ دیکھا کہ جس کا نصف حصہ تاریک اور باقی روشن ہے، میں اس میں داخل ہوا تو ایک بڑی دیوار اچانک مجھ پر گر پڑی، میں اتنا عاجز آ گیا کہ حرکت بھی نہیں کرسکتا تھا، دل

(۱) تفصیل، مقدمہ کتاب حاضریں ملاحظہ کریں۔

(۲) حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ (ف ۱۰۱۲ھ/ ۱۶۰۳ء) کی ذات گرامی احیاء دین کی تمام تحریکوں کا منبع تھی، آپ کے مکتوبات وملفوظات کا ایک ایک حرف آپ کی مجددانہ مساعی اور فکر ونظر کا شاہد ہے، آپ کے مریدین یعنی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے احیاء دین کا بیڑا اٹھایا۔ (زاد المعاد، جلد اول)

(۳) حضرت شیخ آدم بنوری (ف ۱۰۵۳ھ/ ۱۶۴۳ء) ایک بہت ہی فعال بزرگ تھے، لاکھوں طالبان طریقت نے ان سے فیض حاصل کیا اور سلسلہ نقشبندیہ کی بنور وسرہند سے حرمین الشریفین تک انہی کی وجہ سے اشاعت ہوئی۔

Marfat.com

میں سمجھ لیا کہ اب میں ہلاک ہونے والا ہوں کہ کوئی شخص میرے قریب آیا اور کہا کہ اپنے پیر کو یاد کرو تو میں نے بلند آواز سے کہا یا پیر غلام علی، اسی وقت وہ دیوار میری پشت سے ہٹ گئی اور میں صحیح وسالم وہاں سے باہر آ گیا، اس پر آپ فرمانے لگے کہ وہ بیابان دراصل تمہارا بدن ہے اور وہ حجرہ تمہارا دل ہے اور دل کے دو خانے ہوتے ہیں، ایک خانہ شیطان کا ہوتا ہے جو تاریک ہے اور دوسرا فرشتہ کا جو روشن ہوتا ہے اور وہ بھاری چیز جو تمہارے اوپر گری تھی وہ تمہاری غفلت اور کدورت تھی، وہ توجہ سے دور ہو جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایک رات کو میں نے خواب دیکھا کہ میں چارپائی پر سویا ہوا ہوں اور میرے چچا (۱) ومرشد رحمۃ اللہ علیہ میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے ہیں اور میں ان کے سامنے کثرتِ خواب کی شکایت کر رہا ہوں جس پر وہ فرمانے لگے کہ غم نہ کرو کہ تم تو ذات میں سو رہے ہو یا اس قسم کا لفظ اور اشارہ بما بین السماء والارض فرمایا کہ یہ تو سب کچھ ذات ہی ہے، میں نے اپنا یہ خواب حضرت کی خدمت میں عرض کیا، فرمانے لگے کہ یہ بھی بشارت کی ایک قسم ہے اور یہ ایک اچھی بشارت ہے، لیکن اس کی تعبیر عملی کے لئے سخت مجاہدہ کی ضرورت ہے۔

ایک روز یہ بندہ عصر کی توجہ کے وقت حاضر ہوا تو لقمہ کی تاثیر کے بارے میں بات کر رہے تھے کہ فرمانے لگے کہ مشتبہ لقمہ کی تاثیر اس کے پیٹ میں تحلیل ہونے تک رہتی ہے اور لقمۂ حرام کی تاثیر تین روز تک باقی رہتی ہے، فرمانے لگے کہ آج کسی ناواقف کے گھر سے کھانا آیا تھا، ایک دو لقمے ہی ابھی کھائے تھے کہ میرا باطن اس قدر آلودہ ہو گیا کہ میں نے ہر ممکن استغفار، اذکار اور کلام اللہ کی تلاوت کی لیکن اس کا

---

(۱) یہاں حضرت چچا وشیخ سے مراد جامع ملفوظات ہذا کے مرشد شیخ محمد مراد ہیں جو آپ کے چچا بزرگوار بھی تھے، جن سے آپ نے مکتوبات امام ربانی سبقاً پڑھے تھے (رک مقدمہ کتاب حاضر)

Marfat.com

مداوانہ ہوسکا، تحلیل اور ہضم ہونے کے بعد قدرے افاقہ ہوا، فرماتے تھے کہ لوگ قسم قسم کے کھانے لاتے ہیں اور نان کھانے کا اصرار کرتے ہیں اگر میں نہ کھاؤں تو ان کا دل دکھتا ہے اور اگر کھالوں تو مرا دل کدورت سے بھر جاتا ہے، کیا کروں؟ فرمانے لگے کہ میرے لئے کھانا بازار سے خرید کر لایا جاتا ہے اور اُسے ہمارے سامنے پکایا جائے تو ہماری توجہ کے اثر سے اس کی ظلمت دور ہوجاتی ہے، تو اس دوسری ہی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

مجنون بخیال زلف لیلی در دشت
در دشت بجستجوی لیلی می گشت
می گشت بدشت و بر زبانش لیلی
لیلی می بود تا زبانش می گشت

اگرچہ وحدتِ وجود کے قائل حضرات یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تمام اولیاء اللہ کا اس پر اتفاق ہے، جو غلط ہے، کیوں کہ متقدمین میں سے حضرت مقبول سبحانی علاء الدولہ سمنانی (۱) اور متاخرین میں سے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کے مخالف ہیں، اور ان دونوں مشائخ کے ہزارہا اولیاء کبار مقلد و متبع ہیں، اس لئے اس مسئلہ پر اجماع کی حجت تو اُسی وقت ختم ہوجاتی ہے اور امام الانام حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام فیض نظام سے بھی وحدت وجود کی تصریح معلوم نہیں ہوتی بلکہ اس کے خلاف ہی مفہوم معلوم ہوتا ہے اسی طرح (منصور) حلاج سے لغزش کا ہونا اور پھر ان کے زمانہ میں کسی ایسے کامل کا نہ ہونا جو ان کی مدد کرتا، اگر وہ میرے

(۱) شیخ علاء الدولہ سمنانی (۶۵۹ـ۷۳۶/ ۱۲۶۱ـ۱۳۳۶ء) وحدت الوجود کے ناقد اور اس کے مقابل وحدت الشہود کو متعارف کروانے والے تھے، ان کے بعد اس نظریہ کی سب سے زیادہ حضرت مجدد الف ثانی نے تشریحات کر کے رائج کیا

Marfat.com

زمانہ میں ہوتے تو میں ہر ممکن ان کی دستگیری کرتا یعنی میں انہیں اس حال سے فوق تر حال میں لے جاتا۔

ان ملفوظات کا جامع کہتا ہے کہ عارف کامل صادق قول حضرت شاہ محمد فاضل (۱) ساکن بلدۂ وٹیالہ (بٹالہ) کہ جو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہیں اور حضرت کے عاشقانِ سرشاران میں سے تھے، اپنے رسالہ نوریہ (۲) میں لکھتے ہیں کہ نظریۂ وحدت وجود ایک سکر ہے نہ کہ صحو جو اس کے قائلین سے سرزد ہوا ہے، ان کا وحدت وجود پر یقین رکھنا اس وجہ سے ہے کہ ان پر سکر اور حال کے غلبہ کے باعث وہ ان دونوں نظریات یعنی ''عدم اور اختفا'' میں فرق نہیں کر سکے اور ان میں سے جو بھی اس حال سے گذر کر مرتبۂ صحو پر فائز ہوا تو وہ فرق کرنے لگا، یعنی اُسے ان کے مابین فرق معلوم ہو گیا اور فرماتے تھے کہ یہ تو شیخ اجل حضرت غوث الثقلین کی تحقیق ہے، پس تدبر کریں اور منکرین میں سے نہ ہوں۔

ایک روز فرمانے لگے کہ ایک شخص کو لقوہ کا مرض لاحق ہو گیا، میں نے اس مرض کو دور کرنے کے لئے توجہ کی تو اس کا مرض مجھ میں سرایت کر گیا، اچانک آپ کے رخسار مبارک متاثر ہونے لگے، اور آپ کے جسم پر بھی اس کا کچھ اثر ہوا، اُسی وقت آپ نے فرمایا کہ کسی کے مرض کے ازالہ کے لئے تین قسم کے طریقے ہیں، ایک یہ کہ وہ مرض اپنے میں لے آئیں، مولانا عبدالرحمن جامی نے اپنے معشوق کا مرض خود لے لیا اور اسی مرض میں انتقال فرمایا، دوسرے یہ کہ اس مرض کو کسی دوسری چیز پر لے جائیں اور تیسرے یہ کہ اپنی ہمت سے مرض کو دفع (ازالہ) کریں، فرماتے تھے کہ

(۱) حضرت شاہ فاضل الدین قادری بٹالوی (ف ۱۱۵۱ھ/۱۷۳۹ء) اپنے عہد کے اکابر علماء و مشائخ میں سے تھے، قصیدہ غوثیہ کی شرح میں انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کی بہت تعریف کی ہے۔

(۲) رسالہ نوریہ کے کسی خطی نسخہ کے وجود کی ہمیں تا حال اطلاع نہیں ہے۔

Marfat.com

میں اپنے آپ سے اس مرض کو دفع کرنے کے لئے بہت توجہ کر رہا ہوں لیکن ابھی تک اس کا اثر موجود ہے، ہمارے خواجگان کی ہمت کی بڑی تاثیرات تھیں، ان کا طریقہ دعوت اسماء کا نہیں تھا، وہ اپنی دنیاوی ضرورتوں کے لئے صرف ہمت ہی سے کام لیتے تھے جس سے کام بن جاتا تھا۔

ایک روز سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا لیکن خواجہ احرار ولی عصر کی نماز ادا نہ کر سکے، انہوں نے اُسے اپنی ہمت سے پھر طلوع (بلند) کر دیا اور غروب نہ ہونے دیا، جب ان کا دل چاہا تو اُسے چھوڑ دیا اُسی وقت جہان میں اندھیرا چھا گیا۔

ایک روز یہ احقر چاشت کے وقت آپ سے بخاری کی حدیث پڑھ رہا تھا، جب اس حدیث پر پہنچے: قال ضمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال اللّٰھم علمہ الکتاب، تو اس وقت حضرت پر استغراق طاری ہو گیا، کچھ دیر کے بعد آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا، تو فرمانے تھے کہ کچھ جانتے ہو کہ ہم کس کام میں مصروف تھے؟ میں نے کہا اللہ ہی بہتر جانتا ہے، فرماتے تھے کہ جونہی تم نے یہ حدیث پڑھی تو میں مدینہ منورہ چلا گیا اور میں نے جناب رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل حاصل کیا اور میں نے اس خاک کو وسیلہ بنایا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اپنے قدم مبارک رکھے تھے، اور میں نے وہاں دعا کی کہ اے اللہ مجھے اس خاک پاک کے صدقہ اس کتاب کا علم عطا فرما، اس کے بعد آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہے، دعا کے بعد فرمانے لگے کہ میں نے تمہارے لئے دعا کی ہے کہ حق سبحانہ یہ فیض تیرے نصیب میں کرے، الحمد للہ والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ واحبابہ اجمعین

خاتمہ از مرتب ملفوظات چھل روزہ شیخ غلام نبیللّٰھی

اما بعد یہ نافہم غبی فقیر غلام نبی احمدی حنفی للّٰہی عفی عنہ کہتا ہے کہ جب جامع علوم

Marfat.com

ظاہر و باطن محی سنن نبویہ قیم طریقۂ احمدیہ قطب العارفین غوث السالکین مرشدنا وہادی نا شیخ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تصوف کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے پیردستگیر یعنی قبلة المحققین کعبة المدققین ہادی الامم شیخ العرب والعجم مظہر کمالات خفی وجلی مرشد مرشدنا شاہ عبداللہ مشہور بہ شاہ غلام علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت کے چالیس روز کے ملفوظات مختلف قسم کے کاغذوں پر لکھ لیئے تھے (یعنی مسودہ تھا) ان کی تالیف ونظر ثانی کی آپ واقف اسرارِ سبحانی کو مہلت میسر نہیں آتی تھی، اس ناچیز گمنام نے کئی بار اسے مرتب کرنے کی درخواست آپ کے حضور کی لیکن امور ضروریہ دینیہ میں مصروفیت کے باعث یہ کام معرضِ التوا میں ہی رہا، یہاں تک کہ آپ اس دار پرملال سے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون، اس لئے میں س سے مایوس ہو گیا اور اپنے اخروی درجات پر نظر رکھنے لگا، اتنے میں حضرت صاحبزادہ والا مناقب (عبدالرسول) سلمہ اللہ تعالیٰ کی صواب دید پر مکرر استخارۂ مسنونہ کرتے ہوئے اس مسودۂ معہودہ کے بڑی کوشش سے وہ متفرق اوراق جو اس وقت زیادہ عرصہ گذر جانے سے پرانے اور بوسیدہ ہو گئے تھے، صحیح ترتیب اور تصحیح فائق کے بعد نقل کر لیا، اور اس (رسالہ) کی تالیف کے دوران ایک دوبار خوش بختی اور امداد (رب کریم) سے حضرت (خواجہ غلام محی الدین) کو خواب میں دیکھا۔ فجاء بحمد اللہ کنزاً مدفوناً من جواهر الفوايد وبحراً مشحوناً من دار الفرائد اور اس (رسالہ) میں کہنگی اور بوسیدگی کے باعث بعض مقامات اس فقیر کی رسائی میں نہیں آسکے، اس لئے وہاں بیاض (فرجہ) ہی رہنے دیئے کہ کسی وقت کوئی عالم دین پیدا ہو جائے اور انہیں درست کرلے اور وہ رب جلیل کی جناب سے اس کام کا ثواب اور اجر جزیل حاصل کرلے، وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

Marfat.com

ملفوظاتِ چہل روزہ

فارسی متن

Marfat.com

Marfat.com

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیمِ

ستایش باعث آلاف آسایش مر ذات صمدیّت را که انسان را بخلعت و نحن اقرب الیہ من حبل الورید مشرف گردانید و درد و متکفل اصناف مقصود و بر آن حبیب معبود که در گوش ہر مسعود مژدہ وھو معکم اینما کنتم رسانید و بر آل و اصحاب او که مرشدان طلاب اند و آفتاب حقیقت را اسطرلاب اند، اما بعد بندہ مسکین طالب دوام حضوری غلام محی الدین احمدی قریشی قصوری غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہ و ستر علیہ عیوبہ مینمائد که چون قادر کریم بفضل عمیم این ذمیم دمیم را داخل حلقه فیض علقه خادمان کرامت نشان استقامت عنوان ے

پیر کامل مرشدِ ہادی مکمل رہنما
شاہِ اقلیم شریعت در طریقت مقتدا
مخزنِ حلم و حیا و معدنِ علم و ادب
منبعِ جود عطا و مطلعِ صدق و صفا
خضر صورت سیرتش آب خضر را زندگی
از نگاهش بشگفت دل ہمچو غنچه از صبا
سرو باغِ استقامت شمعِ بزمِ معرفت
زیب بخشِ مسندِ حضرت مجدّد مجتبیٰ
بے نظیر اندر کرم حاتم گدائی کوی او

Marfat.com

ہست احسان خانہ زادش زاد خوانش ہل اتی
ہست شیطانِ لعین را چوں عمر گردن زنی
برسرِ فرعونِ نفس آمد چو موسیٰ با عصا
ہر چہ میخوا ہد دلش موجود گردد در زمان
بر ہدف دائم رسد تیر دعائش بی خطا
میرسد ہر دم بر او مانند باراں پی بہ پی
فیض بوبکر و عمر عثمان علی المرتضیٰ
شاہ عبداللہ غلامِ شاہ علی قطب الزمان
بس نمیگردد ثنائش تا ابد بادش بقا

گردانیدہ از منسلکان سلک سامعان کلام فیض نظامش بی واسطہ فرمود دیداری دیدم کہ بحکم اولیاء اللہ اذارأوا ذکر اللہ یاد او از دیدار خدا میداد و گفتاری شنیدم کہ بر نیش مار عقلت نوش معرفت می نہاد، بعضی خلفای اجلہ را یافتم کہ بقصد نفع عباد اللہ در صدد جمع اکثر ملفوظات آن کریم الذات شدہ بہ تدوین دفاتر پرداختہ اند، منکہ از خوف مفارقت صوری ضروری در نفیرم نیز خواستم کہ قطرہ ازاں محیط بمنقار قلم در گیرم تا بحکم اولیاء اللہ اذا ذکروا ذکر اللہ یاد حضرتِ ایشان سبب یاد حضرت رحمن گردد و نیز عمل بر مضمون فلیبلغ الشاہد الغائب حاصل آید و در بعضی ملفوظات کہ ببادی النظر اشکالی و اشتباہی ملحوظ گردد بحلِ و کشف آن پر داختہ شود تا ہر کسی ازآن محظوظ گردد و باللہ التوفیق۔

Marfat.com

روزی که احقر باراده بیعت بحضرت ایشان در طریقهٔ قادریه عالیشان حاضر محفل منیف گردید رو بحضار آورده فرمودند که امروز امری عظیم ظهور میکند که فاضلی از ما اخذ طریقه مینماید، پس هر دو دست بنده را بهر دو دست مبارک خود گرفته بجناب الٰهی متضرع شدند و گفتند الٰهی هر فیض که حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه از آبائ کرام خود وارثاً واز مرشدان دیگر عطا و دیگر فیض که از کسب خود حاصل نموده اند بجلدی تمام نصیب ایشان فرما، بعد ازاں دست راست بنده بدست راستِ خود گرفته بهوا کردند و فرمودند که دست شما را در دست حضرت غوث الاعظم دادیم درهر کار دینی و دنیوی ممد و معاون شما باشند، پس ازاں کلاهِ سر مبارک خود بدستِ شریفِ خود برسر احقر نهادند و فاتحه خیر خواندند، میگوید جامع ملفوظات رزقه الله تعالیٰ وصول الذات که باوجودِ حصول این بشارت ازاں صادق السفارت این مجبول بر شقاوت در باطن خود هیچ تفاوت در نیافته،اما امیدواری باستواری است که آخر بطفیل آن مقرب الباری فتح باب مقصود خواهند فرمود وعقده ازروئ کاخواهند کشود ؎

با کریمان کارها دشوار نیست

روزی احقر مشرف حضور بود سخن در بیعت افتاد، فرمودند بیعت در طریقه چشتیه اعتبار تمام دارد تا آنکه بعض اهل این طریقه میگویند که فیض مرشد بمرید بدون بیعت نمیرسد و نزد ما بیعت ضرور نیست، بیعت ما توجه ما است بهر که بهمت توجه میکنیم

Marfat.com

البته فیض باو میرسد

روزی سخن در تکرار بیعت افتاد، فرمودند بعضی مردم منع میکنند و نزد ما تکرار بیعت جائز است بشرط وفات پیر اوّل، حضرت میرزا صاحب و قبله بعد از وفات پیر اوّل خود که حضرت سید نور محمد بودند رحمة الله علیه بیعت بحضرت شیخ محمد عابد رحمة الله علیه نموده اند و ما را قول و فعل پیران خود سند تمام است چه ایشان اعلم و اورع زمان خود بوده اند۔

روزی وقت حلقه عصر این قاصر حاضر دربار فیض نثار شد، سخن در طریقه ہائے پیرانِ کبار افتاد، فرمودند ما از طریقه پیرانِ خود هم خوشی داریم و هم ناخوشی، خوشی برای آنست که ما را بطفیل ایشان توفیق متابعت سنت سید المرسلین صلی الله علیه وسلم حاصل شد و ناخوشی برائے آنست که این طریقه انتها پذیر نیست بر هرچه میرسم میفرمایند برایں ما یست که مدعا درپیش است شصت سال که چون باد و دیده ام و بمنتها نرسیده ام، خوش گفت آنکه گفت ؎

نه حسنش غایتی دارد نه سعدی را سخن پایان
بمیرد تشنه مستسقی و دجله همچنان باقی

بخلاف پیران طریقه ہای دیگر که چون مرید راسری از اسرار توحید مکشوف میشود و شمه از شوق و ذوق و رقص و وجد که مقتضای قلب است دست میدهد، میفرمایند که واصل ذات شد و عارف منتهی گشت ع

Marfat.com

آن ایشانند من چنین ام یارب

میگوید جامع ملفوظات رزقه الله تعالیٰ وصول الی الذات که لفظ ناخوشی از قبیل مدح الشئی بمایشبه الذم است و بمراتب از نا خوشی برتر است چه خوشی تعلق بسیر صفات دارد و ناخوشی بسیر ذات که در ذات ہمه سلب است و در صفات اثبات و ہمیں ناخوشی است که در حدیث تعبیر ازاں بحزن فرموده اند که کان رسول الله صلی الله علیه وسلم دائم الفکر متواصل الحزن پس این ناخوشی نایشی از غائت علوہمت است و مبنی از نہایت کمال قربت است ان الله تعالیٰ یحب معالی الھمم او سبحانه تعالیٰ شانه این پریشان را بطفیل حضرت ایشاں ہم ازیں ناخوشی خوش گرداند۔

روزی وقت حلقه عصر احقر مشرف حضور پرنور شد، حضرت میان رسول بخش چشتی مودودی را برای توجه طلب فرمودند، یکی از حاضران عرض نمود که او جانب مسجد جامع رفته است، فرمودند برای سیر رفته باشد، باز فرمودند این چه فقیری است در فقیر صبر لازم است و صبر بمعنی حبس نفس است وقتی که ما بمجاہده مشغول بودیم بیست و پنجسال در یک حجره خود را محبوس داشته بودیم نه در زمستان بیرون آمدیم و نه در تابستان۔

روزی ارشاد فرمودند که من ہفده ساله بودم که در حضرت دہلی آمدم الحال مرا شصت سال در دہلی شده اند که یک روز بر من بی ذکر وفکر وحلقه ومراقبه نگذشته است و معہذا خوف خاتمه

Marfat.com

ہر وقت دامنگیر حال است ایمن درنگاہ کردم کہ در بہشت درآیم و بگوش خود از حضرت رب العلمین ندای "رضیت عنك یاعبدی" بشنوم۔

روزی احقر حاضر بود سخن در استغنا فقرا و ترک خوشامد اغنیا افتاد، فرمودند یک روز بتقریب فاتحہ و تعزیت بر مکان نواب شاہ نظام الدین صاحب رفتیم مٹکاف فرنگی کہ حاکم دہلی بود ہم بایں تقریب درآنجا آمد ، ہمگی حاضران بجہت تعظیم او برخاستند و من نشستہ ماندم، چون او بنشست من پشت باو کردم تا چشم من برروی او نیفتد از حاضران پرسید گفتند فلانی است ، برخاست و برای قدمبوسی نزدیک ماآمد چون قریب رسید مارا بوئ خمر از دہنش آمد بسیار آزردہ خاطر گشتیم وبزجر تمام چون سگ او را از پیش خود براندیم بار دیگر حملہ کرد باز سخن درشت او را گفتیم و نزد خود آمدن ندادیم، چون بر مکان خود رفت یکے از ملازمان خود گفت کہ در تمام ہندوستان ایں یک مسلمان دیدہ ام۔

روزی بعد از نماز عصر احقر را شرف حضور حاصل شد، فرمودند اکابر طریقہ ما فرمودہ اند نہایت را در بدایت درج کردہ ایم، معنی ایں سخن بسیار گفتہ اند و من میگویم کہ مراد از نہایت پیدا شدن توجہ دائمی وحضور مع اللہ است و کم خطرگی یا گم خطرگی باکیفیت کہ ایں مرتبہ را در طرق دیگر نہایت گفتہ اند و در طریقہ مابدایت است، نہایت نزد ما چیزی دیگر است و آن گم شدن توجہ در حضور است، باز سخن در ذکر کثیر افتاد، فرمودند کہ ذکر

Marfat.com

کثیر عبارت از ذکر قلبی دائمی است که احتمال انقطاع ندارد نه لسانی که انقطاع پذیر است ودلیل براین آئة کریمه است رجال لاتلهیهم تجارة ولابیع عن ذکرالله یعنی مردانند که بازنمیدارد ایشان را تجارة ونه بیع از ذکر خدا چه از ذکر زبانی تجارت وبیع باز میدارد نه از ذکر قلبی، فرمودند که اکثر مردم ذکر قلبی را ذکر خفیه گویند و این غلط است چه خفیه معنی پوشیده است و ذکر قلبی اگرچه از غیر پوشیده است لیکن از ذاکر پوشیده نیست و از ملائک و از شیطان هم پوشیده نیست، پس حقیقت خفا در آن یافته نشد بلکه ذکر خفیه عبارت از گم شدن ذاکر در مذکور است که او را هیچ جز از خود و از ذکر کود نماند، فرمودند حال من چنیں است هر چند متوجه بقلب می شوم هیچ اثر توجه وذکر در خود نمی یابم مگر احیاناً که غیبت دست می دهد می یابم که هر موی من در ذکر است، باز سخن در شب قدر افتاد، فرمودند که این شب عجب بابرکت است عبادت دران مقبول دعادرآن مستجاب، اهل قرب را درآن شب کیفیتی دیگر در قرب پیدامی شود، فرمودند یکبار در مسجد جامع اعتکاف داشتم، وقت شب خفته بودم شخصی مرا گفت برخیز دامت مرحومه حضرت محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم را دعا کن برخاستم دیدم که تمام مسجد متنور شده است گویا چراغان کرده اند، دانستم که نور شب قدر بود، فرمودند که آنچه درمردم مشهور شده است که دران شب درختان ودیگر مخلوقات سجده میکنند میتوان که باشد اما در کتابے بنظر نرسیده، میگوید

Marfat.com

جامع ملفوظات رزقه الله تعالیٰ وصول الی الذات که از کلام آں شخص که گفت برخیزد وامت مرحومه محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم را دعا کن معلوم شد که حضرت ایشاں ما چنانچه قطب الارشاد بودند، قطب مدار ہم بودند، تدبر، تدبر

روزی احقر و پیر ابراہیم چشتی قصوری وقت حلقه چاشت مشرف حضور پر نور شدیم بزرگی شیرینی تبرک حضرت خواجه نظام الدین اولیاء در خدمت حضرت ایشاں گذرانید، بوسیدند و بر دل و دیده و سر نهادند و فرمودند که من سخت معتقد چشتیانم وفرمودند که سلطان جیو دریاء است موّاج وفرمودند که در چشتیاں مانند سلطان جیو محدث کسے نشده است وفرمودند که حضرت فرید الحق والدین شکر گنج رحمة الله علیه بر من عنایت ہا بسیار دارند۔

روزی در مراقبه بودم دیدم که حضرت فریدالحق والدین در خانه من تشریف آوردند ہمه خانه از نور ایشاں منور شده میانه قد بودند فرمودند بیا ترا شغلی تعلیم کنیم من از غیرت پیر خود بترسیدم، عرض کردم حضرت شغلے که پیر من مرا ارشاد کرده اند بس است، حاجت دیگر شغل ندارم، یکی از اولاد حضرت شکر گنج که از مریدان حضرت ایشاں بودند دراں مجلس حاضر بود باو فرمودند ذکر جہر بطور حضرات چشت باید کرد که فیض ایشاں خواہد آمد، ہمچناں کرد تمام مجلس را وجد و رقص دامنگیر شد۔

روزی وقت حلقه عصر احقر را حضور دست داد حاجی

Marfat.com

گل محمد کابلی چند انبہ ہای عمدہ پاکیزہ در خدمت آورد از و بسیار راضی شدند، فرمودند پیش بیا تا ترا پیر سازیم و باز فرمودند مابمنزلہ خاک روب و کناس حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت شاہ نقشبند ہستیم، دستور است کہ حاکم دیہہ خاکروب خود را برائے بدرقہ ہمراہ قافلہ میکند تا او را از دزدان و رہزنان سلامت گذراند، ما ہمچناں خاکروب و کناس حضرت غوث الثقلین و حضرت شاہ نقشبند ہستیم۔

روزی فرمودند روزیکہ عمارت این ایوان کہ نشست گاہ است میکنانیدم، معمار گفت کہ سی و شش روپیہ برائے سقف این ایوان درکار است، در آنوقت یک خرمہرہ موجود نبود و بجناب الٰہی عرض کردیم فی الحال ہما نقد روپیہ فرستاد، دریں اثنا خواجہ نجیب الدین خان قصوری حاضر محفل منیف گردید، حضرت ایشاں بطرف او متوجہ شدہ بہ بشاشت تمام فرمودند کہ غلام محی الدین را پیر کدام مکان کنیم، خواجہ مذکور عرض نمود کہ پیر قصور، بجلالت آمدہ، فرمودند عجب قاصر ہمت ہستی او را پیر تمام پنجاب خواہم کرد پیر لاہور، پیر ملتان، پیر وٹیالہ، باز فرمودند وقتیکہ مولانا خالد رومی کہ فاضل بی نظیر بود درینجا تشریف آوردند ما او شانرا گفتیم کہ شما را قطب خواہیم ساخت، بعضی مردم از سخن ما بخندہ کردا و مولانا ہم متعجب شد آخر آنچہ ماگفتہ بودیم ہماں شد، الحال او قطب مکان خود است، میگوید جامع ملفوظات رزقہ اللہ وصول الی الذات کہ مولا خالد رومی

Marfat.com

فاضلی بود از سرآمد فضلای روم و در طلب خدا در سر داشت وبمجرد استماع کمالات حضرت ایشان مشتاق شده، برای تحصیل معرفت الٰہی از روم عازم حضرت شاہجہان آباد شدند در عرصه ہفت نیم ماہ فائز حضور معلی گردید وقتیکه در بلده پشاور رسید بزیارت حضرت ایشان در عالم رویا مشرف گردید، چون بیدار شد لطائف خمسه را جاری بذکر باری یافت حینی که داخل حضور سراسر نور گردید صورتیکه در عالم رویا دیده بود ہمان بی تفاوت نمود، اشتیاق از یکی صد شد، حضرت ایشان اگرچه نسبت بہر طالب خدا مساوی الاشفاق اند، اما نظر بارتکاب کربت غربت واستعداد فطرت مولانا را ازہمه باشفاق مربیانه ممتاز ساخته، بہمت ہای قویه در چند ماہ بسر انجام رسانیده، بخلعت خلافت مشرف ساخته مرخص فرمودند از السنه واردان بدریافت میرسد که مولانا مرجع کل خلائق روم اند۔

روزی بعد از صبح غلام حاضر شد، شخصی خبر آورد که فلان مستوره که از مریدات حضرت بود در شب وفات یافت، الحال جنازه او طیار (تیار) است افسوس نمودند و فرمودند که بسیار مخلصه ما بود بعد ازان بحضار فرمودند که ہفتاد ہزار کلمه جمع نمایند که بروح او رسانیم که در حدیث وارد است ہر میتی که ہفتاد ہزار کلمه بروح او بخشیده شود داخل جنت گردد اگرچه مستحق عذاب بوده باشد، باز فرمودند ہر که داخل طریقه ما است امید قوی است که اورا عذاب قبر نخواہد شد وما این را تجربه کرده ایم و

Marfat.com

فرمودند یک زن ہندویہ بود کہ بدست ما با سلام مشرف شدہ وکلمہ بسیار میخواند، چوں وفات یافت برقبر او رفتیم چناں قبرش رامتنور و متوسع و متطیب دیدیم کہ تاحال آرزو می بریم کہ قبر ما ہمچناں گردد، یک مرید از مجلس شریف عرض نمود کہ یک قبرچیست بتوجہ حضرت ہزارہا قبور مریدان پرنور شدہ اند وخواہند شد، فرمودند ان شاء اللہ تعالیٰ۔

روزی فرمودند کہ یکی مستورہ بود کہ آرزوی داخل طریق شدن در طریقہ ما میداشت امّا شوہرش پیش ما ظاہر نکرد تاآنکہ آن مستورہ وفات یافت، شوہرش بعداز وفات او پیش ما ظاہر کرد، توجہ بحالش نمودیم وروح او را داخل طریق کردیم در ہماں شب بخواب شوہر آمد و گفت مقصود من حاصل شد، من داخل طریق شدہ ام

یک روز غلام عرض کرد کہ حضرت شیخ اکبر در فصوص می نویسد کہ لا یوثر الھمتہ بدون الاستعداد ولہذا ما اثرت ہمت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی ابی طالب (۱) یعنی ہمت مرشد بدون استعداد مرید اثر نمیکند، برائ این اثر نکرد، ہمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در ابو طالب مر ازیں سخن بندہ را ایاس تمام دست دادہ است کہ بندہ خود را از ابو طالب بی استعداد تر می یابد، فرمودند کہ نزد ما این سخن مقبول نیست، ما اگر ہمت توجہ

(۱) فصوص کی یہ عبارت اس طرح ہے: وما اثرت فی اسلام ابی طالب عمہ. وفیہ نزلت الآیۃ التی ذکرناھا.... (فصوص الحکم: ۱/ ۱۳۰)

Marfat.com

در سنگ کنیم ان شاء اللہ تعالیٰ در سنگ ظہور انوار خواہد شد و عدم تاثیر ہمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در ابو جہل برای عدم ارادہ است۔

روزی فرمودند کہ رضائ شیخ خود سبب قبول خالق و خلق است و آزردگی او سبب نفریں خود نفرت خلق، فرمودند کہ رضاء شیخ کاری کند کہ ہیچ مجاہدہ و ریاضت نتواند کرد، برایں حکایت آوردند کہ حافظ محمد یکی از مریدان حضرت میرزا صاحب و قبلہ بود، سلوک او تا بلطیفہ نفس رسیدہ بندشد، ہر چند کہ حضرت قبلہ توجہ فوق میکردند، اثر ظاہر نمی شد، تا روزی حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ در عالم مکاشفہ حضرت قبلہ را فرمودند کہ اے پسر او را این قدر از سلوک چہ کم است، بعد از استماع ایں مقولہ از ترقی او نومید شدند، بعد از ایامی حافظ مذکور در بزمی نشستہ بود کہ بدبختی ہجو و مذمت و غیبت حضرت صاحب و قبلہ آغاز نہاد، حافظ صاحب را رگ غضب بہ جنبید و باو خوب بجنگید، حضرت صاحب و قبلہ تمام ایں ماجرا بکشف در یافتند و از وی بسیار راضی شدند، چوں در حضور رسید فرمودند، حافظ صاحب بیائید وقت فتح شما رسیدہ است، مبارک باد و بہمت توجہ کردند فتح باب او را حاصل شد۔

روزی بعد از عصر رو بحضار نمودہ فرمودند کہ تمام روزی مارا انقباض بود حالاً انبساط دست دادہ است حاجت ہای خود در دل تصور کنید کہ برائ شما دعا کردہ شود ان شاء اللہ تعالیٰ بغیر

Marfat.com

اجابت مقرون خواہد شد، دریں اثنا حضرت مولوی محمدعظیم صاحب که از مجازان حضرت ایشاں و کامل در اخلاق درویشان است برخاستند و دست بسته عرض نمودند که حاجت من طلب حصول متابعت رسول الله صلی الله علیه وسلم قولاً فعلاً عملاً اعتقاداً است واستغراق حبّی حضرت ایشاں در باره اش دعا فرمودند وتوجه بحالش نمودند، وقت نماز عشاء ملاقات احقر بمولوی صاحب افتاد، گفتند تاحال تاثیر دعاوتوجه در من باقی است وایں غلام درآں وقت درمکان سکونت خود بود از غایت عنایت که بحال غلام می دارند درآں وقت طلبیده داخل آں حلقه دعاساختند، دریں مجلس قاضئ موضع کوٹه بوندی که از حضرت دہلی سه صد میل بطرف اجمیر است ،حاضر بود، سخن در بیعت افتاد حضرت ایشاں فرمودند که شخص باما بیعت کردو نام او ہم گرفتند فقیر راالحال فراموش شده است ،بیک توجه جریان لطائف خمسه او را حاصل شد وتوجه الی الله وحضور فی الله پیدا گردید، بعدازآں فرمودند که مولانا خالد گفت در مشائخ کبرویه رسم است که چوں مریدی به پیری بیعت کند ہمه حاضران دامنِ او می گیرند تا شریک فیض باشند در طریقه ما ایں معموله نیست لاکن من میگویم که در وقتیکه دست اہل ارادت برای بیعت بگیرو او را تعلیم استغفار وتوبه کنم باید که ہمه حاضران ہم استغفار بخوانند تا ازسرِ نو داخل طریق شده باشند، پس قاضی صاحب را برای بیعت نزد خود طلب کردند و نظر بدید قصور اعمال خود که بر

Marfat.com

حضرت ایشاں غالب است فرمودند سبحان اللہ وبحمدہ ستار العیوب. چگونہ عیب ہای ما را پوشیدہ کہ ایں چنیں فضلا علماء از راہِ دور برای کسب فیض نزد ما می آیند، بعدازاں بطریق مطائبہ نقل کردند کہ یکی در خدمت شاہ رفیع الدین صاحب محدث بیعت کرد چوں دریاراں خود رفت او را مبارکباد گفتند، گفت برای چہ گفتند برائے آنکہ بشاہصاحب بیعت کردہ ، گفت شاہصاحب راہم مبارکباد گفت کہ من دست او شاں گرفتہ ام و او شاں دست من گرفتہ اند، پس دریں کار ہر دو برابریم، فضل اوشان بر من چگونہ ثابت سازید، پس حضرت تبسم فرمودند کہ حال من چنیں است نمیدانیم کہ ما پیریم یا او پیراست ، پس قاضی صاحب را داخل طریق ساختند وتوجہ بہمت بحالش مصروف داشتند او گفت کارِ من بیک توجہ شد، روزیکہ احقر راتعلیم مراقبۂ اقربیت کردند، فرمودند کہ مراقبہ از ترقت است بمعنے انتظار یعنی انتظار فیض الٰہی وفرمودند کہ در مراقبہ دو چیز شرط وصول فیض است اول ملاحظہ منشاء یعنی ذات احدیت، دوم ملاحظہ مورد یعنی قلب خود۔

روزی بعد العصر غلام حاضر حضور معلے گردید، بحضرت صاحبزادہ شیخ رؤف احمد صاحب وایں احقر مخاطب شدہ ، فرمودند کہ یک دقیقہ اظہار میکنم نیک نگاہ باید داشت وآن این است کہ شخصی داخل دائرہ قلب شدہ ودران وسعتی وبسطی پیدا ساختہ ودیگری بی حصول بساطت دراں مرتفعی بدائرہ فوق

Marfat.com

از آن گردیده فضل ازیں ہر دو مرا دل راست۔

روزی از غایت شوق بیت ملا روم خواندند ؎

جان منی جانان من دین منی ایمان من
سلطان من سلطان من چیزی بده درویش را

فرمودند آنچه چیز است آں چیز رویت ذات بی پرده صفات است و آں در دنیا ممکن نیست لہذا جای دیگر مولانا ناامید شده، می فرمایند

چه بہانه میدہی شیدات را ای بہار شکر لبہات را
چوں ننالم زار ازدستان تو چوں نئم در حلقه مستان تو

باز فرمودند که ایں چنیں گستاخی در خطاب مولانا را زیبد ما را مجال نیست، باز فرمودند که در جوش محبت صد چنیں گستاخی معاف می گردد، یک روز بعد نماز عصر بنده حاضر گردید سخن در سماع افتاد، فرمودند رغبت من بسیار بسماع بود اما از مخالفت پیران کبار خود جرأت نمی توانستم کرد، روزی بر من قبضی عظیم واقع شد، ہرچند بمعالجات می پرداختم دفع نمی شد، وقتی بطور متفکران آرنج بر زمین و سر بر ہر دو کف دست نهاده نشسته بودم که آوازه سرنگی در گوش من رسید فی الحال قبض دور شد و جذبه قویه دست داد، فرمودند اگر من سماعی شنوم تمام قوالان دہلی بر من مجتمع شوند اما از مخالفت پیران پناه بخدا می گیرم که سم قاتل است، بعد ازاں بکمال شوق ایں بیت خواندند۔

Marfat.com

برسرِ خاک ما بیا نغمہ عشق می سرا
کز جذبات شوق تو نعرہ زخاک برزنم

دو سہ بار تکرار فرمودند عجب تاثیر در دل حضار وارد شد، بعضی نعرہ بازدند و بعضی بیہوش افتادند و بعضی گریان و نالاں شدند و غلام از فرقہ ثالثہ بود۔

روزی بر احقر حالت گریہ مستولی شد کسے بحضور رسانید چوں غلام مشرف حضور شد فرمودند در دیگر مصیبت ہا گریہ یک دو روز می باشد اما در فقیری گریہ دائمی است ہرگز انقطاع پذیر نیست۔

روزی خطاب باحقر نمودہ فرمودند کہ مولوی صاحب مولویت را بگذارید و آہ بیاموزید از برکت فرمودہ حضرت ایشاں روز دوم نور ماہِ آہ در دل سیاہ تافت فالحمدللہ علی ذالك اللھم زدنا والا تنقص،احقر ہموں وقت ایں دو بیت در تعریف آہ گفتہ شدے

مدے کہ طرفہ بر سرآدم کشیدہ اند
آں مد آہ و آن کہ پیش ز آفریدہ اند
مد آہی گر نہ بودی برسرِ آدم پدید
او آدم بودی یعنی چرم گاؤ گوسپند

روزی بعداز عصر غلام حاضر شد، سخن در اجازت و خلافت افتاد، فرمودند نزد ما کلیہ مقرر شدہ است کہ چوں کسی را از اثر توجہ ما تصفیہ لطیفہ قلب باکیفیت و تزکیہ نفس بجذبات دست دہد او از طرف ما مجاز مطلق است اگرچہ ما او را اجازت زبانی ندادہ

Marfat.com

باشیم، بعدازاں غلام را فرمودند که شما را عنقریب اجازت خواهیم داد و برائے امتحان رو روی خود از شما توجه خواهم کتانید، غلام برخاست وتسلیمات بجاآورد ، روزدیگر وقت چاشت غلام حاضر شد باز مذکور اجازت درمیان آمد، فرمودند ہر که را ما اجزت بگویئم گویا او را "اجزت من الله" شد۔

روزیکه ایں غلام را اجازت القا و حلقه بخشیدند تاریخ بیست ہفتم ماه شعبان بود ،روز چہار شنبه وقت چاشت مولوی محمد عظیم صاحب را و صاحبزاده حضرت رؤف احمد صاحب را طلبیده فرمودند که شما را برائ گدایی طلبیده ایم که میخواہیم که ایشاں غلام محی الدین را اجازت دہیم بفرمائید که لائق اجازت شده اند یانه ، صاحبزاده صاحب عرض نمودند که شده اند و مولوی صاحب معروض داشتند که فرمودن حضرت کافی است، حاجت بگواہی ندارد، فرمودند که من میگویم که لائق اجازت شده اند ، پس غلام را قرب خود نشانده، فرمودند که شما را اجازت شش طریقه قادریه نقشبندیه چشتیه سہروردیه مجددیه کبرویه دادیم و فیض این ہر شش طریقه در دل طالبان بہمت القامی نموده باشند وطریقه القاہم تعلیم فرمودند و کلاه شریف بدست مبارک خود برسر غلام نہادند تادیر دست مبارک خود را برسرِ احقر داشتند ، بعد ازاں فرمودند که بنیشنید باز در سینه شما القا ہر شش فیض جدا جدا کنیم، پس توجه کردند و القا فرمودند، غلام برخاست وتسلیمات بجاآورد وبی اختیار شده برپا مبارک افتاد

Marfat.com

زمانی سربرقدم شریف داشتم و گفتم من سگ گرگین لائق این تشریف شاهی نبودم محض بعنایت کرم و فضل نموده اند، فرمودند این کلاهِ من نیست این کلاه پیرانِ من است، فرمودند که شما را بتاریخ بیست و هفتم ماه مبارک رمضان خرقه خلافت خواهیم بخشید ، چون شب بیست هفتم شد غلام را بعد از نماز مغرب طلبیدند وخرقه و کلاه که برای غلام عطا فرمودند اول خود پوشدند و بدان توجه نمودند ،باز غلام را بدست مبارک خود پوشانیدند وصاحبزاده صاحب ومولوی صاحب را فرمودند که شما هم در الباس مدد نمائید که سنت پیران است، پس هر دو بزرگان بریمین ویسار غلام آمده مدد در الباس نمودند وکلاه مبارک بدست خود بر سر احقر نهادند وباز تجدید اجازت نموده، فرمودند که شما را اجازت مطلقه دادیم هر که طلب فیض نماید از طرف بالقاء اذکار و فیض مینموده باشند، حق سبحانه تعالیٰ بصدقه پیران کبار تاثیرات وثمرات ارزانی فرماید، پس غلام برخاست آداب بجاآورد ،روزی عیدالضحیٰ حضرت ایشان برای نماز در مسجد تشریف آوردند ، غلام هم حاضر شد، بعد از فراغ مردم برای قدمبوسی انبوہی نمودند غلام در کنج مسجد نشست که پس از ارتفاع اجتماع قدمبوس خواهم شد ، در عین اژدحام فرمودند که مولوی قصوری کجاست ؟ بیاید غلام بشادیٔ تمام برخاست وسر برقدم مبارک نهاد بدست مبارک خود سر احقر را برداشته بسینه مبارک چسپانیدند و بتوجه قویه القای حرارت در دل غلام

Marfat.com

نمودند، پس دعا کردند باز غلام پس آمده، دریماں کنج نشست، دریں اثنا مفتی شہر برای قدمبوسی حاضر شد، قص لحیہ کرده بود، تبسم نموده، فرمودند سبحان الله شما پیر شدید و تاحال ریش نه برآمد، مفتی شرمنده شد، باز غلام را طلبیدند و فرمودند که سه چهار ماه شده است که ایں مولوی از قصور آمده آنچه در سه ماه از ما کسب کرده شما در شش سال حاصل نه کرده آید، ایں محنت پیری ما است باز از آنجا بر مزار مبارک حضرت میرزا صاحب وقبله تشریف بردند و از قدم گاه مزار مبارک خاک برداشته بر چشم ورخسار و دل مالیدند و برپائین مزار مبارک بر ہر دوپا نشستند وفرمودند که یاحضرت ضعف نهایت استیلا یافته که نماز ایستاده گذاردن وقرآن خواندن ہم نمیتوانم، در تمام عمر مرا خوش ومتنعم داشته آید، اکنوں او سبحانه تعالیٰ از طفیل شما خاتمه بالخیر والعافیت گرداناد باز درانجا غلام را طلبیدند، حاضر شدم، پس دست غلام گرفته تادیر درہوا داشتند بعدازاں سپرد حضرت میرزا صاحب وقبله نمودند وفرمودند که ایں شخص درخانه شما آمده است ہرچه تمامتر عنایت درحق او فرمایند، بعدازاں بدست مبارک خود برخاستند و اندرون تشریف بردند۔

روزی غلام وقت توجه عصر حاضر شد محمد حسن چشتی که مقبول درگاه است نزدیک نشسته بود باحقر خطاب کرده فرمودند که محمد حسن بزبانِ حال شما را میگوید۔۔۔ مصرع

Marfat.com

نالہ زمن بود کہ بلبل زود برد
یکنفس داشدنے داشت ولم گل زدو برد

بندہ بزبان حال عرض نمود

نیاوردم از خانہ چیزی نخست
تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

روزی بتاریخ چہاردھم ماہ مبارک رمضان کہ استیلاء حرارت بدرجہ کمال بود این مرتکب عصیان بحکمت عملیہ آب سرد کردہ وقت افطار برای حضرت ایشان برو، چون این غلام را از دور دیدند، فرمودند۔

بگو مجنون چہ آوردی برائے تحفہ لیلی

این غلام در دل جواب گفت

دلِ صد پارہ آوردم اگر باشد بدان میلی

چون پیش نظر انور نہادم برضا مندی تمام دعا فرمودند کہ برد اللہ قلبک ببرد معرفتہ و دیگر دعاہا ہم کردند، امید اجابت است ان شاء اللہ تعالیٰ، میگوید جامع ملفوظات رزقہ اللہ وصول الی الذات کہ درحدیث صحیح وارد است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند لایؤمن احدکم حتی یقال اِنّہٗ مجنون یعنے مومن کامل نمی شودیکی از شما تا کہ گفتہ شود در حق او کہ بدرستی او مجنون است، چون حضرت ایشان دربارہ این پریشان لفظ مجنون گفتند گویا بشارت کمال ایمان دادند، اللّٰھم آمین

Marfat.com

بریں مژوہ گرجان فشانم روا است
که این مژده آسایش جان ما است

از بزرگی مسموع شده است که چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم این حدیث ارشاد فرمودند خدمت علی مرتضیٰ رضی الله عنه خواستند که مردم مرا مجنون بگویند در بازار رفته از قصابی دو شکنبه خریده یکی را بهمه لوث بدہن مبارک گرفتند و دیگری را بردوش انداختند و ببازار رفتند، چون مردم اینحال بدیدند بیک دیگر گفتند به بینید که علی مجنون شد، شاه مردان جوں لفظ مجنون در حق خود شنیدند از غایت شادی در پیرہن نگنیدند، شبی بعد از نماز مغرب بوقت توجه غلام حاضر شد، سخن در ترک و تجرید افتاد، فرمودند که حضرت میرزا صاحب و قبله عجب مرد متبتل و تارک علائق بوده اند تا آنکه برای خود طعام هم در خانه نه پزانیده اند وقتیکه گرسنگی غلبه میکرد قدری طعام از بازار می طلبیدند و بر آں کفایت میکردند و بملاقات و دعوت کسی نمیرفتند و پاس خاطر اغنیاء ہرگز نمیکردند بلکه اگر کسی از اغنیا در خدمت ایشاں حاضر می شد سخناں مخالف او می گفتند تا بار دیگر نیاید و تمام عمر بمکان عاریت می گذرانیدند، پدر نواب غازی الدین خاں بسیار معتقد ایشاں بود برائ ایشاں دیوان خانه و مسجد و چاه مرتب کنایند و به بهانه دعوت ایشاں بلطائف الحیل ایشانرا در انجا طلبید بعداز فراغ چوں عزم رجوع کردند دست بسته بایستاد و عرض نمود که این مکان برائ صاحب آراسته کنانیده ام قبول فرمایند

Marfat.com

خشمناک شده، فرمودند پیشتر میدانستم که تو احمقی، الحال معلوم شد که بهنق هم بستی، رسول موت که عبارت از شیب است برای طلب من از دار فنا بدار بقا رسیده است، تدبیر آن ضرور معلوم نیست که تا شب حیات وفا کند یا نکند، رزق تو بتو هر روز می رسد۔

روزیکه خواجه میرزا صاحب را صلاح اجازت دادن تعلیم طریقه کردند، فرمودند که اجازت را چند چیز ضرور است اول علم دوم عقل سیوم ترک و تجرید و تبتل و انقطاع والا اجازت عبث باشد و فرمودند خواجه نظام الدین اولیا فرموده است که درویش را باید که دست و پا شکسته باشد و دین و یقین درست داشته باشد بعد از ان این بیت بر زبان مبارک راندند

من نه آنصیدم که آزادی هوس باشد مرا
از قفس گویم نفس تا در قفس باشد مرا

روزی غلام حاضر شد رو مبارک بحضرت رؤف احمد صاحب و بنده و مولوی کرم الله صاحب نموده فرمودند که شما شاعران و مولویان نشسته آید معنی این بیت بگوید۔

روزی وقت حلقه چاشت غلام حاضر شد، رساله آداب المریدین که از تصنیف حضرت نجیب الدین سهروردی است در دست داشتند و فرمودند که این کتاب از طریقه نقشبندیه بی خبر است درین طریقه مجاهدات شدیده و ریاضات شاقه که صوفیان بیان کرده اند هرگز نیست، حضرت خواجه فرموده اند که بنای کار بر انکسار و افتقار به جناب الٰهی است و اخلاص به پیر و فرمودند که

Marfat.com

حضرت خواجه دوازده روز در سجده بجناب الٰہی مناجات کرد که مرا طریقه نو عطا شود که اسهل الطرق و اقرب الطرق الی الله باشد والبته موصل بود بعداز دوازده روزدعا مستجاب شد و طریقه نو عنایت شد۔

روزی فرمودند که در دیگر طریقه ہا مجاہده رکن است و در طریقه نقشبندیه بجای مجاہده مرید توجه پیر رکن است و ذکر در ہر طریقه شرط است۔

روزی فرمودند که یکی حضرت میرزا صاحب و قبله را گفت که شما چرا طریقه مجددیه اختیار کرده آید ، گفتند برای آنکه دریں طریقه چنداں که ریاضات و مجاہدات نیست و من میرزا نازک مزاج بودم تحمل اثقال مجاہدات نتوانستم کرد، شبی بعد از مغرب وقت توجه ارشاد فرمودند که اہل محبت را حاجت باعمال نیست عمل قلیل از او نہارا کفایت می کند بلکه حاجت قلیل ہم ندانند و حضرت میرزا صاحب و قبله از آنہا بوده اند رحمة الله تعالیٰ علیه۔

روزی بنده حاضر حضور گردید، سخن در عشق و محبت افتاد، فرمودند که عشق جبلی خوب است و مفید چنانچه روزی حضرت میرزا صاحب و قبله ارشاد کردند که عشق ما جبلی است مارا یاد است که شش ماہه بودیم زنی شکیله در خانه ما آمد، چوں چشم من بر چشم او افتاد دل من گرفتۂ او شد وقتیکه از چشم من غائب شد بیقرار می شدم و بگریه و حنین می پرداختم و چوں او را میدیدم تسکین الم می یافتم

Marfat.com

روزی فرمودند که از زبان حضرت میاں صاحب یعنی شاه عبدالعزیز صاحب مسموع است که چون شهره کمالات و افاضات حضرت شاه نقشبند در عالم منتشر شد زاہدی بجهت دیدن اعمال و اوقات ایشان نزدیک ایشان آمد، دید که در روز اکتفا بر فرائض و سنن نمودند وچون شب شد بعداز نماز عشاء پلا خوردند و اکثر شب در خواب بودند در ثلث اخیر ده دوازده رکعت تهجد خواندند، زاہد حیران شده پرسید که من تمام شب نه آرامیده ام واز ذکر گلوئ خود دریده ام روزی یکی نورندیده ام و شما اکثر شب در خواب بوده آید و طعام خورده آید این نور از کجااست ؟ تبسم کرده فرمودند که این نور از پلا است۔

روزی فرمودند که طریقه نقشبندیه علماء پسند است جای اعتراض کسی نیست و این طریقه را مشائخ متقدمین مثل حضرت غوث الاعظم و سید الطائفه حضرت جنید بغدادی و دیگر اولیای کرام پسند نموده اند۔

روزی فرمودند که سائلی نزد ما آمدو گفت دو پل برای بنگ بده، بدادیم، یک مولوی نشسته بود اعتراض کرد که اعانت بر حرام حرام است ، چرا او را دادید ما در جواب گفتیم که ظن نیک بر مسلمان وحتی المقدور توجیه قول وفعل او باید کرد ، ممکن که او اراده گفتن نان داشته باشد بر زبان او به سهو بنگ گذشت۔

روزی وقت توجه چاشت غلام حاضر محفل منیف گردید شخصی از مریدان آمد، فرمودند که پدر این کس وجد این کس از

Marfat.com

غلات روافض بوده اند واین هم ازانها بود، مهمی داشت که هر چند سعی کرد سرانجام پذیر نمیشد، شبی می بیند که کسی باو میگوید توشۂ حضرت ابوبکر صدیق بده حاجت روا خواهد شد، همچناں کردمشکل من حل گردید، پس نزد ما آمده توبه بر دست ما کرد واز صدق دل داخل طریقه انیقه نقشبندیه صدیقیه شد، حالا سخت سنی است

میگوید جامع ملفوظات رزقه الله تعالیٰ وصول الی الذات که افغانی جوانی ازبلده قصور حرسها الله عن التزلزل والفتور عازم زیارت لازم السعادت حرمین شریفین زادهما الله شرفاً گردید، دراثنای راه در مسجدی از قریه ملک غرب رویه اتفاق مبیت او افتاد وبامام آں مسجد معرفتی و ارتباتی روداد، امام گفت وقتیکه بزیارت روضه فیض حوزه مشرف شوی ازیں غلام بشوق تمام چنیں عرض نمائ که یارسول الله صلی الله علیه وسلم فلاں کس اشتیاق مالایطاق دارد لیکن برای دو شخص که دشمناں اوئند نمی آید که گفته اند ؎

واجب است از هزار دوست برید
تا یکی دشمنت نباید دید

حاجی ساده بیخبر از ارادۂ آں نازاده چوں مشرف حضور نور علی نور گردید وفای عهدرا بجنس پیام آں امام جهنم انجام در خدمت خیرالانام رسانید، چوں پیام گذار غافل ازسرکار درخواب رفت بزیارت خاتم الانبیا مشرف گردید، دید که آنحضرت صلی الله علیه

Marfat.com

وسلم درمکان عالیشان جلوه گرفته اند و اصحاب پیرامون آن عالیجناب حلقه بسته اند وشیخین بریسار ویمین آنحضرت صلی الله علیه وسلم نشسته اند، دریں اثنا حضرت علی مرتضیٰ رضی الله عنه بجناب مستطاب رسول مقبول صلی الله علیه وسلم عرض سلام نمودند آنحضرت صلی الله علیه وسلم رد نفرمودند ،باز بتکرار سلام کردند، باز جواب ندادند، بعد از ایاس بحضور خیر الناس عرض کردند که یارسول الله صلی الله علیه وسلم خطاء که ازیں بی سروپا صادر شده، ظاہر فرموده آید که باستغفار و استعفاء تدارک آن نموده آید، آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمودند ازیں کس زیاده خطاچیست که بدطینتی دوستانِ مرا دشمن خود داند و به بدی یادکند وتو او را جزا ندهی ،جناب ولایت مآب بمجرد استماع ایں مقوله عتاب ازآنجابرخاستند دیری نگذشت که سر ہماں امام بدانجام حاضر آوردند، آنحضرت صلی الله علیه وسلم بجواب سلام پرداختند وبمزید الطاف مشرف ساختند، چوں بیدار شدم سررشته را دریافتم وازاں پیام گذاری نادم و خجل گشته ،مستغفر گردیدم وتاریخ آں واقعه را کاغذبند ساختم، چوں وقت معاودت باز اتفاق بیوتت دران مسجد افتاد از حال آن بدمآل مستفسر شدم مقتدیانش اظهار ساختند که فلان وقت در حلقه یاران بمحاکات نشسته مشغول بود وناگاه دستے از پس دیوار ظاہر شد وسرش را بریده از شانه کشیده گرفته رفت حاجی ناجی تمام قصۀ آن شقاوت حصه پیش آنها بمعرض بیان

Marfat.com

آورد و بطاقه که بر آن تاریخ حدوث آن واقعه شاقه ثبت نموده بود بانها نمود ہمگنان سکان آن ده سنوح ایں حادثه عبرت ده از تیه تشیع برگشته، سالک سبیل تسنن گردیدند۔

بحمدالله آں ده مسلماں شده اگرچه گدابود سلطان شده

ہمچنیں اگر به تیغ غیب سریکدو منکران حضرت ایشاں ما بریده شود شاید که از دوزخ انگار به بہشت اقرار در آیند و العلم عندالله، اما کسانیکه چوں ابوجہل بر شقاوت مجبول اند اگر ہزار کرامت بینند مصر بر نکول اند ؎

ہزاراں دل مرده ازیک نگاه شود زنده وخصم ناید براه
نیاید ز بد نیکوی در وجود ز ابلیس ہرگز نیاید سجود

من یضلله فلاہادی له!

روزی فرمودند که شخصی نزد ما آمد گفت که درلعن یزید چه میگوی مستحق لعن ہست یانه گفتم من مستحق لعن ہستم ہر قدر که دلت میخواہد برمن لعن بکن، از حال دیگری خبرندارم، تحقیق ایں مسئله ازشاه عبدالعزیز صاحب رفته باید پرسید که اوشاں دریں معامله از من داناتر اند، میگوئد جامع ملفوظات رزقه الله وصول الی الذات که جواب حضرت ایشاں مطابق حدیث شریف پیغمبر است صلی الله علیه وسلم که فرموده اند طوبی لمن شغل عیوبه عن عیوب غیره یعنی خوشی باومر کسی راکه باز داشت اوراعیب ہای او از عیب ہای دیگران اگر گوئ جواب مسئله برفقیه لازم است گویم نعم اما بریکی خصوصاً وقتی لازم گردد که

Marfat.com

دران شهر فقیه دیگر نباشد والا نه، خصوصاً اگر فقیه صاحب حال باشد چنانچه حضرت ایشان ما او را متابعتِ حال خود ضرور است کذافی عین العلم ، چون ذکر لعن یزید پلید درمیان آمد میخواہم که شمه بشرح آن پردازم تامسئله مبهم نماند، باید دانست که دربحر المذاہب آورده که علماء اہل سنت و جماعت درحق لعن یزید سه فرقه شده اند لاعنین ،ساکتین ،مانعین ،امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیه فرموده که سکوت احوط است ،چراکه آخر کار داخل دائره مباحات خواہد شد و در مباح چون ترتب ثواب نیست درارتکاب آن تضیع اوقات است چنانچه میرزا بیدل گفته

اوقات که صرف گشت درلعن یزید

اے کاش شدی صرف درودی حسنین

درشہابیه گفته آنانکه منع از لعن یزید پلید میکنند بنابرآن است که نام آن پلید برزبان اہل اسلام بتقریب لعن ہم نگذردنه برای آنکه او مستحق لعن نیست کذافی لباس برہنه وہمچنیں است در مصباح الزیت و حضرت امام ربانی درمکتوبی از مکاتیب (۱) فیض اسالیب خود فرموده اند که بعض اہلسنت وجماعت که منع از لعن یزید نموده اند بنابر محافظت برکلیه اہل عقائد که بکف اللسان عن الشهادتین است والا او مستحق ہزاران ہزار لعن است فعلی که ازان خبیث صادر شده از ہیچ یہودی ونصرانی نقل نه کرده اند، میگوید جامع ملفوظات زرقه اللہ تعالیٰ وصول الی الذات که لعن

(۱) مکتوبات امام ربانی ۱/۲۵۱

Marfat.com

کردن برآن پلید از جملہ غرایم میگردد و ثواب برآن مترتب می شود چنانچہ کسی برای موالات او یا برائ عدم استحقاق اومرلعن رامنع از لعن او کند، برائ مخالفت اولعن کردن البتہ مثمر ثواب خواہد شد چنانچہ عادت بعض اہل میل بہ نصب است دیگر باید دانست کہ لعن بدو معنی مستعمل میگردد، یکے بمعنی تبعید عن اصل الرحمۃ، دوم بمعنی تبعید عن کمال الرحمۃ، اختلافی کہ درلعن آں پلید نمودہ اند معنی برلعن بمعنی اول است اما لعن بمعنی دوم باتفاق جائز است کما لا یخفٰی۔

روزی ارشاد فرمودند کہ درعہد نجف خان از غرہ شعبان انوار و برکات حضرت رمضان شریف مدرک می شدند و بعدازاں از نصف شعبان وچند سال است کہ از ممر ظلمت کفریک دو روزپیش از رمضان معلوم میشوند۔

روزی بتاریخ بیست و نہم ماہ شعبان غلام وقت توجۂ عصر حاضر شد، فرمودند بعضی از یاران ما از سبب درود کثرت برکات برباطن میدانستند کہ امشب شب ہلال است، پس مراقب شدند، بعداز زمانی سرمبارک برداشتہ فرمودند کہ دریں ساعت برکات تازہ وارد شدہ است، اما حکم نمیتوانم کرد کہ امشب ہلال طالع خواہد شد، پس دراں شب بموجب فرمودہ حضرت طلوع ہلال شد، واللہ اعلم باسرارہ مع خیارہ۔

روزی بعدالعصر غلام حاضر شد ، فرمودند کہ دل را از ماسوا خالی کردن و توجہ بیک ذات حضرت حق سبحانہ تعالی

Marfat.com

نمودن در ظهور نور حضور تاثیر تمام دارد فرمودند که از بازار می گذشتیم که هندو پیش بت متوجه بدل شده نشسته بود وبزبان هندی لفظی می گفت یعنی هری هری می گفت ،بعدازان رومبارک بمولوی محمد عظیم صاحب و مولوی کرم الله صاحب نموده فرمودند که سخنی می گویئم اگرچه مولویان آزرده شوند۔

روزی فرمودند اگرچه ملایان مرا بزنند از سبب این توجه الی الواحد برکت دران مکان ظاہر بود۔

روزی حاضر حضور پرنور شدم ،سخن در عبادت ہنود افتاد، فرمودند یاد خدا را تاثیر است اگرچه ذاکر ہندو باشد و بهر لفظ که ذکر کند توجه الی الله پیدا می شود لیکن ذکر باسماء حسنٰی که شرع بدان وارد است تاثیری دیگر دارد از ظهور انوار و جذبات و واردات و قرب الٰهی و وصول الذات، فرمودند که روزی یک ہندو نزد ما آمد و گفت خواہم که یاد رب مرا بیاموزایند ، ما گفتیم که الله الله وقت صبح یکدو ہزار وظیفهٔ خود باید ساخت، گفت بایں لفظ یادنمی کنم گفتم باری وقت صبح دو ہزار بار متوجه بدل شده توی توی چند روز باید گفت ،بعداز چند روز در دل او حضور وتوجه الی الله پیدا شد و بدولت اسلام مشرف گردید۔

روزی بتاریخ بیست ودوئم ماه رمضان شریف وقت توجه اشراق حاضر شدم، فرمودند که دیروز وقت ضحوه ہندوی ذاکری که از مدتی اخلاص بہامی داشت آمده بود، گفت که من در

Marfat.com

روز پنجاه ہزار بار نام خدا بطور خود می خوانم از برکت آن اعراض از ماسوا دست داده است ، فرمودند که باین چشمان خود برکت و کیفیت در دل او دیدم ، اما بسبب کفر کیفیت متکدره بود ، کیفیت نورانی جز بذاکر ایمانے پیدانمی شود وفرمودند که آن ہندو مرا خجلت داد که باوجود ظلمت کفر یکدم غافل از ذکر نمی شود و من باوجود نورِ ایمان غفلت می ورزم وفرمودند که کیفیت طلب خدا پرست نیست ، ذکر باید کرد ، کیفیت پیداشود یا نشود که ذکر فی نفسه عبادت است ؎

گر نباشد از شکر جز نام بہر
زان بسی خوشتر که اندر کام زہر

وفرمودند که در ہرروز بیست و پنج بار ذکر اسم ذات ضرور تراست ، میگوید جامع ملفوظات رزقه الله تعالیٰ وصول الی الذات که قول حضرت ایشان سلمهم الله تعالیٰ که من باوجود نور ایمان الخ مبنی بر دید قصور اعمال است که غالب بر حال است والا ازیک توجه ایشان غفلت از ہزار دل دور می شود ونیز اکثر اقوال حضرت تعریض بحال حاضران می باشد ، عافهم الله وایانا۔

روزی فرمودند که آنچه در دعای از آنحضرت صلی الله علیه وسلم مروی است که می فرمودند اللّٰهم ارزقنی حبك وحب من يحبك وحب عمل يقربني الى حبك . مراد از حبک طریقه مراقبه است و مراد از من یحبک مرشد است و مراد از عمل يقربني الى حبك ذکر است ، میگوید جامع ملفوظات رزقه الله تعالیٰ وصول الی الذات

Marfat.com

که اگر گوئ که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرشد کل است، طلب حب مرشد در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چگونه راست آید گویم که بسیاری از دعاہا است که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای امت تعلیم فرموده اند خود بدان تکلم نموده اند تا آن دعا متبرک و متیمن گردد و مستجاب شود۔

روزی سخن در جمعیت باطن افتاد، فرمودند معنی جمعیت آنست که تشویش رفته و آئنده در خاطر او نماند

روزی غلام حاضر شد سخن در فقر افتاده، فرموده فقر چیست خلو القلب عن المراد لا خلوا الید عن الزّاد یعنے فقر خالی شدن دل ست از آرزوہا نه خالی شدن دست از توشه، باز فرمودند مع هذا کمال فقر نزد من آن است که ظاهر موافق باطن بوده باشد یعنی ظاہر ہم اسباب دنیویه نباشد که اتباع سنت درین است۔

روزی غلام حاضر شد، سخن در فنا وبقا افتاد، فرمودند فنا غوطه زدن در دریا است وبقا سرایت نمودن آب در جمیع اجزای بدن۔

روزی ارشاد فرمودند که در تفسیر فنا وبقا اقوال صوفیه بسیار اند، امام محمد غزالی گفته که فنا عبارت از زائل شدن اخلاق ذمیمه است وبقا مستحقق شدن اخلاق حمیده و قدمای نقشبندیه گفته اند که فنا عبارت از بی شعوری است که از کثرت ذکر پیدامی شود و چون علم به بی شعوری است نماند او را فناء الفنا گویند و در اصطلاح حضرت مجدد فنا عبارت از نسیان ماسوا است بالکلیه و

Marfat.com

این دشوار تراست تاآنکه باین دولت نوازند ونیز فرمودند که حضرت غوث الثقلین فنا را چہار قسم فرموده اند، اول فناء خلق، دوم فناء ہوا، سیوم فنا اراده، چہارم فنا فعل وفرمودند که اراده اصل ہوا است وہوا فرع اوست ،روزی فرمودند که بر حضرت غوث الثقلین حالت بقاغالب آمده بود۔

روزی سخن در تحصیل علم رسمی افتاد ، فرمودند علم صرف بقدر یکه صیغه معلوم کند، ضرور است وعلم نحوهم تابشرح ملادرکار است ویکدوکتاب علم معانی هم خواند که فصاحت وبلاغت کلام بدان معلوم کند، بعدازان توغل درعلم تفسیر وحدیث که مورث انوار قلبی است ،وقفه کند که علوم دینیه همین اند و درباقی علوم تضیع اوقات است ویک روزفرمودند که درعلم فقه تا کتاب الصلوٰة هم انوار مدرک می کردند و در معاملات فقه انوار بدریافت نمی رسند اما در معاملات انوار موجود اند۔

روزی فرمودند که یکبار قدم مبارک حضرت حق سبحانه تعالیٰ برمن ظاہر شد از غایت شوق بران بیفتادم ونابود شدم باز موجود شدم باز نابود شدم تاچند باراین معامله شد ،میگوید جامع ملفوظات رزقه الله تعالیٰ وصول الی الذات که حضرت شیخ صدیق جلندهری در شرح مکتوبات پیرخود فرموده اند که بر بسیاری از اولیاء دست قدرة برای بیعت وعهد ظاہر شده است وبر عرفاء برای هم هویدا شده ،پس اگر قدم قدرت بر حضرت ایشان

Marfat.com

ماظاہر شد محل استبعاد نیست و در حدیث صحیح وارد است که چون دوزخ هل من مزید گوید او تعالیٰ قدم خود بر آن نهد ، پس دوزخ گوئد بس بس

وقتیکه وقت توجہ بعداز مغرب بنده حاضر شد، در آن وقت حضرت ایشان را ضعف دل غالب بود آب سرد طلبیدند، آب خوره آب حاضر آوردند ، فرمودند چندان که سرد نیست ، شخصے از ملازمان فرنگی حاضر بود عرض نمود که انگریز صنعتی مهیا ساخته اند که آب فی الفور در ظرف منجمد میگردد لاکن بر آن مبلغها بسیار خرچ می شوند، حضرت ایشان صنعتی جدیده فرمودند که ماهم برای سرد کردن آب صنعتی پیدا کرده ایم که بر آن چیزی خرچ نمیشود، بیکی از حاضران میگوئم که دو صد ضرب الا الله همراه بادکش بر آب بزند همونوقت آب خنک میگردد، پس بحضرت صاحب خواجه حسن چشتی مودودی فرمودند که بر این آب موجوده جهراً و قوةً بطور حضرات چشت ضرب کلمه همراه بادکش بزن فی الحال آب سرد شد۔

یک روز غلام درحلقه فیض علقه نشسته بود که حضرت ایشان بیکی از درویشان متوجه شده فرمودند که امروز مخلصی مارا گفته فرستاده است که برائے من ماهی بریان کناینده بفریسند درین وقت ماہی از کجا پیدا شود ،دیری نگذشته بود که شخصے ماہی کلاں تازه پیش حضرت آورد، حضرت متوجه بهمه مریدان شده فرمودند به بینید عنایت خداوندی را که هر دم شامل حال من است،

Marfat.com

خواهش ماهی کردم فی الحال فرستاد، پس بحکم واما بنعمة ربك فحدث باظهار نعم الٰهی زبان کشادند، شخصی بود منکر مایک روز آنکس سخاوت نمود و بعلماء وفقرا بسیار مبلغ بخشش کرد و بحکم عناد وانکار بفقیر چیزی نه فرستاد من شکسته خاطر بجناب الٰهی عرض نمودم که خداوندا اگر او مرا محروم کرد، تو محروم مساز دیری نگذشته بود که یک کس صره صد روپیه پیش من نهاد۔

روزی بتاریخ بیست وسوم ماه رمضان مبارک وقت توجه عصر غلام حاضر محفل منیف گردید از سبب حرارت روزه چنان ضعف استیلا یافته بود که قوت جلوس وتکلم نداشتند، فرمودند که در روز قیامت ثواب این دو روزه اخیره از جناب الٰهی ثواب جمیع روزه امت محمد مصطفےٰ صلی الله علیه وسلم از زمانی که فرض شده اند تا این زمان خواهم طلبید، درین اثنا شخصی نود روپیه نذر حضرت آورد، اول زکوٰة آنها حساب کرده ادا نمودند، بعدازان باقی را در فقرا تقسیم کردند، پس حمد ومدح جناب الٰهی آغاز نهادند و فرمودند سبحان الله زہی منعم بلاعلة و معطی بلامنته که من لاشیی ناچیز را که نه تعویذ دارم ونه طومارونه از نواسگان حضرت شیخ عبدالقادر ونه از پسرگان خواجه قطب الدین چنین عزیز گردانید آری دادحق را قابلیت شرط نیست بلک شرط قابلیت داداوست۔

روزی یکی از مریدان حضرت ایشان که صاحب کشف بود فرمود که من می بینم که فرشته با ءِآسمان حلقه بسته منتظر توجه

Marfat.com

حضرت نشسته اند۔

روزی بعد از عصر بنده حاضر شد، فرمودند فیض مابدیہی شده است کسی منکر آن نمی تواند شد مگر بطریق مکابره و عناد، باطراف بعیده فیض مارسیده است در حضرت مکه معظمه حلقه مامی نشیند و در حضرت مدینه منوره حلقه ما می نشیند، در بغداد شریف و در روم و در مغرب حلقه ما فی نشیند وبطریق مطائبه فرمودند بخارا خود خانه پدر ما است۔

روزی حضرت ایشان فرمودند که بعضے مردم میگویند که از بخت خواجه عبدالباقی بود که حضرت مجدد مرید ایشان شدند و از بخت حضرت مجدد بود که حضرت سید آدم بنوری مرید ایشان شدند و من میگویم که از بخت من است که مولانا خالد مرید من شد۔

روزی بعد العصر غلام حاضر شد یکی از نو مریدان حضرت آمد، عرض نمود که درخواب دیده ام که دربیابان میروم که نیمه آن بگرد و غبار وظلمت پراست ونیمه دیگر روشن وبی گرد، طرف روشن میروم در راه یکی حجره دیدم که نیمه آن سیاه است و نیمه آن روشن، در آن داخل شدم ناگهان یکی دیوار گران بر پشت من افتاد چنان عاجز گشتم که جنبیدن هم نتوانستم دل بر هلاک نهادم، یکی برسرم آمد وگفت پیر خود را یادکن من بآواز بلند گفتم یاپیر غلام علی، فی الحال دیوار از پشت من دور شد و من سلامت برخاستم، فرمودند که بیابان بدن است وحجره دل است و در دل

Marfat.com

دو خانه است یکی خانه دیو که تاریک است دیگر خانه فرشته که روشن است و بار گران که بر پشت افتاده بود غفلت و کدورت بود ان شاء الله تعالیٰ بتوجه دور خواهد۔

شبی این احقر خواب دید که من بر چار پائ غلطیده ام و حضرت عمی وشیخی رحمۃ اللہ علیه پهلوئ من نشسته اند من از کثرت خواب پیش ایشان شکوه میکنم ،ایشان می فرمایند غم مخور که در ذات می خسبی یامثل این لفظ واشاره بمابین السماء والارض نموده، فرمودند که این همه ذات است ،این خواب پیش ایشان عرض نمودم، فرمودند که از قبیل مبشرات است ونیک مبشره،اما جانی باید کند که از گوش بآغوش رسد

روزی بنده وقت توجه بعد از عصر حاضر شد، سخن در تاثیر لقمه افتاد، فرمودند که تاثیر لقمۂ شبه تا تحلیل شدن می باشد و تاثیر لقمه حرام تاسه روز، فرمودند که امروز طعام از خانه بیگانه آمده بود، یک دو لقمه خوردیم چنان باطن متکدر شد که هرچند باستغفار واذکار و تلاوت کلام الله پرداختیم، مندفع نگردید، بعد از تحلیل اندفاع یافت، فرمودند مردمان الوان اطعمه می آرند وتصدیعه بنان خوردن می دهند اگر نخوریم دل ایشان شکسته می شود واگر بخوریم دل مامتکدر می گردد چه کنیم وفرمودند که طعام ما از بازار خریده می شود، اینقدر است که روبروی ماپخته می شود بتاثیر توجه ظلمت آں دور میگردد و کیفیت دیگر پیدا می کند

Marfat.com

مجنوں بخیال زلف لیلیٰ در دشت
در دشت بجستجوئ لیلیٰ میگشت
میگشت بدشت و بر زبانش لیلی
لیلی می بود تا زبانش می گشت

و آنکه معتقدان وحدت وجود دعویٰ اجماع اولیاء اللہ بر آن می کنند ممنوع است، چه از متقدمین حضرت مقبول سبحانی علاء الدوله سمنانی واز متاخرین امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہما مخالف ایشاں اندو ہزاراں ہزار اولیای کبار متابعان و متقلدان این ہر دو شیخ اند، پس حجت اجماع منخرق شد و از کلام فیض نظام امام الانام حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنه ہم تصریح بوحدت وجود معلوم نمیشود بلکه خلاف آن مفہوم میشود که فرموده اند، بلغزید حلاج ونبود در زمان او کسی که دستگیری او کردی اگر درزمانِ من بودی ہر آئنه دستگیری او کردی یعنی اورا ازیں حال بحال فوق تر ازاں برد، می میگوید جامع ملفوظات رزقه اللہ وصول الی الذات که عارف کامل صادق المقاله حضرت شاه محمد فاضل ساکن بلده وٹیاله که اکثر از روحانیت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنه تربیت یافته اند و از عاشقان سرشاران آنجناب اند در رساله نوریه آورده اند که حکم بوحدت وجود سکری است نه صحوی که آنانکه واقع اند درحکم کردن بوحدت وجود بنا بر آنست که بسبب سکر و غلبه حال فرق نتوانستند کرد، درمیان عدم و اختفا و اما آنکه بمرتبه صحو رسیده

Marfat.com

است ،پس فارق است و فرمودند یاد دراین تحقیق را که از خلص رحیق شیخ اجل حقیق است یعنی حضرت غوث الثقلقین ،فتدبر ولا تکن من القاصرین۔

روزی فرمودند شخصی را مرض لقوه شده بود توجه برای دفع مرض او نمودیم،پس مرض او راجع بماشد، آنگاه عذار مبارک متاثر گردید و قدری اثر بر چشم ہم ہست، آنگاه فرمودند که توجه برای ازاله مرض بر سه قسم است یکی آنکه مرض را بر خود گیرد، مولانا عبدالرحمن جامی مرض معشوق بر خود گرفته اند وبہماں مرض انتقال فرموده اند، دوم آنکه آں مرض را بر چیزی دیگر اندازو سیوم آنکه بہمت آں مرض را دفع نماید، فرمودند درہمت وتوجه برائ دفع مرض از رجوع بر خود بسیار می ترسم امافی الجمله اثرآن میشود وفرمودند ہمت خواجگان عجب تاثیر ہا دارد و در طریقه ایشان دعوت اسماء نیست برائ حوائج دینیه ودنیویه همت میکنند می برآید۔

روزی آفتاب بحالت غروب رسید خواجۂ احرار ولی نماز عصر نگذارده بود، بہمت او را بلند ساختند وغروب شدن ندادند، وقتیکه دل ایشاں خواست او را گذاشتند ہموں وقت جہان تاریک گردید۔

روزی ایں احقر وقت چاشت از حضرت ایشاں حدیث بخاری میخواند، چوں بایں حدیث رسید قال ضمنی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وقال اللّٰهم علمه الکتاب (۱) یکبار حضرت در عالم

(۱) یہ حدیث بخاری شریف ۱/۲۹ و بہ بعد اور دیگر کتب حدیث میں بھی درج ہے (موسوعة اطراف الحدیث ۳/۲۴۳)

Marfat.com

استغراق رفتند، بعد از زمانی سرمبارک برداشته فرمودند هیچ دانستید که مادر چه کاربودیم گفتم والله اعلم، فرمودند بمجردیکه شما این حدیث خواندید ما در حضرت مدینه معظمه رفتیم، لائق توسل بجناب رسول مقبول صلی الله علیه وسلم نمودیم، خاک زمینی که آنحضرت صلی الله علیه وسلم بارها بران بقدم شریف رفته اند وسیله کردیم ودعا کردیم اللّٰهم علمنی الکتاب بحرمة هذا لتراب. پس هردو دست برداشته دعا کردند، بعدازفراغ دعافرمودند که دعابرائ شما کرده ایم حق سبحانه ازان فیض نصیبی عطا فرماید، الحمدلله والحمدلله رب العلمین وصلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمدوآله واصحابه واحبابه اجمعین

اما بعد پس می گوید فافهم غبی فقیر غلام نبی احمدی حنفی للّٰهی عفی عنه که چون جامع علوم ظاہروباطن محیی سنن نبویه قیم طریقه احمدیه قطب العارفین غوث السالکین مرشدناوہادیناالشیخ غلام محی الدین قصوری رحمة الله علیه چهل روزه ملفوظات پیر دستگیر خوداعنی قبلة المحققین کعبة المدققین ہادی الامم شیخ العرب والعجم مظہر کمالات خفی وجلی مرشدِ مرشد نا شاه عبدالله المشهور بشاه غلام علی رحمة الله تعالیٰ علیه وقت تحصیل علم تصوف برپرچه ہای متفرقه مسوده فرموده بودند و اتفاق تالیف ونظر ثانی ازآن واقف اسرار سبحانی نیفتاد، این لاشی گمنام بارہا برای نظم آن لآلی منثوره عرضداشت حضور نمودم لیکن بسبب امور ضروریه دینیه حصول این مامول در پرده تعویق افتاده بود

Marfat.com

حتی که ازیں دار پر ملال انتقال فر مو دند انا لله و انا الیه راجعون، پس لا جرم ردای مایوسی بر دوش کشیده خود نظر بدرجات اُخرویه نموده، بحسب صوابدید حضرت صاحبزاده صاحب والا مناقب سلمه الله تعالیٰ وبتکرار استخاره مسنونه مسوده معهوده را بجد تمام و وجهه مالا کلام ازاں پرچات که دریں زمان بسبب مضی مدت مدیده کهنه و پاریده شده بودند به ترتیب لائق و ترکیب فائق نقل برداشتم ودر اثنای ایں تالیف یکدوبار خوشوفتی وامداد آن حضرت دریں باب در خواب مشاهده گردید، فجآء بحمدالله کنزا مدفوناً من جواهر الفوائد وبحراً مشحوناً من دار الفرائد ودر بعضی جای که بسبب پاریدگی فکر فاتر فقیر بآن نه رسیده فرجه گذاشته شد، شائد که حکیمی از حکمای دینی بسر وقت آن رسیده درست نماید و صواب جمیل و اجر جزیل از جناب رب الجلیل بیابد وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب

Marfat.com

مآخذ مقدمہ وحواشی

مخطوطات:

۱...... امام الدین کھوتکی: مقامات طیبین ۱۳۰۸ھ، مخزونہ کتابخانہ خانقاہ للہہ شریف، جہلم

۲...... غلام حسن: بیاض مولانا غلام حسن مرید مولانا غلام نبی للہی، مخزونہ کتابخانہ دانشگاہِ پنجاب، لاہور

۳...... شاہ غلام علی دہلوی: احوالِ بزرگان۔ مملوکہ جی معین الدین صاحب، لاہور

۴...... ایضاً: رسالہ درذکر مقامات و معارف وواردات حضرت مجدد الف ثانی، بہ تقابل نسخہ دیگر از مولانا غلام محی الدین قصوری، مملوکہ محترمہ پاشاہ بیگم بنت مولانا احمد حسین خان امروہوی، اسلام آباد

۵...... گول، شیخ بہلول برکی جالندھری: فوائدالاسرار فی رفع الاستارعن عیون الاغیار، مخزونہ لیاقت میموریل پبلک لائبریری، کراچی

۶...... محمد اقبال مجددی: مقاماتِ شرافت (سخنان، مکاتیب وتحریراتِ متفرقہ) حالاً مشمولہ تذکرۂ شرافت نوشاہی، مطبوعہ اسلام آباد

۷...... مجہول الاسم: رسالہ مسائل فقہ، مملوکہ جی معین الدین صاحب، لاہور

۸...... غلام محی الدین قصوری مولانا: مکاتیب طیبہ جامع مولانا غلام محی الدین قصوری، مملوکہ محمد اقبال مجددی۔

Marfat.com

۹...... ایضاً: غلام محی الدین قصوری مولانا: رسالہ علم میراث، بخطِ مصنف، مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، مرکزِ تحقیقات فارسی ایران پاکستان، اسلام آباد

۱۰...... غلام محی الدین کنجاہی بن مولوی محمد صالح: مجمع التواریخ، مملوکہ محمد اقبال مجددی

۱۱...... محمد صالح کنجاہی: سلسلۃ الاولیاء، بخطِ مصنف، مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد صاحب، گجرات

۱۲...... مجہول الاسم: رسالہ درحالات حضرت شیخ محمد عابد سنامی، قلمی

۱۳...... محمد عابد سنامی، شیخ: چہل مکتوباتِ حضرت مجدد الف ثانی (انتخاب) بادیباچہ مولوی نعیم اللہ بہڑائچی، قلمی ذخیرہ پروفیسر حافظ محمود خان شیرانی۔ دانش گاہ پنجاب، لاہور نمبر ۸۶۸/۳۹۰۱

۱۴...... محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین، قلمی، مخزونہ کتب خانہ مدرسہ رفیع الاسلام، بھانہ ماڑی، پشاور

۱۵...... محمد صادق: کلمات الصادقین، تصنیف ۱۰۲۳ھ، قلمی مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد صاحب، گجرات

۱۶...... موسیٰ خان دہ بیدی: نوادر المعارف، قلمی مملوکہ حاجی ملا عبدالغنی، قندھار

۱۷...... شاہ عنایت قادری قصوری ثم لاہوری: لباس برہنہ (تلخیص فتاوی برہنہ) تصنیف مولوی نصیر الدین لاہوری، قلمی، مملوکہ مولانا محمد طیب ہمدانی، قصور

مطبوعات عربی

۱۸...... عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۸ جلدیں، دائرۃ المعارف عثمانیہ، حیدرآباد، دکن ۱۹۶۲۔۱۹۷۰ء

۱۹...... محمد بن عبداللہ الخانی الخالدی: البہجۃ السنیۃ فی آداب الطریقہ

Marfat.com

الخالدیہ، مصر ۱۳۱۹ھ

۲۰..... علامہ شامی: سل الحسام الهندی لنصرة مولانا خالد النقشبندی۔ مشمولہ رسائل شامیۃ، سہیل اکیڈمی، لاہور

۲۱..... محمد زاہد بن حسن الدوزجوی: ارغام المرید (فی شرح النظم العتسیین)، ترکی ۱۹۷۷ء

مطبوعاتِ فارسی

۲۲..... شاہ ولی اللہ: شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات مرتبہ خلیق احمد نظامی، ندوۃ المصنفین، دہلی ۱۹۶۹ء

۲۳..... ظہور حسن: ارشاد المسترشدین (مناقب ومعمولات سید حسن فاضلی) مطبوعہ، مطبع اکبری، آگرہ، ۱۳۱۳ھ

۲۴..... شاہ غلام علی دہلوی: ایضاح الطریقت، مطبع علوی ۱۲۸۴ھ (رسائل سبع سیارہ)

۲۵..... رافت، رؤف احمد مجددی: درالمعارف، ترکی، ۱۹۷۴ء

۲۶..... شاہ عبدالغنی مجددی: ضمیمہ مقامات مظہری، شامل بطور تکملہ مقامات مظہری، مطبع احمدی، دہلی ۱۲۶۹ھ

۲۷..... غلام سرور، مفتی لاہوری: خزینۃ الاصفیاء، مطبع ثمر ہند، لکھنو، ۱۸۷۳ء

۲۸..... شاہ غلام علی دہلوی: رسائل سبعہ سیارہ، مطبوعہ، مطبع علوی ۱۲۸۴ھ

۲۹..... ایضاً: مکاتیب شریفہ، ترکی ۱۹۷۵ء

۳۰..... محمد مظہر مجددی: مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ، اکمل المطابع، دہلی ۱۲۸۲ھ

Marfat.com

۳۱...... عزیز اللہ عطاردی قوچانی: فہرست مخطوطاتِ فارسی مدینہ منورہ، تہران ۱۲۷۵ھ

۳۲...... شاہ غلام علی: مقاماتِ مظہری، مطبع احمدی دہلی، ۱۲۶۹ھ

۳۳...... نعیم اللہ بہڑائچی: معمولات مظہریہ، مطبع نظامی، کانپور ۱۲۷۵ھ

۳۴...... دانش پژوہ، محمد تقی: فہرست نسخہ ہای خطی دانش گاہ تہران، جلد ۱۳، تہران

۳۵...... تصدق حسین موسوی: فہرست مخطوطات فارسی کتب خانہ آصفیہ، حیدر آباد، دکن جلد اول

۳۶...... احمد منزوی: فہرست نسخہ ہای خطی فارسی، شش جلد، تہران ۱۳۴۸ھ/ ۱۳۵۳ش

۳۷...... غلام محی الدین قصوری مولانا: تحفہ رسولیہ، لاہور ۱۳۰۸ھ

۳۸...... سید محمد، حافظ، صاحبزادہ: بستانِ معرفت (حالات حافظ عبدالرسول قصوری) لاہور، ۱۳۰۳ھ

۳۹...... محمد بشیر حسین، ڈاکٹر: فہرست مخطوطات شفیع (ڈاکٹر خان بہادر محمد شفیع)، لاہور، ۱۹۷۲ء

۴۰...... تسبیحی، محمد حسین: کتابخانہ ہای پاکستان، اسلام آباد ۱۹۷۷ء

۴۱...... مظہر، جانِ جاناں، میرزا: مکاتیبِ میرزا مظہر مرتبہ عبدالرزاق قریشی، بمبئی ۱۹۶۶ء

۴۲...... رفعت جنگ معظم الدولہ: شجرہ آصفیہ مرتبہ حکیم شمس اللہ قادری، دکن ۱۹۳۸ء

۴۳...... عماد الملک غازی الدین، نظام: مناقبِ فخریہ، دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۱۵ھ

Marfat.com

۴۴...... مظفر صدر: شرح احوال وآثار وافکار علاء الدولہ سمنانی، تہران۔

۴۵...... عبدالرحمن اسفرائنی وعلاء الدولہ سمنانی: مرشد و مرید (مجموعہ مکاتباتِ مابین اسفرائنی وسمنانی) تہران، ۱۹۷۲ء

۴۶...... بدرالدین سرہندی، مولانا: حضرات القدس مرتبہ مولانا محبوب الٰہی، لاہور، محکمہ اوقاف، ۱۹۷۱

۴۷...... خیام پور، عبدالرسول: فرہنگ سخنوران، تبریز، ۱۳۴۰ش

۴۸...... محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، لکھنو ۱۳۰۷ھ

۴۹...... باقی باللہ، خواجہ: کلیات، لاہور، ۱۹۶۷ء

۵۰...... ایضاً: مشائخ طرقِ اربعہ، ناشر ڈاکٹر غلام مصطفی خان، کراچی ۱۹۶۹ء

۵۱...... محمد رضا شیخ: ریاض الارواح غزنہ، کابل ۱۳۴۶ش

مطبوعاتِ اُردو

۵۲...... رافت، رؤف احمد مجددی: جواہر علویہ، اُردو ترجمہ مطبوعہ، لاہور (س۔ن)

۵۳...... رحمن علی، مولوی: تذکرہ علمائے ہند ترجمہ وحواشی محمد ایوب قادری، کراچی ۱۹۶۱

۵۴...... خلیق احمد نظامی: ۱۸۵۷ء سے پہلے کے مشائخ دہلی، مقالہ مشمولہ تاریخی مقالات، ندوۃ المصنفین، دہلی ۱۹۶۶ء

۵۵...... احمد خان، سرسید: آثار الصنادید، دہلی ۱۹۶۵ء

۵۶...... زید، ابوالحسن فاروقی: مقاماتِ خیر (احوال ومعارف حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی)، دہلی ۱۳۹۲ھ

Marfat.com

۵۷...... محمد معصوم، شاہ: ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین، رام پور، ۱۳۰۸ھ

۵۸...... وحید، واحد علی: پشت نامہ ہسوہ، بہرائچ، ۱۹۲۹ء

۵۹...... غلام مصطفی خان، ڈاکٹر: لوائح خانقاہ مظہریہ، حیدر آباد سندھ، ۱۹۷۵ء

۶۰...... محمد اقبال مجددی: احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری، لاہور ۱۹۷۲ء

۶۱...... غلام سرور لاہوری، مفتی: حدیقۃ الاولیاء تحقیق و تعلیق محمد اقبال مجددی، المعارف، لاہور ۱۹۷۵ء

۶۲...... محمد حسن کرتپوری: حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، مراد آباد ۱۳۲۲ھ

۶۳...... محمد شفیع: اولیائے قصور (یادداشتہائے ڈاکٹر مولوی محمد شفیع دربارہ قصور)، لاہور، ۱۹۷۲ء

۶۴...... غلام دستگیر قصوری: ابحاث فرید کوٹ، مطبوعہ

۶۵...... شبیر احمد شاہ: انوار محی الدین (سوانح مولانا غلام محی الدین قصوری)، لائل پور ۱۸۶۶ء

۶۶...... مبارک علی شاہ: ذکر خیر (حالات مولانا شاہ عبدالحق محدث قصوری)، لاہور ۱۳۶۲

۶۷...... ابوالحسنات سیّد عبداللہ: گلزار اولیاء، حیدر آباد، دکن ۱۹۶۰ء

۶۸...... محمد حسن کرتپوری: ملفوظات حضرت مولوی غلام نبی للٰہی، لاہور (س۔ن)

۶۹...... خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت، مطبوعہ بصورت عکس، اسلام آباد، ۱۹۷۵ء

۷۰...... بحر العلوم ملا عبد العلی: رسالہ وحدت الوجود مترجمہ زید ابوالحسن فاروقی، ندوۃ المصنفین، دہلی ۱۹۷۱ء

Marfat.com

۷۱...... خلیق انجم: مرزا محمد رفیع سودا، علی گڑھ ۱۹۶۶ء

۷۲...... خلیق انجم: میرزا مظہر جانِ جانان کے خطوط، دہلی، ندوۃ المصنفین ۱۹۶۰ء

۷۳...... عبدالقادر رام پوری مولوی: علم وعمل (روزنامچہ) مرتبہ محمد ایوب قادری، کراچی ۱۹۶۰ء

۷۴...... محمد عالم شاہ فریدی: مزاراتِ دہلی (طبع دوم۔ س۔ن)

۷۵...... نساخ، عبدالغفور: سخنِ شعراء، لکھنو ۱۲۹۱ھ

۷۶...... شوق، احمد علی: تذکرہ کاملانِ رام پور، دہلی ۱۹۲۹ء

۷۷...... فقیر محمد جہلمی: حدائق الحنفیہ، لکھنو ۱۹۰۶ء

۷۸...... کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ، لاہور ۱۳۳۵ھ (اُردو ترجمہ چار رکن (حصے)

۷۹...... محی الدین: دربار قادریہ فاضلیہ کا قرطاس التعارف، لاہور ۱۹۷۱ء (۱۹۷۸ء)

۸۰...... غلام نبی للہی، مولانا: مکتوبات اعلیٰ حضرت، اردو ترجمہ از عبدالرسول للہی، لاہور، ۲۰۱۳ء

۸۱...... محمد حسن بجنوری: ملفوظات اعلیٰ حضرت للہی مرتبہ عبدالرسول للہی، لاہور (س۔ن)

۸۲...... عبدالرسول للہی: تاریخ مشائخ نقشبندیہ للہیہ، لاہور، ۲۰۰۷ء

۸۳...... ظفر احسن بہڑائچی: آثار حضرت مرزا مظہر جانِ جانان شہید، بہڑائچ ۲۰۱۵ء

Marfat.com

عکسیات

Marfat.com

فہرست عکسیات

		صفحہ
۱۔	سند بخاری شریف برائے خواجہ غلام محی الدین قصوری بخط حضرت شاہ عبدالعزیز محدث	۲۷۳
۲۔	خودنوشت تحریر حضرت قصوری، جس میں آپ نے طریقہ قادریہ اور مکتوبات امام ربانی کے معارف اپنے چچا حضرت شیخ محمد قصوری سے اخذ کرنے کا ذکر کیا ہے۔	۲۷۵
۳۔	رسالہ علم میراث تصنیف وکتابت خواجہ قصوری	۲۷۶
۴۔	ملفوظات چہل روزہ، خطی نسخہ مکتوبہ ۱۳۱۰ھ	۲۷۷
۵۔	تفسیر حسینی، حواشی خواجہ قصوری	۲۷۸

Marfat.com

سند بخاری شریف[1]

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسوله
محمد شفیع المذنبین وعلی آله واصحابه الهادیین
اما بعد میگوید فقیر عبد العزیز دهلوی
عفی الله عنه که مولوی غلام محی الدین صاحب
را اجازت اخذ آن و تعلیم احادیث رسول رب
العالمین بشرط مراعات ضبط الفاظ و تصحیح معانی
و قید تدریس بر الدوام و لهذا اجازت نامه بسبیل
کلام مجید دادم وسند کتاب [illegible]

۱- سند بخاری شریف بخط حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ بتحقیق محمد اقبال مجددی ۱۳۹۳ھ

Marfat.com

حدیث صحیح بخاری است که نوشته دادم وسنده هذا

اخبرنا شیخنا واستاذنا ووالدنا الشیخ ولی الله

عن الشیخ عبدالرحیم الدهلوی قال اخبرنا شیخنا

ابو طاهر محمد بن ابراهیم الکردی المدنی قال اخبرنا

ابی قال نا احمد القشاشی قال نا احمد الشناوی قال

نا الشمس الرملی قال نا الزین زکریا قال نا الحافظ ابن حجر

العسقلانی قال نا البرهان ابراهیم التنوخی الشامی نا احمد الحجار

نا السراج الحسین الزبیدی نا ابو الوقت السجزی نا الداودی

نا الحموی نا الفربری نا الحافظ ابو عبدالله محمد بن

اسمعیل البخاری رحمه الله 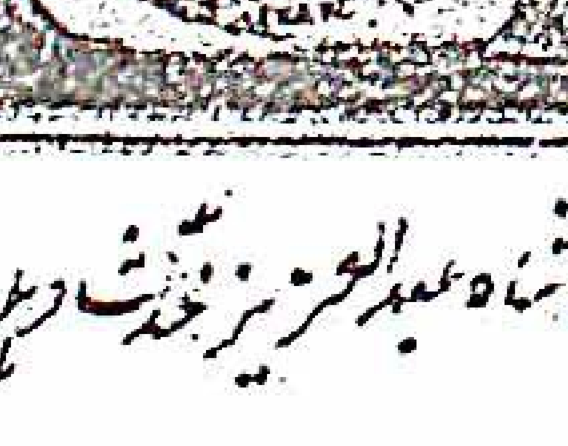

۱/۲ - سند بخاری شریف بخطِ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ بتحقیق محمد اقبال مجددی ۱۲؍۱۳۹۱ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاملان اصحاب سلوک از آن جمله گروهی [illegible] یار خویش [illegible] و شفقت [illegible]

سلسلهٔ بنی آدم منور است [illegible] ذرات تحیات [illegible] بر مفخر موجودات سرور کائنات [illegible]

[illegible] و محبوب حضرت لولاک لما خلقت الافلاک [illegible]

در زمان [illegible] اند [illegible] بدان [illegible] فقیر غلام محی الدین

[illegible] مجدد الف ثانی [illegible] طریقه [illegible]

[illegible] خدمت [illegible] فخر الاسلام والمسلمین [illegible] السالکین

[illegible] العامل [illegible] والکتاب [illegible] فی الله [illegible]

[illegible] حضرت شیخ محمد [illegible] علی [illegible]

[illegible] شیخی [illegible] مجدد الف ثانی [illegible]

۲- خود نوشتہ مولانا غلام محی الدین قصوری جس میں انہوں نے طریقہ قادریہ اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے معارف اپنے چچا حضرت شیخ محمد قصوری سے اخذ کرنے کا ذکر کیا ہے ۔ این نوشتہ مولانا قصوری - مملوکہ محمد اقبال مجددی

Marfat.com

والزندة فيها لهم قبل اللحوق عند جميع اصحابنا رحمهم الله تعالى
وكسبها بعده فئ بالاجماع وكلاهما للذميين من اهل
الا اذا ارتد اهل قرية والاسير مسلم واذا ارتد فرق
وعند عدم العلم مفقود واذا لم يعلم تقديم موت احد
من جماعة جعل كانهم ماتوا معاً ومال كل لورثته
وهو المثبت وعليه الفتوى والحمد لله على الاتمام والصلاة
على رسوله الكريم والسلام واتوب اليه من جميع الذنوب والآثام

كاتب الحروف محرر السطور العبد المسكين اذنب المذنبين الفقير الحقير
غلام محي الدين ابن صاحب السعادة والصفا الموصوف بصفة
الاولياء [illegible] والده حقيقا الشيخ [illegible] المصطفى الحق [illegible] بالرضى الاكمل
الشيخ [illegible] الكامل قطب [illegible] وغوث [illegible]
[illegible] الشيخ [illegible] المرتضى رضي الله تعالى عنه [illegible]

٣- رسالہ علم میراث تصنیف و کتابت
مولانا غلام محی الدین قصوری
بشکریہ حکیم سید ارشاد حسین - قصور

Marfat.com

تمام شد نسخہ متبرکہ میمونہ ملفوظات چہلروزہ حضرت مرشد مرشد
مرشدنا اعنی واقف اسرار خفی و جلی قطب الاقطاب حضرت
شاہ عبید اللہ المشتہر بغلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بقلم
خام رقم مفتقر الی عباد الرحیم بندہ محمد ابراہیم عفی عنہ بتاریخ ۲۹ ماہ
محرم الحرام سنہ ۱۳۱۰ روز دوشنبہ در بلدہ للّٰہ تحصیل پنڈ
دادنخان ضلع جہلم

۴۔ ملفوظات شریفہ کے خطی نسخہ مکتوبہ ۱۳۱۰ھ کے آخری ورق کا عکس

Marfat.com

تفسیر حسینی، حواشی خواجہ قصوری

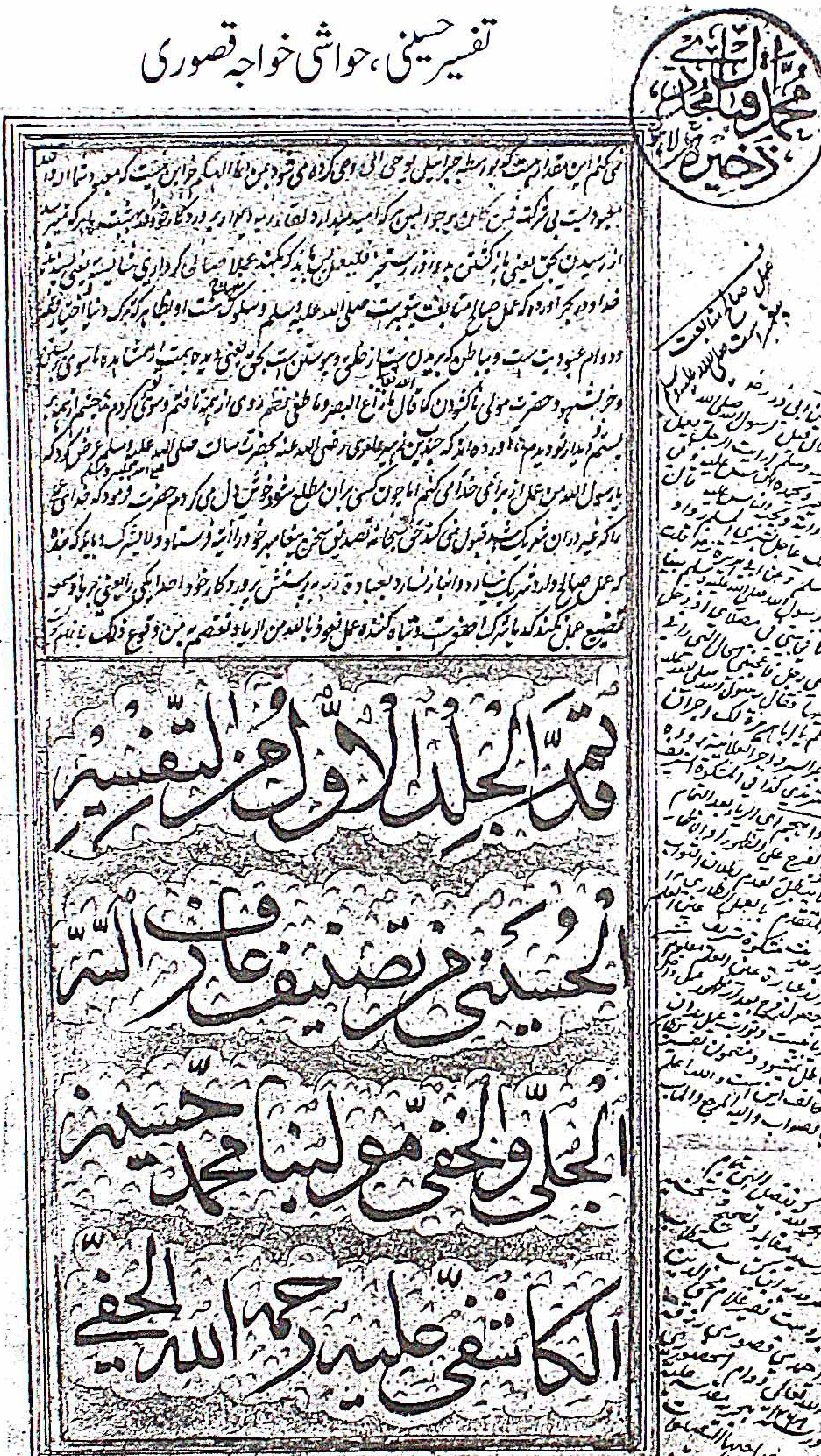

۵- تفسیر حسینی، حواشی خواجہ قصوری

Marfat.com

ضمیمہ

نوشتہ ڈاکٹر عارف نوشاہی

شاہ غلام علی دہلوی مجددی کے ملفوظات (۱)
ایک نو دریافت مجموعہ

حضرت میرزا مظہر جانا جانان (شہادت ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) کے جانشین حضرت عبداللہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی (۱۱۵۶۔ ۱۲۴۰ھ/ ۱۷۴۳۔ ۱۸۲۴ء) کے ملفوظات پر مبنی دو مجموعے ملتے ہیں:

۱...... درالمعارف مرتبہ شاہ رؤف احمد رافت مجددی، جس میں ۱۲ ربیع الاول ۱۲۳۱ھ/ ۱۸۱۶ء سے یکم شوال ۱۲۳۱ھ تک کی مجالس کے تاریخ وار ملفوظات درج ہوئے ہیں، آخر میں کچھ ملفوظات بلا تاریخ بھی تحریر ہوئے ہیں، جس میں بعض فرمودات جمادی الثانی ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء کے ہیں یہ مجموعہ ملفوظات متداول ہے اور کئی مرتبہ چھپ چکا ہے، ایک قدیم اشاعت مطبع نادری، بریلی ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء کی ہے۔(۱)

۲...... ملفوظات شریفہ مرتبہ مولانا غلام محی الدین قصوری (۱۲۰۲۔ ۱۲۷۰ھ/ ۱۷۸۷۔ ۱۸۵۴ء) یہ ملفوظات تقریباً ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء میں مرتب ہوئے اور بہ اہتمام محمد اقبال مجددی صاحب مع اردو ترجمہ از اقبال احمد فاروقی صاحب مکتبہ نبویہ، لاہور سے ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئے (۲) حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے سوانح

(۱) ماخوذ از نقد عمر (مجموعہ مقالات ڈاکٹر عارف نوشاہی) مطبوعہ اورینٹل پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۵

Marfat.com

نگاروں نے ملفوظت کے انہی دو مجموعوں کا ذکر کیا ہے، مولانا قصوری کا مجموعہ چوں کہ درالمعارف کے بعد ملا اس لئے محققین نے اسے ''نو دریافت'' قرار دیا (۳) اب ہمیں حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے ملفوظات کا تیسرا مجموعہ دستیاب ہوا ہے جس کا ذکر نہ تو پہلے کہیں پڑھنے میں آیا اور نہ اس کا نسخہ کہیں پایا گیا، محبی پروفیسر ڈاکٹر غلام معین الدین نظامی صاحب (ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ فارسی پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور) نے ایک قلمی مجموعہ رسائل جس میں شاہ غلام علی دہلوی کا وہ مجموعہ ملفوظات بھی شامل ہے۔جس کا ذکر ہم آئندہ سطور میں کریں گے۔ مجھے ۲۰۰۲ء میں مرحمت فرمایا جواب میرے ذخیرۂ مخطوطات میں شمارہ ۸۶ کے تحت داخل ہے۔

ملفوظات شاہ غلام علی دہلوی

یہ پیش نظر مجموعہ رسائل کا دوسرا رسالہ ۱۳ صفحات میں ہے اور اس مجموعہ کے بقیہ رسائل نقشبندیہ کا ہم قلم نسخہ ہے، یہ مجموعہ ملفوظات بھی شاہ رؤف احمد رافت مجددی (وفات ۱۲۴۹ھ؟) کا جمع کردہ ہے اور درالمعارف سے بعد کا کام ہے، دیباچے میں لکھتے ہیں کہ وہ ۱۲۳۲ھ (۱۸۱۷ء) میں اپنے مرشد حضرت عبداللہ دہلوی معروف بہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے ملفوظات کی تدوین سے فارغ ہوئے (۴) تو اس کے بعد آنجناب نے انہیں خلافت سے مشرف فرما کر مالوہ کی طرف رخصت فرمایا، اس سفر سے واپسی کے بعد جب وہ دوبارہ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پھر یہ خیال دل میں گذرا کہ ان کی زبان سے معارف کے جو موتی جھڑتے ہیں، انہیں کتابی صورت میں جمع کر دینا چاہئے لیکن حلقے اور مراقبے کے باعث کوتاہی ہوتی رہی آخر ان کے سات روزہ ملفوظات جمع کر دیئے (۵) یہ سات روزہ مجالس سہ شنبہ (منگل) ۲۵ ربیع الآخر ۱۲۳۶ھ سے شروع ہو کر دو شنبہ (پیر) ۲ جمادی الاول ۱۲۳۶ھ تک

Marfat.com

مسلسل ہیں، مرتب نے پہلی مجلس کا دن، مہینہ اور سال لکھا ہے، لیکن باقی چھ مجالس کا صرف دن اور ماہ لکھنے پر اکتفا کیا ہے، چون کہ دیباچے میں وضاحت کر دی ہے کہ یہ ''تقریرات ہفت روزہ'' ہیں، اس لئے باقی مجالس کے ساتھ سال لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور معلوم ہے کہ تمام ملفوظات ۱۲۳۶ھ سے متعلق ہیں:

یہ مجموعہ بھی اسلامی حقائق و معارف کے بیان میں ہے، ہم یہاں ساتوں مجالس کے مضامین کا خلاصہ بیان کر رہے ہیں۔

مجلس اول: آیت ''وفی انفسکم افلا تبصرون'' کی تفسیر

مجلس دوم: شاہ ابوسعید (مجددی) کی مجلس میں آنے والی ایک عورت کا واقعہ جو کہتی تھی کہ خدا کے فریادی ہیں، مسئلہ رفع سبابہ پر رائے، نسبت ''یادداشت'' کی نقشبندیہ میں اہمیت، صفات سلبیہ کا بیان، کلمہ ''لاحول ولاقوۃ الاباللہ'' کے ورد کی خاصیت کا بیان۔

مجلس سوم: دلِ سالک پر فیض الٰہی کے نزول کی کیفیت کا بیان، مکتوباتِ حضرت مجدد کے ایک ٹکڑے کی وضاحت کہ افعال اختیار کرنے کا حق آدمی کو دیا گیا ہے۔

مجلس چہارم: جب سینہ کھل جائے تو اعتقادیات میں دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ عذابِ قبر کا بیان، حدیث ''من راٰ نی فقد راء الحق'' کی صحت کا بیان۔ حضرت میرزا مظہر جانجاناں کا اپنے شیخ طریقت شیخ محمد عابد (سنامی، متوفی ۱۱۶۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقۂ قادریہ میں بیعت ہونے کی درخواست کرنا اور شیخ عابد سنامی کا مراقبے میں جا کر میرزا مظہر جان جاناں کو شیخ عبدالقادر جیلانی سے خرقہ دلوانا۔

مجلس پنجم: مرتب ملفوظات نے شاہ غلام علی سے عرض کیا کہ آنجناب نے حضرت مجدد رضی اللہ عنہ اور حضرت میرزا صاحب قدس سرہ کے احوال پر جو رسالے تصنیف کیے ہیں (۶) وہ لکھوا کر مالوہ کی طرف بھجوائے جائیں کیوں کہ مولوی ضیاء الدین

Marfat.com

بھوپالی اور اس علاقے کے دیگر دوستوں نے جو مرتب ملفوظات سے فیضیاب ہوئے تھے، ان سے ان رسائل سے متعلق اشتیاق ظاہر کیا تھا اور بار بار درخواست کی تھی، پیرانِ نقشبندیہ اور پیرانِ جنیدیہ کا تقابل۔

مجلس ششم: مراقبۂ معیت کے وقت کا تعین (سب سے مختصر مجلس ہے)۔

مجلس ہفتم: شاہ غلام علی دہلوی کا افضیلت بشر بعداز انبیاء کا عقیدہ اور اہل بیت کے ساتھ ان کی محبت کا انداز جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے تصور میں جب طواف کعبہ کرتا ہوں تو وہاں سے مدینہ منورہ حاضر ہوکر (آنحضرت پر) قربان ہوتا ہوں، وہاں سے حضرت امام حسین کی مرقد مطہر پر کربلا میں حاضر ہوتا ہوں اور عرض کرتا ہوں اے کاش میں بھی اس وقت ہوتا اور اپنا سر آنجناب کے ساتھ ہوکر آپ کا مقابلہ کرنے والوں سے مقاتلہ کرتے ہوئے کٹا دیتا۔

اس قلمی نسخے کے کاتب نے ملفوظات نقل کرنے کے بعد ترقیمے کے مقام پر یہ عبارت لکھی ہے: ''نقل از رساله احوال خود تصنیف حضرت مولانا رؤف احمد مجددی نسباً و طریقتاً از خلفای حضرت قیوم زمان المسمی بعبداللہ المعروف غلام علی شاہ'' (ص ۱۳)

شاہ رؤف احمد مجددی نے اپنے خودنوشت حالات جواہر علویہ میں لکھے ہیں: جس میں مشائخ نقشبندیہ کے بالعموم اور شاہ غلام علی دہلوی کے بالخصوص حالات اور ملفوظات نقل کئے ہیں، جواہر علویہ شاہ رؤف احمد نے تقریباً ۱۲۳۴۔ ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۱۹۔ ۱۸۲۴ء میں مکمل کی، یہ کتاب (فارسی) تا حال شائع نہیں ہوئی، اس کا ایک قلمی نسخہ آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہے (۷) اور اس کا عکس ابوالحسن زید فاروقی صاحب، چتلی قبر، دہلی کے ہاں دستیاب ہے، جواہر علویہ کی ایک تلخیص معہ اضافات شاہ عبدالغنی مجددی (م ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء) نے تیار کی تھی جو

Marfat.com

مقامات مظہری کے تکملہ کے طور پر پہلے ۱۲۶۹ھ میں مطبع احمدی، دہلی سے اور بعد میں مقامات مظہریہ، طبع حقیقت کتابوی، استنبول، ۱۹۹۰ء کے ساتھ صفحات ۱۵۸۔ ۲۰۲ میں شائع ہوئی (۸) اس فارسی تلخیص و تکملہ کا اردو ترجمہ محمد اقبال مجددی صاحب نے کیا ہے جو ان کے مقامات مظہری کے دونوں ایڈیشنوں کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ جواہر علویہ کا ایک غیر مربوط اردو ترجمہ ۱۹۱۹ء میں ملک فضل الدین نے لاہور سے شائع کیا تھا، مولانا نور احمد امرتسری مرحوم نے اس کا جوہر دراحوال حضرت مجدد کنز الہدایات کے ساتھ شائع کیا تھا۔ (۹) جواہر علویہ کی مذکورہ بالا فارسی تلخیص اور ملک فضل الدین کے اردو ترجمے سے ہم نے اپنے مجموعہ ملفوظات کا تقابل کرلیا ہے، یہ دو مختلف کتابیں ہیں:

Marfat.com

حواشی

(۱) محمد اقبال مجددی، مقدمہ ''مقاماتِ مظہری'' تالیف حضرت شاہ علی دہلوی، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۲۰۰۱ء، طبع دوم، ص ۱۶۹

(۲) ایضاً، ص ۱۶۹۔ ۱۷۰

(۳) ایضاً، ص ۱۷۰

(۴) یقیناً یہ درالمعارف کی تدوین کی طرف اشارہ ہے کیوں اسی مجموعے میں ۱۲۳۱ھ کی مجالس کے ملفوظات ہیں۔

(۵) شاہ رافت کی اپنی عبارت یہ ہے اور یہی زیر نظر مجموعے کا ابتدائیہ بھی ہے:

''بعد حمد و صلوٰۃ فقیر رؤف احمد مجددی جعله الله سبحانه لذاته گزارش می نماید که چون در سنه یک ہزار و دو صد و سی و دویم (۱۲۳۲) سعادت تالیف ملفوظات حضرت پیر دستگیر قیوم زمان قطب دوران مرشدنا و امامنا حضرت عبدالله دہلوی معروف حضرت شاہ غلام علی مدظله العالی حاصل نمودم بعدازان، آنجناب این بندۂ گنده را مشرف بخلافت فرموده برائے ترویج طریقه بطرف مالوه رخصت نمودند بعداز مراجعت ازآن سفر چون حاضر حضور شد بازبخاطر ریخت که چندی از درر غرر معارف که اززبان گوہر فشا ن حضرت ایشان میریزند، در رشته تحریر انتظام دہم و کتابی دیگر جمع نمایم بسبب عدم فرصت از حلقه

Marfat.com

ومراقبہ مقصر این امر ماندم، آخرش چندی از تقریرات ہفت روزہ رشحہ ای از آن سحاب ونفحہ از آں گلستان برای شاداب ساختن کشت قلوب طالبان صادقان ومعطر نمودن دماغ صوفیانِ صوفیان درسلک تحریر درآوردم"(ص ۲۔۳)

(۶) یہ "رسالہ در ذکر مقامات و معارف وواردات حضرت مجدد" اور "مقامات مظہری" ہوسکتے ہیں۔

(۷) شاہ عبدالغنی اس کے سبب تالیف میں لکھتے ہیں "قدری ذکر شریف آنحضرت (شاہ غلام علی) مع ذکر خلفا مجملا ومنتخبا از جواہر علویہ کہ عم فقیر شاہ روف احمد مرحوم تالیف فرمودہ اندونیز چیزی کہ علم فقیر بران رسیدہ بود ایراد نمود"(طبع استنبول، ص ۱۵۸) اس ایڈیشن کی فراہمی ترک محقق ڈاکٹر نجدت طوسون، استنبول کے ذریعے ہوئی جس کیلیے میں ان کا ممنون ہوں۔

(8) Catalogue of Manuscrips in the Maulana Azad Library (Added during 1970-77) Aligarh, 1980, Vol.I, P.60)

(۹) محمد اقبال مجددی، حوالہ مذکور، ص:۶۹

Marfat.com

ملفوظاتِ شاہ غلام علی دہلوی [1]

بسم اللہ الرحمان الرّحیم

بعدِ حمد و صلوٰۃ ، فقیر رؤف احمد مجددی - جعله الله سبحانه لذاته - گزارش می نماید که چون در سنه یکهزار و دو صد وسی و دوم (۱۲۳۲هـ-ق) سعادتِ تألیف ملفوظاتِ حضرت پیردستگیر ، قیّومِ زمان ، قطب دوران ، مرشدنا و امامنا حضرت عبدالله الدهلوی معروف (به) حضرت شاه غلام علی - مدّ ظلّه العالی - حاصل نمودم ، بعد ازان ، آن جناب این بندهٔ گنده را مُشرَّف به خلافت فرموده ، براىِ ترویج طریقه ، به طرفِ مالوه رخصت نمودند - بعد از مراجعت از آن سفر ، چون حاضرِ حُضور شدم ، باز به خاطر ریخت که چندی از دُرَرِ غُرَرِ معارف که از زبانِ گوهرفشانِ حضرتِ ایشان می ریزند ، در رشتهٔ تحریر [2a] انتظام دهم و کتابی دیگر جمع نمایم- به سببِ عدمِ فرصت از حلقه و مراقبه ، مُقصِّرِ این امر ماندم- آخرش چندی از تقریراتِ هفت روزه رشحه ای از آن سحاب و نفحه ای از آن گلستان براىِ شاداب ساختنِ کشتِ قُلوبِ طالبانِ صادقان و مُعطّر نمودنِ دماغِ صُوفیان در سلکِ تحریر در آوردم- الله تعالیٰ به وسیلهٔ این امرِ جلیلُ القدر مزرعهٔ جانِ ویرانم را از ترشّحاتِ انوارِ معرفتِ خود سرسبز فرماید و از بُوىِ گلزارِ فیضانِ قُربِ خود مشامِ دلم (را) مُعَطّر نماید- اللهم ارزقنی رائحة المحبت والعرفان بحرمة النبی و آله الکرام-

[1] متن مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر معین نظامی، مشمولہ (مجلّہ) سفینہ (شمارہ ۳، ۱۳۸۴ ش) شعبۂ فارسی، اورینٹل کالج، لاہور

Marfat.com

[مجلسِ یکم]

روزِ سه شنبه ، بیست (و) پنجم ماهِ ربیع الآخر ۱۲۳٦ هجری (ق) شرف آستانه بُوسی دریافتم ـ مذکور فقیری در مجلسِ مُعلّی افتاد ـ حضرت ایشان فرمودند که (در) معنی آیت : وَفِیٓ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡن [۵۱/۲۱] قایلانِ توحیدِ وجودی می گویند که ذاتِ اُو سبحانه در ذاتهای شما است ، آیا پس نمی بینید؟ معلوم نیست از کجا می گویند ! معنیِ کریمه این است که آیاتِ قدرتِ حق تعالیٰ در ذاتهای شما است ، پس شخصی که بر دلِ خود نگاه کرد ، دانست که فهم و ادراك و حفظ و خوض و باریك بینی و نکته سنجی که در او است ، نشانی از نشانهای قدرت او است ـ تعالیٰ و تقدس ـ و معیّتِ اُو سبحانه که ثابت است از کلامِ اقدسِ او " وَهُوَ مَعَکُمۡ اَیۡنَمَا کُنۡتُم " [۵۷/٤] اگرچه خطاب به انس و جنّ است امّا به هر ذرّه از ذرّاتِ عالَم شامل است ـ [2b] ، معاینه نمود ، و احاطه و اقربیت بیچون ـ که کلام الله بر آن ناطق است ـ وَهُوَ بِکُلِّ شَیۡیٍٔ مُحِیۡط وَ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡد [۵۰/۱٦] به ادراك بیچون او درآمده و هر فعل را ناشی از فعلِ الهٰی سبحانه دید ـ یا از تقدیرِ " اَلضَّارُّ هُوَ الله وَالنَّافِعُ هُوَ الله به مجرّدِ وقوعِ نفع و ضرر نگاهش بلا تأمل و تأویل بر فعلِ الهٰی افتاد ، آن کسی فقیر و عارف است ـ

بعد ازان ، این شعر خواند(ند):

از شبِ هجرِ تو شد دیدهٔ خورشید سبل
چشمِ روح الامین (کذا) در شوقِ جمالت احول

جبرئیلِ امین دو بین شده است ، هر که را می بیند ، با اُو تُرا می بیند ـ

بعد از آن ، مذکورِ حضرت خواجه علی رامیتنی آمد ـ حضرت ایشان فرمودند که حضرت شاه نقشبند به دو واسطه به ایشان می پیوندند ـ هر یك رباعی ایشان بنای طریقهٔ نقشبندی است ـ

رُباعی

با هر که نشستی و نشد جمع دلت ‏ ‏ ‏ ‏ و از تو نرمید زحمتِ آب و گلت

Marfat.com

زنهار ز صُحبتَش گُریزان می باش ورنه نکند رُوحِ عزیزان بحلت

" جمع شدنِ دل "، " گُمِ شدنِ خواطر است و " رفتنِ زحمتِ آب و گل "، تبدیلِ رذایل به حماید.

بعد از آن مذکورِ صفاتِ ثبوتیهٔ الٰهیه آمد. فرمودند که اکثر صوفیه، صفات را عینِ ذات و عینِ یکدیگر گفته اند که هم عینِ ذات و هم عین قدرت است. همچنین [3a] قدرت از ذات و دیگر صفات عینیت دارد. وجودِ صفات در خارج اعتبار نمی کنند. و ما که متبع حضرت مجدد ایم، صفات را عین ذات نمی دانیم، و دلیلی برا ین حدیث قدسی داریم: اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ یعنی پیدا کرد حق سبحانه، آدم را بر طورِ خود. ای صفات کاملہ که حق سبحانه داشت، به آن صفات خَلق ساخت، چنان چه سمع که از صفاتِ کاملهٔ او است، نظر کُن به آدم که در او است. وبصر که صفت او تعالی است، در آدم ببین که جلوه آرا است. همچنین سایر صفات از حیات و علم و قدرت و ارادت و کلام. و ظاهر است که نقصان صفتی از صفاتِ انسان، مستلزِمِ نقصَانِ ذات انسان نیست، اگرچه اَعمیٰ و اَصَمّ بود. پس معلوم شد که صفات، عینِ ذاتِ انسان نیستند بل که در خارج وُجُود مستقل هم دارند. فافهم.

[مجلسِ دوم] روزِ چهار شنبهٔ ماهِ مذکور

در حُضُور حاضر گردیدم. حضرت ایشان فرمودند که عورتی به خدمتِ حضرت ابوسعید رحمة اللّٰه علیه. آمده، گفت که " ما فریادی خدا ایم! " ایشان حیران شدند و سَبَبَش پُرسیدند. گفت که امر کرد پیغمبر خدا. صلّی اللّٰه علیه وسلّم. حضرت زهرا را. رضی اللّٰه عنها. و در ضمنِ آن جناب همه اُمت را که دعا کنند از حق سبحانه: " فَلَا تکلنی الی نفسی طرفة عین " ومن می خواهم که مرا به من گذارد و او تعالیٰ نمی گزارد.

و نیز حضرت شیخ الاسلام هروی عبداللّٰه انصاری [3b] فرمود که کسی که مرا یك ساعت از حق غافل سازد، اُمید است که همهٔ گناهانِ او بَخشیده شوند. حالِ من هم در بعضی اوقات همین می باشد که مرا به من نمی گزارند و فرصتِ کلام نمی دهند!

Marfat.com

بعد از آن، آه هایِ مُتّصل کشیدند. همه اهل مجلس در کیفیات و انوار غرق شدند. پس فرمودند که آن حضرت۔ صلّی اللّٰه علیه وسلّم۔ دُعا فرموده اند: "اللهم اجعلنی اواها لك" و در شأنِ حضرت ابراهیم۔ علیه السّلام۔ آمده: "كان اواها منيبا"۔

بعد از آن، شخصی مسئلهٔ "رفعِ سبابه" پُرسید. حضرتِ ایشان فرمودند که در مذهبِ حَنَفی مکروه گفته اند. و (به) حدیث ابن عباس تمسُّك دارند که فرمود: "من پسِ آن حضرت۔ صلّی الله علیه وسلّم۔ و حضرت ابوبکر و عُمر نماز گزارده ام، هیچ یکی رفعِ سبابه ننمود." و احادیث در اشارت هم بسیار آمده اند. لیکن در این دیار که مذهب حَنَفی رایج است، اتّباعِ آن ضرور است. و از یك مذهب برآمده، اتّباعِ مذهبِ دیگر نمودن وقتی تجویز کُنند که در آن مذهب اهل الله نباشند و اولیاء نشوند. در این مذهب اصلانِ حق سبحانه، مثلِ حضرت شاه نقشبند و حضرت عبید الله احرار و حضرت خواجه باقی باللّٰه وحضرت نظام الدین وحضرت نصیر الدین چراغ دهلوی و حضرت مجدد۔ رحمة الله علیهم۔ ظهور فرموده اند و دلیل افضلیت این مذهب گردیده اند. و ما مَنعِ اشارت هم نمی کُنیم [4a] که فعلِ پیغمبرِ ما است. علیه وعلیٰ آله من الصلوة اتمها۔

بعد از آن فرمودند که یاد دارید که هر کس را چنان که پرداختِ نسبت یاد داشت در این طریقه لازم است که یك نفس بی حُضُور مع الله نه برآید. هم چنین نزدِ من در همه امور عبادات باشند بالحاظِ عاداتِ آن سرور۔ صلّی الله علیه وآله وسلّم۔ باید تا که نسبت خاصّ به آن جناب۔ علیه وعلی آله الصّلوٰة۔ مُیَسَّر آید. مثلاً شخصی اگر در مسجد رَوَد، نیّت کُند که آن حضرت در مسجد رفته اند. و فرض خواند، نیت کُند که امرِ خدا است۔ جلّ شانه۔ و آن حضرت خوانده اند. همچنین در نشستن و برخاستن و خواب نمودن و بیدار شدن و به بازار رفتن و اختلاط به اهل و عیال کردن و کاروبار خانه نمودن، در هر امر نیّت اتّباعِ آن جناب ملحوظ دارد. ان شاء الله مناسبتی از آن جناب۔ علیه الصلوة و السّلام۔ حاصل شود۔

باز به غلبهٔ احوال شوق در آمدند و آه های مُتّصل کشیده، سر به مُراقبه فرو بُردند. بعد لحظه سر برداشته، به تکرارِ ندای "نِعْمَ اَنتَ" حُضّارانِ مجلس را مُتکیف فرمودند و ارشاد کردند که سر به پای بیچونش می نهیم و "نِعْمَ اَنتَ" می گوییم. همه را

Marfat.com

همین باید که محبت را غیر از این نشاید۔ او تعالیٰ حُسن و جمال و خیر و کمال که بذاته دارد ، سزاوارِ گفتنِ "نِعْمَ اَنْتَ" است ۔ یا تقریرِ دیگر می کنیم۔ انعاماتی که برما کرده است از حیوٰة وعافیت و شنوایی و بینایی [4b] ، به این انعامات لایق است که " نِعْمَ اَنْتَ" بگوییم۔

بعد از آن ، نامِ این کمینه بر زبانِ مبارک آورده ، فرمودند : "رؤف ! بشنو این انعامات زیور چهرهٔ محبوب اند ۔ "

پس ، مذکورِ صفاتِ سلبیَه آمد که او تعالیٰ جسم و جسمانی نیست ، از مکان مُبَرّا است۔ از ظرافت فرمودند که حَنَفیَه می گویند که خدا فوق نیست ، تحت نیست ، پیش و پس نیسنت ، چَپ و راست نیست ۔ ما لکیَه می گویند که از این معلوم شد که خدا هیچ جای نیست !

بعد از آن فرمودند که استواءِ اُو سُبحانه بر عرش ، ثابت است از نصّ و نُزُولِ او تعالی در هر آخرِ شب بر آسمان دُنیا ، از حدیث صَحیح به ثبوت پیوسته ۔ پس استویٰ و نزول ۔ که شایانِ جنابِ قُدسِ او است۔ برآن ایمان باید آورد ، نه آن استوا که ما می فهمیم و نه آن نزول که ما می دانیم۔ همچنین بدو " وَجه " ثابت است ، آن چه لایقِ او است۔ بیچون ، ساق و پا آن چه سزا وارِ او است بیچگون۔ در قیامت همه مردمان جمع خواهند شد و پایهٔ عرش مُعلّیٰ بر صخرهٔ بیت المقدس خواهند نهاد و خدای تعالیٰ۔ عزّو جَلّ۔ خواهد فرمود که هر کس عبادتِ معبودی کرده است ' از او اجر گیرد۔ پس کافران و منافقان متوجهِ معبود هایِ با طلهٔ خود خواهند گشت و در بلیَهٔ عظیم خواهند اُفتاد ، و مؤمنانِ صادق ایستاده خواهند ماند۔ باز مخاطب خواهند شد که شما هم اجر از معبودِ خود بگیرید۔ عرض خواهند کرد که ما معبودِ خود را می بینم ، باز اجر گیریم ۔ تجلّی واقع خواهد شد ، امّا نه تجلّیِ بیچون ۔ باز ایستاده خواهند ماند۔ باز مخاطب خواهند شد که معبودِ را دیدید ؟ عرض خواهند کرد که این معبودِ ما نیست که دیده ایم۔ معبود ما بیچون و بیچگون است۔ باز تجلّیِ ساقِ مبارکِ بیچون واقع خواهد شد۔ همه سر به سجده خواهند بُرد۔ [5a] پس مؤمنان را به بهشت بُرده شود و کافران را به دوزخ۔ و دوزخ به ندای " هَلْ مِنْ مَّزِید " گرم خواهد بود۔ هر چند جبال و اشجار و منافقان و کُفّار انداخته

Marfat.com

شوند ، سیر نخواهد شد۔ آخرش اُو تعالیٰ۔ جلّ سُلطانه۔ پای بیچونِ خود در آن جا خواهد نهاد ، و دوزخ خواهد گفت : " قطْ قطْ " یعنی بس ، بس ۔ سیر شدم۔

بعدِ بیانِ قصۂ هذا ، حضرتِ ایشان فرمودند که از این جا معلوم شد که تا نُورِ الهیٰ در قلب متجلّی نمی شود ، هوا و هوس نمی رود۔ فافهم !

پس ، شخصی دُعایِ وسعتِ رزق خواست ۔ فرمودند : " لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اَلّا بِاللّٰه " خوانده باشی ، برای فراخیِ رزق مجرّب است۔ و فرمودند که پیغمبر۔ صلّی الله علیه وآله وسلّم۔ فرموده اند که این کلمه دوای نَوَدونُه مرض است که آسان ترِ آن هَمّ است۔ و فرق میان غم و هَمّ آن است که اسبابِ غم ظاهر می شوند و اسباب هَمّ پنهان۔ و خَفقان هم از قبیلۂ هَمّ است۔ پس هر کس که این را برای هر مرض خوانده ، به جنابِ الهیٰ۔ سبحانه ۔ عرض نماید که خدایا ! پیغمبرِ تو فرموده است که این کلمه دوا و شفای نَوَد ونُه مَرَض است من یك مرض دارم ، شفا بخش ! ان شاء الله تعالیٰ اثری ظاهر شود۔

[مجلسِ سوم] روز پنجشنبه ، بیست (و) هفتم ربیع الآخر

حاضر حضور گردیدم۔ حضرت ایشان فرمودند که فیض الهی۔ سبحانه۔ که بر دلِ سالك می آید، وقتِ عنایتِ مرشد یا از مشغولیِ خود صاحبِ کشف عیاناً می بینند ، و اهلِ وجدان و جداناً ادراكِ آن می کُنند۔ و آن مانندِ بارانِ بزرگ قطره می باشد یا باریكْ قطره شبنم وار یا نسیم آسا یا سحاب نمط ظهور می کند، و اثرِ آن یا اجرای ذکر است از لطایف یا توجه در آن یا بی خطرگی یا جذبات یا واردات۔ پس [5b] چیزی از مکتوبات حضرت مجدّد به حضور خواندم۔ در عقاید نوشته بودند که فعلِ عباد ، مخلوق وی اند۔ تعالیٰ۔ امّا اختیار در کسبِ آن عباد را داده اند۔ حضرت ایشان فرمودند که از این آیت شریفه : " وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُون "[۳۷/۹۶] این مطلب برمی آید۔ یعنی حق سبحانه پیدا کرد شما را و آن چه شما عمل می کنید۔ عمل را نسبت به عباد کرد۔ پس معلوم شد که بنده را در کسب عمل اختیار داده است ؛ و برای کسبْ علم وقدرت، و ارادت لابدّی است که اوّل علمِ شیئی می شود ، بعده قدرت بر کردن و نکردن آن شیئی ۔ بعد از آن اراده از کردنِ و

Marfat.com

یا نکردن آن چیز به ظهور می آید که کسب عبارت از آن است۔ پس از لفظ " وَمَا تَعْمَلُون " هر سه صفات در بنده ثابت شدند۔ فافهم!

[مجلسِ چهارم] روز جمعه ،بیست (و) هشتم ربیع الآخر

قدمبوسی حُضُور حاصل کردم ۔ حضرتِ ایشان فرمودند :" وقتی که شرحِ صَدر شود ، در اعتقادیات (به) دلیل احتیاج نمی ماند ۔ نظری ، بدیهی می گردد و دلیلی ، کشفی۔ و این انشراح وقتی که توجُه به انایِ سالك کرده می شود ، حاصل می شود۔ و این احوال در دائرهٔ و لایت کُبریٰ پیش می آید۔ و در این مقام استهلاك وُ اضمحلال در نسبت باطن و زوالِ عین و اثر دست می دهد۔ مثلاً آهو در نمکسار افتد و نمك شود۔ زوالِ عین شد ولی صورتِ او باقی است۔ وقتی که آن را سائیده شود ، زوال اثر گشت ۔ "

بعد از آن ، مذکورِ عذابِ قبر اُفتاد۔ فرمودند که شخصی مسمار های آهنی فروخت۔ یکی خرید کرده ، در آتش نهاد۔ گرم شدند و نرم نشدند۔ حیران شده ، به بایع و اپس کرد ۔ سَبَبَش پُرسید۔ بایع گفت که در صحرا از استخوانهای مُردهٔ خشك شده بر آورده بُودم ! مَعاذ الله ۔

[6a] شخصی مُرده در گُور کردند۔ تیشهٔ گُور کَن در قبر به فراموشی ماند۔ به جهتِ تیشه قبر کشادند۔ دیدند که دستهٔ تیشه در اندامش کرده اند !

و مردی دیگر نقل کرد۔ برایِ دفن گُور کندیدند۔ پُر از مارها شد۔ جای دیگر کندیدند۔ آن هم پُر از مارها شد۔ مرتبهٔ ثالث نیز همین معاینه نمودند۔ آخرش به همین مارها دفن ساختند۔

عبدالله ابن زیاد ۔ که بی ادبی از امام حُسین ۔ علیه السّلام۔ کرده بود۔ وقتی که کُشته شدُ و سرش از تن جُدا گشت ، مارِ سیاه آمد۔ همه مردمان کناره کردند۔ سرِ وی را گزیده ، رفت ۔ باز آمد، باز گزید و رفت۔ معاذالله ۔

بعد از آن ، مذکورِ حدیث آمد۔ فرمودند : " روزی ؛ در رؤیا به زیارتِ آن حضرت ۔ صلّی الله علیه وسلم۔ مُشرّف شُدم۔ عرض کردم که یا رسولَ الله ! این حدیث صحیح است؟

Marfat.com

"مَن رَآنی فَقَد رَا الحَق" فرمودند: "صحیح است". پس حضرت ایشان را بلاواسطه سَنَدِ این حدیث شریف از آن حضرت حاصل شد و مرا به یك واسطه.

بعد از آن، مذکور نسبتِ طریقه قادریه آمد. فرمودند که حضرت مرزا صاحب و قبله از پیرِ بزرگوارِ خود. حضرت شیخ الشیوخ شیخ محمدعابد رحمة الله علیهما. برایِ بیعتِ طریقهٔ قادریه عرض نمودند. فرمودند که شما را بالمعائنه اجازت از آن حضرت. صلّی الله علیه وسلّم می دهانیم. پس در مراقبه شدند، و حضرت میرزا صاحب و قبله هم به مراقبه نشستند. به مجلسِ آن حضرت. صلّی الله علیه وسلّم. حاضر شدند. حضرت شیخ از آن حضرت عرض کردند که ایشان اجازتِ طریقهٔ قادریه می خواهند. آن حضرت فرمودند که از سیّد عبدالقادر بگویید. حضرتِ شیخ عبدالقادر. رضی الله عنه. در آن جا حاضر بودند. بعد عرض حضرت شیخ ارشاد کردند [6b] که از این چه بهتر! پس خادم به موجب اشارهٔ حضرت غوث الاعظم خرقه از سُندس گران بها آورده، به گردنِ حضرت مرزا صاحب و قبله نهاد. پس بلا واسطه یا به یك واسطه، حضرت شیخ، خلافت از حضرت غوث الاعظم یافتند.

[مجلسِ پنجم] روزِ شنبه، بیست (و) نهم ربیع الآخر

در محفلِ فیض منزل حاضر گردیدم. عرض نمودم که رسالهٔ احوال حضرت مجدد. رضی الله عنه. و رسالهٔ احوال حضرت میرزا صاحب و قبله. قدس سره که آن جناب نوشته اند، نویسانیده به طرفِ مالوه فرستاده شود. مولوی ضیاء الدین بهوپالی و دیگر اعزهٔ آن دیار. که فیض باطن حضور فیض گنجور از این نالائق کسب کرده اند. کمال مشتاق اند و مکرّر ایما نموده اند. حضرت ایشان فرمودند که احوالِ پیرانِ ما مثلِ احوالِ جُنیدیان نیست و به ریاضاتِ شدیده و مجاهدات شاقّه که این بزرگواران بناء طریقه به توسّط نهاده اند و همین است طور صحابه و تابعین. رضوان الله علیهم اجمعین.

و بعضی مردمان که اعتراض به ریاضاتِ شاقه دارند، جوابِ آن نزد من که مرضی مبارکِ آن سرور. علیه الصّلوٰة و التسلیمات. که به ریاضاتِ شاقه نیست، برای آن است که

Marfat.com

در جهاد کسل نیاید که در آن جا کار به شمشیرِ آبدار ، باکُفار ، لیل و نهار بود۔ والعلم عند الله سبحانه ۔

[مجلسِ ششم] رُوزِ یکشنبه ، غرّۂ جمادی الاوّل

شرفِ آستانه بُوسی دریافتم ۔ فرمودند تا وقتی که بی خطرگی به چهار گهری نرسد ، مراقبۂ معیّت نباید گفت۔

[مجلسِ هفتم] رُوز دو شنبه ، دوّم جمادی الاولیٰ

مُشرف به آستانه بوسی شدم ۔ مذکورِ صحابه و اهل بیت آمد۔ فرمودند که از عقایدِ ما است که افضلِ [7a] بعدِ انبیاء حضرتِ صدیق اند ، بعده حضرت فاروق۔ رضی الله عنهما۔ و این افضلیت از راهِ ترویجِ دین و ملّت متین و بذلِ جان و مال در راهِ خدا است ، نه از راهِ مناقب ، که مناقبِ حضرت امیر چندان که آمده اند ، در شأنِ یکی از صحابه وارد نشده اند۔ از راه مناقب و برادری فضل است آن جناب را بر همه صحابه ۔ پس فرمودند که محبتِ من از اهلِ بیت بی اختیاری است۔ محبت دو قسم است: یکی عقلی که به دریافتِ احسانها و نعمتها میلی پیدا شود و دیگر طبعی که بلا ملاحظۂ احسانات ، در جبلّت خلق شده باشد ، و در آن ، شخص را اختیاری نبود ۔ همچنین مرا است۔ وقتی که به خیالِ خود طوافِ کعبه می نمایم ، از آن جا به مدینۂ منوّره حاضر شده ، تصدّق می شوم و از آنجا به مرقدِ مطهرِ حضرت امام حُسَین ۔ رضی الله عنه۔ در کربلا حاضر شده ، عرض می کنم : " ای کاش ! من در آن وقت بودم تا سرِ خود را تصدقِ آن جناب کردم و همراهِ آن جناب شده ، مقاتلۂ مقابلانِ آن جناب نموده ، کُشته شدم ۔ "

وَصَلَّی الله علی خیر خلقه محمد و اله و اصحابه وسلم۔

نقل از " رسالۂ احوالِ خود " تصنیف حضرتِ مولانا رؤف احمد مجددی نسباً و طریقتاً از خلفای حضرت قیوم زمان المسمی به عبدالله المعروف (به) غلام علی شاه

Marfat.com

محمد اقبال مجددی

(مرتب کتاب حاضر)

تالیفات

۱۔ احوال و آثارِ سیّد شرافت نوشاہی، لاہور

۲۔ احوال و آثار عبداللہ خویشگی، قصوری، لاہور، ۱۹۷۲ء

۳۔ تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند، لاہور، ۲۰۱۳ء

مرتبات

۴۔ مقامات مظہری (احوال و افکار میرزا مظہر جان جاناں شہید (۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۱ء)

۵۔ حسنات الحرمین (ملفوظات خواجہ محمد معصوم سرہندی (ف ۱۰۷۹ھ / ۱۶۶۸ء) تالیف خواجہ عبیداللہ مروج الشریعت (تحقیق متن، ترجمہ، حواشی، مفصل مقدمہ) موسیٰ زئی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، ۱۹۸۱ء

۶۔ ملفوظاتِ شریفہ شاہ غلام علی دہلوی، جامع خواجہ غلام محی الدین قصوری، تحقیق و تعلیق و تقدیم، لاہور ۱۹۷۸ء۔

۷۔ اثبات المولد و القیام، تحقیق و تقدیم، استنبول، ترکی۔

۸۔ رشحات عنبریہ (احوال و مقامات شاہ احمد سعید مجددی) تحقیق و تقدیم، استنبول، ترکی۔

۹۔ حدیقۃ الاولیاء (پنجاب و نواحی آں کے صوفیہ کا تذکرہ) تالیف مفتی غلام سرور لاہوری، لاہور، ۱۹۷۵ء، دوم ۲۰۰۰ء۔

۱۰۔ لطائف المدینۃ (احوال خواجہ محمد سعید سرہندی ف ۱۰۷۱ھ / ۱۶۶۱ء) تالیف شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی، تحقیق و تعلیق و ترجمہ، لاہور، ۲۰۰۴ء۔

۱۱۔ مقاماتِ معصومی (احوال و تعلیمات خواجہ محمد معصوم سرہندی) تالیف صفر احمد معصومی. تحقیق و تعلیق و ـــــــــ ترجمہ) جلد اول (مقدمہ مجددی تحریک جلد دوم، (اردو ترجمہ) جلد سوم فارسی متن، جلد چہارم (تعلیقاتِ و توضیحات) ، لاہور، ۲۰۰۴ء۔

Marfat.com

۱۲۔ احوالِ مشائخ کبار (ملفوظات شیخ محمد اشرف شطاری لاہوری ف ۱۱۰۴ھ/۱۶۹۳ء) تالیف شیخ سلیمان بن سعد اللہ لاہوری) تحقیق و تقدیم، اسلام آباد، ۲۰۰۰ء

۱۳۔ زاد المعاد (تذکرۂ خواجہ حسام الدین احمد ف ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء) تالیف خواجہ کلاں بن خواجہ باقی باللہ" جلد اول (نقشبندی مشائخ کی سعی ہای احیائے دین، احوال و آثار حضرت خواجہ باقی باللہ، خواجہ حسام الدین احمد، خواجہ کلاں) جلد دوم (اردو ترجمہ)، جلد سوم (فارسی متن) جلد چہارم (تعلیقات و توضیحات)، گوجرانوالہ، ۲۰۱۳ء۔

۱۴۔ معمولات مظہریہ (احوال و ملفوظات و معمولات حضرت مظہر جانِ جاناں شہید) تالیف شیخ نعیم اللہ بہڑائچی، ترجمہ و تعلیقات، زیر طبع

۱۵۔ بشارات مظہریہ (احوال و مکتوبات حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید) تالیف نعیم اللہ بہڑائچی تحقیق و تعلیق و ترجمہ، زیر طبع

۱۶۔ کمالاتِ مظہریہ (احوال حضرت میرزا مظہر جان جانانِ شہید) تالیف شاہ غلام علی دہلوی، زیر چاپ

۱۷۔ تذکرہ علمائے ساہووالہ (سیالکوٹ) تالیف محمد شہنواز الدین، تحقیق و حواشی، لاہور، ۱۹۷۱ء

۱۸۔ تذکرہ شرافت نوشاہی (احوال و سخنان) شریک مرتب ڈاکٹر عارف نوشاہی، اسلام آباد، ۲۰۰۸ء

۱۹۔ رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی مولفہ وکیل احمد سکندر پوری، لاہور، ۲۰۱۱ء

۲۰۔ دفاع حضرت مجدد الف ثانی (رسائل کا مجموعہ)، گوجرانوالہ، ۲۰۱۲ء

مقالات

اب تک تقریباً ایک ہزار تحقیقی مقالات دنیا کے موقر جرائد میں طبع ہو چکے ہیں یعنی معارف (دارالمصنفین، اعظم گڑھ، برہان (ندوۃ المصنفین، دہلی)، مجلہ علوم اسلامیہ، (علی گڑھ)، اورینٹل کالج میگزین (لاہور) مجلہ تحقیق (لاہور)، صحیفہ (لاہور)، المعارف (لاہور) بصائر (کراچی)، اُردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی، لاہور)، دانشنامہ جہان اسلام، (تہران ایران)، دانشنامہ زبان وادب فارسی در شبہ قارہ (تہران، ایران)۔

Marfat.com